

صفحہ	مقصد	مقصد
	صلی کے الخ۔	اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔
۴۸	باب تیسرا اوس تحقیقات کے ذکر میں جو فقہار جمہم اللہ نے غنا کے معاملہ میں تحریر کی ہے۔	مسئلہ۔ بنانا مزامیر کا حرام ہے۔
	عبارت در مختار۔	پندرہ خصلتیں سبب بین نزول ہلاکی۔
	عبارت کنز الدقائق۔	مسئلہ۔ راگ حرام ہے۔
	عبارت معدن الحقائق شرح کنز الدقائق۔	جواب نصوص کا یعنی سوال مقدر سے۔
۴۹	عبارت شامی۔	بیان احادیث والہ کا اباحت راگ اور
۵۰	فائدہ۔ دف بجانا مکروہ ہے واسطے مردوں کے۔	دف پر۔
	عبارت غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار۔	بیان اون چیزوں کا جو رو برو آپکے
۵۱	ملاہی دو قسم ہیں۔	گائی گئی ہیں۔
۵۲	سوال وجواب۔	باب دوسرا اوس تحقیقات کے بیان میں
۵۳	حکم قرآن مجید پڑھنے کا ساتھ الحان کے۔	جو جو از عدم جواز یا مکروہ یا حرام ہونے
۵۴	عبارت عنایہ۔	غنا اور مزامیر وغیرہ سے احادیث میں
۵۵	عورت کا صر آواز بلند کرنا حرام ہے۔	مذکور ہے۔
۵۶	عبارت قاضی خان۔	عبارت سنن ترمذی۔
	عبارت سے ساتھ اپنی بی بی کے اور	عبارت بخاری شریف۔
		عبارت صحیح مسلم۔
		عبارت نووی شرح مسلم۔
		فائدہ نفسہ۔ تو اس میں یہ کہ مقامات

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
	جہانگیر سوارسی اور تیر اندازی سے عدالت		کی حالت و عمرست بین -
	باطل نہیں ہوتی -	۷۶	نقل عمدہ -
۵۷	عبارت اختیار شرح مختار -	۷۸	حکایت عمدہ
۷۸	عبارت فتاوا وغیرہ -	۷۹	بیان دوسرا سماع کے مبلغ ہو کی دلیل میں
۶۱ و ۶۰	سوال و جواب عمدہ -	۸۰	تقریب غنا اور راگ کی -
۶۵	ایضاً سوال و جواب -	۸۱	تقریر سوال و جواب کی -
۶۸	تقریر استغنا -	۸۲	حکم آلات لہو اور ناس کے باجون کا -
۶۹	تقریر جواب -	۸۳	وجوہ حرمت مراد اور آلات لہو کے -
۷۱	سوال و جواب -	۸۴	آلات محرمہ و مباحہ بوجوہ مذکورہ -
۷۲	نظم در مختار حق حلال جاننے والا رقص میں	۸۵	مبہوت تقریب کے تیسری بات راگ میں یہ ہو کر لہو
۷۳	عبارت ستامی اس مقام پر -	۸۶	ایضاً جو تھی بات راگ میں یہ ہے کہ -
۷۴	باب جو ستارہ و سن تحقیقات بیان میں جو	۸۸	حکایت ابو بکر محمد بن داؤد و عرف رقی -
	حسرات صوفیہ کرام نے معامہ سماع میں	۸۹	آخر راگ کا دلین سات مقام پر ہوتا ہے
	تحریر کی ہے -		اول جاسیون کا گانا -
۷۵	عبارت مذاق العارفین ترجمہ اعیان العلوم	۹۰	دوسرے غازیون کا گانا -
۷۶	فضل پہلی راگ کے مباح ہونے میں علما کے	۹۱	تیسرے مقابلہ دشمن میں -
	آخذن کا ذکر -	۹۲	چوتھے نوہ کی آواز -
۷۷	پہلا بیان علما اور صوفیہ کے اقوال راگ	۹۳	پانچویں خوشی کے اوقات میں -

۹۷	چھٹے عاشقوں کا راگ -	۱۱۴	دوسری حجت -
۹۸	ساتویں سماع عاشقان خدا کا -	۱۱۵	تیسری حجت -
۹۹	بیان وجد کا -	۱۱۶	چوتھی حجت -
۱۰۲	یہ عشق شرکت قبول نہیں کرتا -	۱۱۷	پانچویں حجت -
۱۰۴	بیان تیسرا اور عوارض کے ذکر میں جنبے	۱۱۸	چھٹی حجت -
۱۰۵	راگ حرام ہوتا ہے اور وہ پانچ ہیں -	۱۱۹	ساتویں حجت -
۱۰۶	اول یہ کہ گانیوالی عورت ہو -	۱۲۰	تار کے باجے حرام ہیں -
۱۰۷	دوسرے یہ کہ آلات سماع اچھے نہ ہوں -	۱۲۱	فصل دوسری سماع کے آثار اور باداوت
۱۰۸	تیسرے یہ کہ نظم میں خرابی ہو -	۱۲۲	کے بیان میں -
۱۰۹	لطیفہ مرغوب لفظ نیا رہیں -	۱۲۳	پہلا مقام سمجھنے کے ذکر میں -
۱۱۰	چوتھے یہ کہ سننے والے میں خرابی ہو -	۱۲۴	حالت اول -
۱۱۱	پانچویں یہ کہ سننے والا عام لوگوں میں سے ہو -	۱۲۵	حالت دوم -
۱۱۲	روزمرہ کا معمول کرنا کر وہ اور ممنوع ہے	۱۲۶	حالت سوم -
۱۱۳	سوال و جواب -	۱۲۷	حالت چہارم -
۱۱۴	بیان چوتھا اور نوگوں کی دلیلوں کے	۱۲۸	بیان محل مغالطہ کا -
۱۱۵	فکر میں جو راگ کی حرمت کے قائل ہیں اور	۱۲۹	دوسرا مقام وجد ہے -
۱۱۶	انکے جواب -	۱۳۰	اقوال صوفیہ کے وجد میں -
۱۱۷	اول حجت -	۱۳۱	اقوال حکما کے وجد میں -

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
۱۳۷	اسکیکو ہائٹ کتے ہیں۔	۱۶۰	دوسرا ادب۔
۱۳۸	بیان تفرس اور فراست کا۔	۱۶۱	سماع عمل لغزش کا ہے۔
۱۴۰	وجد یا مکاشفہ ہوتا ہے یا حالت۔	۱۶۲	تیسرا ادب۔
۱۴۳	وجد دو قسم ہے۔	۱۶۶	چوتھا ادب۔
۱۴۴	حکم وجد اور تواجد کا۔	۱۶۷	کچھ رنگ پھاڑنا۔
۱۴۵	وجد دو قسم ہے۔	۱۶۸	سوال وجہ و بیان تقسیم پارہما۔
۱۴۶	سوال وجہ بحدہ۔	۱۶۹	پانچواں ادب۔
۱۵۰	ایضاً سوال وجہ۔	۱۶۹	بیان بدعت اور قیام تعظیم کا۔
۱۵۱	وجہ اول۔	۱۷۰	سوال وجہ۔
۱۵۲	دوسری وجہ۔	۱۷۱	سماع چار قسم ہے حرام مباح مکروہ مستحب۔
۱۵۳	تیسری وجہ۔	۱۷۲	عبارت رسالہ تفسیر یہ۔
۱۵۴	چوتھی وجہ۔	۱۷۳	بیان حدی کا۔
۱۵۵	پانچویں وجہ۔	۱۷۸	سماع تین قسم ہے حرام مباح مستحب۔
۱۵۶	چھٹی وجہ۔	۱۷۹	نازل ہوتی ہو رحمت نفاذ تین مقام ہیں۔
۱۵۷	ساتویں وجہ۔	۱۸۱	سماع تین وجہ پر ہے۔
۱۵۹	تیسرا مقام سماع کے آداب ظاہری الخا و آثنا	۱۸۲	سماع تین وجہ پر ہے دوسرے طور سے۔
۱۶۰	وجد میں۔	۱۸۳	اہل سماع تین طبقہ پر ہیں۔
۱۶۱	اول ادب۔	۱۸۳	سوال وجہ بیان وجد ہو لیکھا قرآن مجید پر

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
۱۸۵	حکایت یوسف بن چین رازمی -	۲۰۶	باب بیان سماع شعر وغیرہ میں -
۱۸۶	حکایت عجیب -	۲۰۸	باب بیان سماع آواز خوش اور اٹکان میں
۱۹۲	عبارت ترجمہ عین العلم -	۲۰۹	حکایت ابراہیم -
"	اقسام ثلاثہ سماع کے مستحب مباح حرام -	۲۱۰	ترکیب شکار بہرین کی -
۱۹۳	بیان درجہ فناء البقا کا -	۲۱۱	فقہا ستفی ہین کہ انہ
"	بیان وجد کا -	۲۱۲	حکایت مصنف رحمہ اللہ اور تقسیم سماع
۱۹۴	آداب سماع کے -		چار قسم پر -
"	بیان مزمار کا -	"	باب بیان احکام سماع میں -
۱۹۵	سماع بابجے -	۲۱۵	فصل بیان کلمات لطیف مشائخ کاراگ
"	اور نووہ جو گاتے ہیں آیات قرآن مجید کی		کے باب میں -
"	آداب سماع سے یہ ہے کہ -	۲۱۷	باب بیان اختلاف مشائخ صوفیہ کا سماع میں
۱۹۶	اور آداب سماع سے انہ	"	باب بیان مراتب مشائخ میں حقیقت سماع میں
۱۹۷	اولیٰ اور اسلام ہر حال میں ہوتا ہے سماع کی	۲۱۸	فصل سماع وارد حق کا ہے -
"	عبارت کشف المحجوب -	۲۲۰	اور ہمارے اس زمانہ میں ایک گروہ کی
"	بیان حواس خمسہ کا -	۲۲۲	فصل - اور ایک گروہ نے -
۱۹۹	سوال و جواب -	۲۲۵	باب بیان وجد اور وجود اور تواجد میں
"	باب بیان سماع قرآن مجید میں -	۲۲۶	حکایت ایک روز حضرت شبلی رحمہ اللہ
۲۰۵	فصل ذرا بہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	۲۲۸	اور یہ محض حرام ہے -

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
۲۲۸	باب بیان رقص میں۔	۲۷۰	سوال و جواب۔
۲۲۹	باب بیان کپڑے پہننے اور نہ پہننے کے	۲۷۱	ایضاً سوال و جواب۔
	اور کسے میں۔	۲۷۲	ایضاً سوال و جواب۔
۲۳۰	باب بیان آداب سماع میں۔	۲۷۳	دوسری وجہ ممانعت کی۔
۲۳۱	عبارت بدیہ اشقی۔	۲۷۴	وجہ وجہ حال کیفیت مقلدانِ صوفیہ میں۔
۲۳۲	باب بارہویان وجہ و سماع اور اسکی	۲۷۵	نقل ہے کہ ایک مسافر۔
	حقیقت کے بیان میں۔	۲۷۶	عبارت اخبار بالاخیار۔
۲۳۳	پہلی وجہ اذروے طریقت کے۔	۲۷۷	عبارت مخزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار۔
۲۳۴	سوال و جواب۔	۲۷۸	خاتمہ سان قول فیصل کا باب سماع میں۔
۲۳۵	مراقبہ و طرح پر ہے۔	۲۷۹	عبارت مدایج النبوۃ۔
۲۳۶	مراقبہ المراقبہ۔	۲۸۰	قول صاحب استماع رحمہ اللہ۔
۲۳۷	نظم حکایت محمود آواز۔	۲۸۱	قول محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
۲۳۸	دوسری وجہ اذروے شریعت کے۔	۲۸۲	ایضاً قول محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
۲۳۹	مترجم کتاب ہے کہ۔	۲۸۳	بیان حدی اور غنا کا تنبیہ میں۔
۲۴۰	سوال و جواب۔	۲۸۴	عبارت کنوایات محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
۲۴۱	باب تیرہویان راگ اور باجون وغیرہ	۲۸۵	مگر یہ اجتماع خاص ساتھ ایک کیفیت
	سننے کی جزائی کے بیان میں۔	۲۸۶	مخصوص کے ہے۔
	پہلی وجہ ممانعت کی۔		



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُخَيِّدُ أَيْدِيَهُمْ تَتَرَكُّمُ الْبِلَادُ مِنْ فِي الْبُسْتَانِ وَيَبْعُوثُهُمْ تَنْتَعِمُ
 الْعَنَادُ لِيَقْصِيحَ الْإِنْسَانَ يُتَبَيَّنُ عَلَيْهِ الْحُكْمُ أَصْنَافُ الْخَلَائِقِ مِنَ الْأَنْسِ
 وَالْحَيَوَانِ وَيُجْعَلُ أَصْوَاتُ الْمُمْلِكَاتِ حَتَّى الثَّيَابَاتِ وَالْجَادَاتِ بِالْإِسْرَارِ وَالْأَعْلَانِ
 كَانَ يَخْفِيهِ أَوْ رَاقٍ الْأَشْيَارَ جَلَّ جَلْدُ فَوْفٍ لِشَاءِ الرَّحْمَنِ وَدَى الْمَاءِ
 الْجَارِ مِنْ طَنَابِيرٍ أَوْ صَافٍ الدِّيَانِ وَجُوبُ الرِّيحِ أَقْصَابُ قَبِيحِ الْمَنَانِ
 فَسَبَّحَانَ الْمَدُّوحِ الْحَمْدُ وَفِي كُلِّ زَمَانٍ وَلَكِنْغَمُ الْمُنْعُوتِ الْمَوْصُوفِ بِالْحَالِ
 وَالْقَالِ مِنْ كُلِّ لِسَانٍ وَتَوَزَّيْلٍ إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ عَلَى هَذِهِ الدَّعْوَى
 مِنْ أَوْضَحِ الْبَرِّ هَاجَانَ وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْسِ وَالْجَانِ الْمَقْصُودِ

مِنَ الْجُودِ وَلَا مُمْكِنَ الْإِذَى قَالَ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا
 آتَى عَلَى مَعْنَى الْإِذَى حَقَّقَهُ عُلَمَاءُ الزَّمَانِ وَقَالَ لَا بِي مُوسَى لَا شَعْرِي
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ سَمِعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يَتَغَنَّيُ
 الصَّوْتِ وَاللَّحْنَانِ لَقَدْ أُعْطِيََتْ مِنْ مَنَاقِبِهِ مِنْ قُرْآنِهِ إِذْ دَاوُدَ وَالْإِسْمَاعِيلَ
 سُلَيْمَانَ يَسِيدَ نَافِثِينَ وَعَلَى إِلَهٍ وَأَصْغِيهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا قَرَأَ الْكَافُرُ
 وَلَا مُمْكِنَ

اما بعد جو کہ مسئلہ سماع کا ایک ایسا جزئیہ ہے کہ خلفاء عن سلفِ امین نے مثلاً
 کثیر علماء آتابے اور اقوال علماء اور فقہاء کے نہایت مختلف واقعین و رینویا
 باتو قریب سند امارت رونق و ساوہ ریاست تہمت پناہ والا شکوہ جلالت
 و ستکار حق پر وہ طراز قبائے مملکت نگار خلعت سلطنت رئیس باؤل فرمان فرما
 و ریادل رافت غریب رحمت نیر امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم
 علی خان حبیب باد و صولت جنگ زا و عمر و دولہ و ورام شمتہ و شوکتہ کا گوشہ التفات
 اس مسئلہ کی تحقیق کا دریافت ہوا بنا علیہ خاطر فائز کا سار خلافت نے عمر بہت کا
 فراہمی تحقیقات اور جمع کرنے روایات کا جست کیا کیونکہ جب روایات شتہ کتب متفرق
 سے ایک جگہ جمع ہو کر صورت کتاب کی پادینگی تو ضرور اور لا بد افادہ عام اور
 افادہ تام بخشین گی اور احتیاج تلاش کتب اور دیکھے مقامات مختلف سے مستغنی
 کرینگے فالجہ للہ ثم الحمد للہ علی حسن توفیقہ کہ چند ایام میں بعد ویدہ بیری
 و عرق ریزی کے تحریر تحقیقات اور فراہمی روایات سے فرصت پائی جو ارادہ کہ
 ممکن قوہ میں تھا وہ با حسن الوجہ منصہ فعل میں آیا اور ترتیب تحقیقات نے یہ

کسانیکہ ایزد پرستی کنند | بر آواز و لالہ بستی کنند

اور غنا پرست کبھی دریا سے ضلالت اور بطالت میں غوطہ کھاتے ہیں کبھی بحر کفر اور
زندہ میں غرق ہوتے ہیں اس واسطے کہ اول تو وہ محاسن میدان کے ہیں ہی
نہیں کہ غنا اور ان کے مقام کے لایق اور مناسب ہو اور دوسرے یہ کہ بہ حیثیت اور
بتمام وجہ وہ اشارات اور معانی عبارات کی تاویل نہ سمجھنے سے کافر و زندیق بنتے
ہیں مثلاً جو معنی کہ جناب باری عزہ کی ذات اور صفات کے مناسب نمونہ اور
خدا کی طرف منسوب کرنا یا جو امور کہ مخصوص جناب الہی تعالیٰ کے ہیں ان کا
مصادیق مخلوق کو ٹھیکرنا کفر ہے اور معارف الہی اور حقایق نامتناہی کا کیا ایسا
کوچہ ہے کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ یا سانی جیسے چاہے خاطر خواہ اس میں قدم رکھے اور مقصود
کو پونچھے حاشا و کلا اللہ و ارا القائل ۛ

اما الخيام فانها كخيامهم | و امرى نسكوا الخيام نساها

ففسل الله العصاة والعافية من شر كل شيطان مارد ہمارے اس زمانہ
کے بعض نادانوں کی تقاریر اور اقوال اور کچھ گروہ متشوقہ بعلم کے کردار اور
انفال عوام کا لالچہ بے مایہ کے رہزن ہیں کہ ان کے دین اور دنیا کی راہ مارتے
ہیں اس قدر تو مسلم ہے کہ اصل میں اس سلسلہ میں اختلاف ہے مگر فی زمانہ ہذا ابتلا
اور حقد رکہ اتفاق یا اختلاف سے تحقیق کو پہونچا یا ہے اور جو شرط اور قیود
کہ تحقیق کے ہیں وہ تو کمان کے کمان رہے اور بالکلیہ متروک ہو گئے بلکہ اب تو
ایسی گرفتاری بلا ہے کہ جواز اور اباحت تو بجائے خود بیان صرف حرام قطعی کا
از کتاب کرتے ہیں اور اوپر طرہ یہ کہ ایسی باتیں عبادات اور ثواب کے موجبات

سمجھتے ہیں اور خامان خدا اور شاخ کیار قدرا کو مثل اپنے مرکب یا یہ غنا اور سماع منع
 حرام کا ٹھہرتے ہیں کیونکہ یہ آلات مطربہ اور ساز ہائے محرمہ اولیاء اللہ کے کب سنے
 میں اور یہ مغنیات اور اجنبیات فواحشہ کہ جنکی صورت دیکھنا اور جنکی آواز سنیے کر
 کے ہی سنا حرام قطعی ہے اہل اندک کی مجالس محافل میں کب جا سکی ہیں اہل شاہ
 نے اگر سماع غنا جیسا کہ یہ کیا بھی ہے تو غلبہ حال اور سرگرمین کیا ہے اب غلبہ حال
 اور استغراق اور سرگرمی کج سماع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پناہ غنوخ
 یا اللہ من شرور النفسا ومن سیئات اعمالنا من یهدی اللہ فلا مضل لہ و
 من یضللہ فلا ہادی اللہ الغرض بعد اتمام روایات اور اختتام تحقیقات کے
 اس مجموعہ مجمودہ کا نام **تحفۃ الامیر فی بیان السماع والمزامیر** رکھا
 اور اسکو تحفہ اور ہدیہ نواب والا جناب کو پیش کیا واللہ المستعان ومنہ
 التوفیق الی الا حسن اللہ اعلمنا الحق حقاً و امرنا بقا اتباعہ و امرنا بالباطل
 باطلا و امرنا بقنا اجتنابہ اور یہ فہرست ہے آسامی اون کتب کی کہ جن سے
 یہ مجموعہ جمع کیا گیا ہے مقدمہ میں کتاب احیاء العلوم اور مجمع البحار
 اور تحفۃ الطالبین سے عبارت نقل ہے اور باب اول میں یہ چین
 تفاسیر فصلہ ذیل میں جسے اخذ کیا گیا ہے تفسیر مدارک تفسیر مہیاں تفسیر
 سینی تفسیر حمیری تفسیر آیات الاحکام تفسیر معالم التشریح تفسیر
 ورنشور تفسیر مظہری باقی اور بعض تفاسیر کی عبارت بعینہ منقول نہوی گو
 یا تو انکی عبارت بحسنہ مطابق انکے تھی یا یہ سلسلہ او نہیں مختصر اور محل مذکور تھا اور
 زیادہ تفصیل نہیں رکھتا تھا البتہ جو نظر سے گذری تھیں نام اونکے آخر باب التفسیر میں

نہج کے ہیں چاہیں تو اوٹھیں دیکھ لیں اور باب دوم میں یہ کتب حدیث شریف میں
 یونین کہ جنگی عبارت ورج ہوئی حج ترمذی شرح بخاری شرح مسلم اور باب سوم
 میں ان چند کتب فقہ سے اتفاق نقل عبارت کا ہوا در مختار کنز الدقائق معتدل
 در المختار غایۃ الاوطار عنایہ قاضی خان اختیار شرح مختار قضاو اسے جزیہ اور
 باب چارم میں یہ کتب صوفیہ کرام کی موجود تھیں جن سے ترجمہ لکھا مذاق الیہ
 ترجمہ احیاء علوم الدین رسالہ قشریہ مقصد اجمل ترجمہ عین العلم کشف المحجوب
 سنی اور اخبار الاخیار اور گنج الاسرار خواجہ بزرگ اجمیری مدفن رحمہ اللہ
 علیہ اور خاتمہ کتاب کو جو بجائے قول فیصل معاملہ سماع میں ہے مدارج النبوة اور
 مکتوبات محدث دہلوی سے تحریر کیا

مقدمین بیان ماہیت و تعریف کا

غنا یعنی راگ سنا ہے آواز خوش اور موزون کا جسکے معنی سمجھ میں آویں اور
 دلو حرکت دین تو اس تعریف میں وصف عام آواز خوش ہے پہرا دسکی بھی دوشین
 ہیں ایک موزون اور ایک غیر موزون اور موزون بھی دو قسم ہے ایک وہ کہ
 سمجھ میں آوے جیسے اشعار ہوتے ہیں اور ایک وہ کہ سمجھ میں نہ آوے جیسے جلاوات
 اور حیوانات کی آوازیں ہیں یہ تعریف اور تفصیل اور مثالیں اور سب کے
 حکم جائز اور ناجائز سے احیاء العلوم میں ہے اس کتاب میں بھی اپنے موقع
 پر منقول ہے اور کتاب مجمع البحار میں تحقیق معانی لفظ غنا میں لکھا ہے نہایت جزئی
 سے من یتقن بالقرآن فلبس منہا یعنی جو کوئی کہ استنسا اور لے پر دلہی حاصل

نکرے ساتھ قرآن مجید کے بغیر اوسکے سے اور کہا گیا ہے کہ غنا کے معنی جہر کے ہیں یعنی جو کوئی کہ بلند آواز نکرے ساتھ قرآن مجید کے اور دوسری حدیث ما آذن اللہ لشیئ الخ میں جو لفظ بتغنی بالقرآن کا مذکور ہے اوسکے معنی جہر کے لئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ تفسیر ہے استغنا اور ہے پرواہی کی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکی تفسیر کی ہے ساتھ تحسین قرأت اور سپہ باریک اوسکی کے اور اسکی شاہد ہے یہ حدیث کہ مزیو القرآن باصوات کمر اور ہر آواز کہ بلند ہو وہ غنا ہے نزدیک عرب کے اور کہا گیا ہے کہ عرب لوگ راگ گایا کرتے تھے ساتھ رکبانی کے جبکہ سوار ہوا کرتے تھے یا بیٹھا کرتے تھے میدانون میں اور اپنے اکثر حالات میں پس دوسرے کچا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ ہووے اول مبادرت اونکی ساتھ قرآن مجید کے بجائے راگ رکبانی کے کہا ابن عیینہ نے کہ استغنی ہو ساتھ اوسکے لوگوں سے اور کہا گیا ہے کہ استغنی ہو بغیر اوسکے سے احادیث اور کتب سے اور انکا کر کیا ہے بعض نے اسکا بسبب تفسیر جہر کے کرانی شرح بخاری میں ہے کہ جہر کرے یعنی ساتھ تحسین آواز اور تحزین یعنی دردناک کرنے اوسکی کے اور یہ تحسین اور تحزین مستحب ہے جب تک کہ حد قرآن سے خارج نکرے کہا امام نووی شارح مسلم نے بتغنی یعنی اپہا کرے آواز اپنی کو ساتھ تریئل اور جہر اور تحزین کے لیکن الحان پس وہ پڑہنا ہے بطور علم موسیقی کے ساتھ نغمہ اور اوزان مقررہ کے جو صفت غنا میں ہے اور طبیی شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ لغو یتغن بالقرآن میں احتمال ہے کہ اسکے معنی غنا کے ہوں اور یا معنی استغنا کے ہوں اور ترجیح ہے معنی استغنا کو کہ نہیں ہے ہم سے یعنی ہمارے اہل طریق

اور یہ وعید ہے اور بلا تلاف قاری بغیر تحسین آواز کے بھی ثواب پاویگا پس
 مستحق وعید کا کیسے ہوا اور نہایہ میں ہے کہ دو لونڈیاں گارہی تھیں گیت رنو
 بعاش کے یعنی اشعار اس روز کے پڑھتی تھیں اور وہ ایک لڑائی انصار کا
 نام ہے اور یہ مراد نہیں کہ وہ غنا اور راگ مشہور تھا جو اہل لہو و لعب میں
 ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی ہے غنا اعراب کو بخوش
 آواز حدی کے ہے اور کرمانی شرح بخاری میں ہے لیستہ غنیتین یعنی راگ
 گانا و نکی عادت تھی یعنی شل اور گانیو الیون کے شوق اور بہار نے اور تعیش
 فواحش اور تشبیب جمال کے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ راگ منتر ہے زنا کا اور نہ اول
 قسم کی گانیو الیون میں تھیں کہ ایسا گانا گاؤں کہ جس میں کھینچنا آواز کا اور گنگری
 اور توڑ جوڑ اور شکر کرنا ساکن کا وغیر ذلک ہوں اور نہ گانے کو کسب ٹھیر یا
 ہوا اور اجازت دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غنا ہے عرب کو وہ فقط شعر خوانی
 اور حدی ہے طبیبی میں ہے کہ وہ جو احداث کیا ہے متصوف نے سماع مع ساز کو
 پس کچھ خلاف نہیں اسکی حرمت میں اور تحقیق کہ غالب ہے یہ اوپر اکثر ایون کے
 جو منسوب ہیں طرف خیر کے اور نابینا ہیں وہ اسکی حرمت سے یہاں تک کہ ظاہر
 ہوتے ہیں اکثر پر اغفال مجنون کے سے شل رقص کے ساتھ حرکات متطابقہ
 اور تقطیعات متلاحقہ کے اور گمان کرتے ہیں وہ کہ یہ امور نیکی اور برکی ہیں
 اور حالانکہ یہ زندہ ہیں یہاں تک عبارت یا خلاصہ کتاب جمع البہار کا ہوا حضرت
 غوث الاعظم قدس سرہ نے کتاب غنیۃ الطالبین میں باب بیان آواز و ن ہیں
 اور بیان کراہت قرارۃ بالحنان میں لکھا ہے کہ اکثر الحان میں نکالنا کلام کا ہوتا

اور باطل کے معنی عرف عرب میں بیفائدہ کے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ اَلْاَيْتُ الْخَالِیَہُ
قَسَمٌ یَعْنِیْ اور لہو احمدیث کے معنی مثل قصد اور کمانی بے اصل اور غنا کے ہیں اور
تھے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہ بقسم فرماتے تھے کہ وہ یعنی
لہو احمدیث غنا اور راگ ہے اور کہا گیا کہ غنا فاسد کرتا ہے قلب کو اور پریشانی
کرتا ہے مال کو اور غضبناک کرتا ہے پروردگار کو اور منقول ہے جناب نبی صلی
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ نہیں ہے کوئی آدمی کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ
راگ کے مگر بیعتا ہے اللہ تعالیٰ دو شیطانوں کو کہ ایک وابستہ کندہ ہے پر ہوتا
ہے اور دوسرا بائیں پر اور وہ شیطان اسکو مارتے ہیں اپنے پاؤں سے یعنی
لاتوں سے جب تک یہ خاموش ہو یعنی راگ سے انتہی مافی المدارک اور تفسیر
تبیان میں اسی آیہ کی تفسیر میں جو اول کے آیہ سے کہی ہے لکھا ہے کہ جب کہ
وصف فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کا اس طرح پر کہ شتمل ہے اور
حکم کے پس جو کوئی تمسک اور رستاویز کرے ساتھ اسکے تو وہ حکیم ہے اور
جو کوئی کہ اعراض اور روگردانی کرے اوس سے تو وہ سفیہ ہو قوت ہے پس
ذکر فرمایا بطور تعجب کے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّتَدْرِیْ لَکُمُ الْاَحَدِیَّتِ الْخَمْرِیَّ
ہے حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے کہ وہ یعنی لہو احمدیث غنا جو قسم
ہے اوس خداوند پاک کی کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سجز اوسکے اور تکرار کیا
یہ مضمون قسم کا تین بار پس بنا برین قول لفظی شتری جو آیہ شریف میں واقع
ہے بمعنی محبت اور اختیار کے ہے یا یہ کہ نزول اس آیہ شریف کا در باب اوس
شخص کے ہے کہ وہ خرید کرتا تھا کتا بہا سے اخبار سلاطین عجم کے کہ وہ سنا ہوا تھا قریش

اور کتا تھا کہ یہ بہترین کلام ہے انتہی مافی البیان اور تفسیر حنفی میں ہے
 کہ نصر بن حارث واسطی تجارت کے طرف فارس کے گیا تھا وہاں سے قلعہ
 رستم اور اسفندیار کا خرید کے لایا تھا اور قریش کی مجالس و محافل میں جا کر
 اس طرح پرانے کان میں بیہوشا تا تھا اور سناتا تھا کہ تمام قریش اس کے شیفہ
 اور فریقہ ہوتے تھے اور یہ اسپر لائے اور شیخی مارتا تھا کہ اگر حجر صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم قلعہ عاد اور ثمود اور عظمت مملکت سلیمان اور داؤد سے
 خبر دیتے ہیں تو میں وسعت سلطنت اور کثرت بہت ملوک و عجم سے کلام کرتا ہوں
 پس حق تبارک و تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي
 بَعْضَ نَفْسٍ بِبَعْضٍ لَّوْگ ہیں ایسے کہ خرید کرتے ہیں کُفُوًا لِّذٰلِكَ کَلَامُ لہو اور بازی
 کو اور کہا ہے کہ کلام فریب دینے والے اور مشغول کرینے والے کو یعنی اختیار کرتا
 ہے کہانی بے اعتبار کو یَقْبِضُ لَعْنُ سَبِيحِ اللہ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو راہ خدا و
 تعالیٰ سے یعنی دین اوسکے سے باز رکھتا ہے کہ وہ سینا اور استماع قرآن
 مجید کا بے بغیرِ علم ساتھ بے دانشی اور بے دلیل کے قَبْضُ لَعْنُ ہما ہفت و
 اور ٹھہرا ہے آیات قرآنی کو ٹھہرا اور خیر ان لوگوں سے کوئی شخص ہے کہ
 خرید کرتا ہے بات کو واسطے کھیل کے اور بعض نے کہ ہیں معنی اوسکے یعنی لہو و
 کی بات فریب دینے والی اور مشغول کرینے والی تو مدام اس صورت میں یہ ہوگی
 کہ اختیار کرتا ہے کہانی بے اعتبار کو تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو راہ خدا و
 تعالیٰ سے یعنی دین اوسکے سے یا باز رکھنے سے قراءت سے بدون کسی دانش اور
 دلیل کے اور اختیار کرتا ہے راہ خدا و تعالیٰ کو ٹھہرا اور تسخیر و کثرت میں

گروہ لَجْمٌ عَذَابٌ مُّقْتَدِرٌ ہر خاص کر انہیں کیواسطے ہے مذاب خوار کرنیوالا اور
 آیات کرنیوالا کہ وہ مذاب قید اور قتل ہے دنیا میں اور عذاب اور رسوائی ہے آخرت
 میں اور کیا ہے کہ نزول آیت شریفہ کا اوس شخص کی شان میں ہے کہ وہ خیر
 تھا باریات مغنیہ یعنی چھو کر یاں گانہوالیوں کو اور لوگوں کو بے آواز اور
 الجھان اونکی کے سننے کلام حق سے باز رکھتا تھا وَإِذَا أُنْتَلٰی عَلَیْکُمْ اَوْ رَجَبٌ پڑے
 جاویں اوس شخص پر کہ جسے لہو اسی پریش کو فریاد اور اختیار کیا ہے ایشنا ہمارے
 کلام کی آیتیں وَاللّٰهُ شَهِیدٌ اَوْ مَوْنٌ پھر لیتا ہے اسطرح پر کہ گویا گردن کش
 اور سب سے یعنی التفات طرف اوسکے نہیں کرتا کَانَ لَکُمْ لَعْنَةُ مَعْصُومًا گویا کہ سنا
 ہی نہیں ہے اوسکو کَانَ فِیْ اُخْرٰی نَبِیِّہٖ وَفَرَّاهُ گویا کہ دونوں کا خون میں
 اوسکے گرائی اور یہاں ہے قَبْرِہٖۙ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پس علامہ کرا اور خبر ہے
 اوسکو اور بجائے بشارت ڈرا اوسکو ساتھ عذاب دردناک کے انتہی مافی الاصلی
 اور مولوی جیون بدایونی نے جو مصنف تفسیر احمدی اور نور الانوار کے اور
 استاد عالمگیر و رنگ زیب بادشاہ دہلی کے ہیں اسی آیت شریفہ سے استدلال
 کر کے اثبات حرمت غنا کا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں تفسیر احمدی میں کہچ
 بیان مسئلہ غنا و زراک کے یہ آیت شریفہ ہے کہ وَفِی النَّارِ اَلْمُجَانِمِ
 کہ مسئلہ غنا و زراک کا بڑے مسائل مختلف فیہ سے ہے اور تحقیق معارض
 اور مخالف ہیں آیات اور احادیث جو دلالت کرتی ہیں اور پرا بحت اور
 حرمت اوسکی کے اور کثرت سے ہیں اس میں اقوال علما کے اور اراصلحا کے
 اور ہم سناتے ہیں ٹھکراول وہ مجتہدین جو آپس میں تعارض کرتی ہیں ہر ہم

ذکر کرنے وہ جو حقیق اور سزاوار ہے پس کہتے ہیں ہم کہ جملہ آیات سے جو دلالت
 اوپر حرمت کے کرتی ہیں یہ آیت مذکورہ ہے اور تحقیق کہ وہ نازل ہوئی ہے
 نضر بن حارث کے حق میں کہ خرید کرتا تھا وہ کتابین اہل عجم کی اور سناتا تھا
 قریش کو اور کتا تھا کہ اگر حجر صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم بائین سناتے
 ہیں تم کو عدا و دشمنی کی سو میں بائین سناتا ہوں تم کو رستم اور اسفندیار اور
 بادشاہان عجم کی اور کہا گیا ہے کہ خرید کرتا تھا چھوکر یاں گانیو الیان اور
 آمادہ کرتا تھا اونکو اوپر معاشرت اون اشخاص کی کہ چوراہہ کرتے تھے اسلام
 کا اور کتا تھا کہ یہ بہتر ہے اوس سے کہ ہلاتے ہیں تم کو طرف اوسکے حجر صلی اللہ
 علیہ وآلہ و صحابہ وسلم چنانچہ تفسیر کشاف اور بیضاوی میں ہے اور روایت
 امام زاہد رحمۃ اللہ میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے دربارہ ولید بن مغیرہ
 کے فقط اور بعد بیان عربیت اور قرأت کے وجہ استدلال میں اوپر اثبات
 حرمت کے فرماتے ہیں کہ بجز اسکے نہیں کہ کہا ہم نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے
 اوپر حرمت غنا کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے تحقیق نوم اور ربہ الی
 بیان فرمائی اوس شخص کی کہ جو مشغول ہو ساتھ لہو اکھریث کے اور وعید
 کی اوسکو ساتھ عذاب ہمیں کے اور لہو اکھریث اگر چہ ظاہر اکھی جاتی ہے
 ہر اوس چیز کو جو بیفائدہ اور لایعنی ہو مثل کہانیوں بے اصل اور افسانوں
 غیر معتبر اور مضحکہ ٹھٹھے بازی اور کلام فضول کے چنانچہ یہی ہے اسے اکثر مفسرین
 کی اور اسی کے موافق ہے پہلی روایت شان نزول کی مگر یہ کہ ذکر کیا ہے
 فتاویٰ حامویہ اور سیطرح عوارف المعارف وغیرہ میں کہ تحقیق حضرت ابن

عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ تقسیم فرماتے تھے کہ تحقیق ہم نے سنا ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ صحابہ وسلم سے کہ مراد اس سے یعنی اور
راگ ہے اور مطابق ہے اسکے روایت دوسری شان نزول کی پس امین
دلیل اور حجت ہے حرمت غنا پر اور نخلہ و لائل و قرآنیہ سے حرمت غنا پر ایک
یہہ آیہ ہے کہ جو آخر سورہ نجم پارہ قال فما خطبکم میں واقع ہے کہ وَاَنْتُمْ
سَاهِدُونَ ۵ یعنی درمالیکہ تم غفلت میں ہو یا بازی کرتے ہو یا کھاتے ہو
پس ذکر کیا ہے تفسیر بریناوی میں کہ مراد اس سے غنا ہے اور کتاب عوارف المعارف
میں ہے کہ تحقیق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مراد اس
یعنی اور گناہ ہے و نخلہ آیات و آلہ کے حرمت غنا پر یہہ آیہ ہے جو سورہ بنی اسرائیل
پارہ سبحان الذی میں واقع ہے کہ وَاَسْتَغْفِرُ مِنْهُمْ اَشْتَطَقَتْ مِنْهُمْ
يَصْنَعُونَ ۵ یعنی بہکا جسکو بہکا سکے تو او نہیں سے ساتھ آواز اپنی کے تحقیق
ذکر کیا ہے فتاویٰ حمادیہ اور عوارف المعارف میں یہ کہ تحقیق کہا مجاہد
رضی اللہ عنہ نے کہ یہہ دلیل ہے حرمت غنا پر اس واسطے کہ یہہ قول ہمزوز
خطاب ہے ابلیس ملعون کو اور معنی یہہ ہیں کہ حرکت دے جسیر کہ تو طاقت رکھ
بنی آدم سے ساتھ اپنی آواز کے اور وہ آواز غنا اور مزامیر اور دف وغیرہ
کے ہے سو یہ تین آیتیں دلیل ہیں حرمت غنا میں مطلق لیکن احادیث
صحاح معتبر جو دلالت رکھتی ہیں حرمت پر زیادہ ہیں اس سے کہ اوٹکا
حصہ اور احصاء کیا جاوے اور اکثر وہ مذکور ہیں کتاب عوارف المعارف
میں اور کتاب ہائے فقہ حنبلو اور پیرین اوٹسے نخلہ اوٹکے وہ ہے جو منقول ہے

کہ جبکہ وفات پائی طاہر ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
 تو روئے دیدہ مبارک آپ کے پس عرض کیا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
 نے کہ یا رسول اللہ علیک السلام کیا نہیں اپنے منع فرمایا ہے تحقیق یہ کہ روئے
 سے پس ارشاد کیا آپ نے کہ تحقیق میں منع کیا ہے شک و دوح کی آواز فاجر اور
 احمق سے کہ ایک اونٹن آواز نوحہ ہے اور دوسری آواز غنا کی ہے اور
 فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ہے ابلیس
 اول اونٹن کا کہ جسے نوحہ کیا اور اول اونٹن کا کہ جسے راگ گایا اور فرمایا
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تعنی یعنی راگ گانا حرام ہے
 اور اوس سے لذت پانا کفر ہے اور اونٹن ابھٹنا فسق اور مصیبت ہے اور
 فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی آدمی
 کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر یہ کہ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ او سپردو
 شیطان کہ ایک اونٹن کا اسکے ایک کندہ ہے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے
 کندہ ہے پر اور ہمیشہ مارتے ہیں اوسکو اپنی لاتوں سے یہاں تک کہ یہ خود فنا ہو
 ہو جاوے اور یہ تمام جہتیں دلیل ہیں حرمت مطلقہ کی اور لیکن وہ مجتہدین
 جو دلائل کرتی ہیں اباحت اور جو از غنا پر پس مذکور ہیں عوارف المعارف
 میں میں منجملہ آیات سے ایک قول اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے کہ وَإِذَا سَمِعُوا
 مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرْتَلُوهُمْ كَتَفِيفِينَ مِنَ الدَّمَاعِ فَكَاكِرُوا مِنْ كُنْ
 یعنی اور جب سنتے ہیں جو کچھ اوتا راگیا ہے طرف رسول کے دیکھتا ہے تو ان کو
 اونکی کو کہہتی ہیں انہوں سے اوس چیز سے کہ بچانا ہے اونہوں نے جس سے

اور یہ قول حق تبارک و تعالیٰ کا ہے قَبِيْرٌ وَكَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَوْفُونَ الْقَوْلَ
 قَبِيْرٌ مِّنْ اَكْثَرِهَا پس خوشخبری دی بندوں میرے کو وہ جو سنتے ہیں بات
 کو پس پیروی کرتے ہیں بہتر اوس کے کئی اور یہ قول اللہ تعالیٰ و تقدس
 کا ہے کہ تَقْتَرِبُوْا مِنْهُ جَلُوْا الَّذِيْنَ يَخْتَوْنَ رَءَايَهُمْ ثُمَّ تَلٰوْنَهُمْ جَلُوْا مِنْهُمْ
 وَقُلُوْا ثَمَّ اِلٰهٌ اَكْبَرُ اللہ بڑی بال بکھرے ہو جاتے ہیں اوس سے کہاں پر
 اون کو کون کے کہ ڈرتے ہیں پر دروگارا اپنے سے پر نرم ہو جاتے ہیں چڑھے
 اوس کے اور دل اوس کے طرف یاد خدا کے پس یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اویہ
 سننے قول کے اور گریہ کرنے اور رونے کے اوس میں اور اوپر رونے کے کہ
 ہونیکے اوس سے اور مخفی نہیں ہے ضعف اوس کا کہ صاحب عوارث نے
 کہ یہ تمام آیات ہیں کہ مذکور ہوئیں نہیں انکار کیا جاتا ہے اوس میں اور یہ
 اختلاف ہے بلکہ اختلاف سننے اشعار میں ہے ساتھ اسحاق کے اور تحقیق کہ
 بہت ہیں اس میں اقوال اور مغائر ہیں احوال اور منجملہ احادیث سے جو دلالت
 کرتی ہیں اباحت اور حجاز پر ایک یہ حدیث ہے اپنی اسناد سے حضرت صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما
 لائے جناب صدیق کے نزدیک اور نزدیک جناب صدیق رضی اللہ عنہما
 دو چھوکر یاں ٹھیں کہ گاتی تھیں اور وف بجاتی تھیں اور جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم لپٹے پڑے تھے اپنے کپڑے میں پس ڈانٹا
 اور گھر کا اون چھوکر یوں کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پس کھولا
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے مونہ مبارک اور

فرمایا کہ چھوڑ دو انکو تم اے ابو بکر اس واسطے کہ یہہ ایام عید اور خوشی کے ہیں اور اوسے
کتاب میں ہے کہ روایت کیا ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تھی میرے
نزدیک چھو کر ہی کہ تعنی کرتی تھی یعنی رگ گاتی تھی پس داخل ہوئے اور تشریف
لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حالانکہ وہ بحال خود
تھی یعنی جیسے گاتی تھی اوس طرح گاتی رہی پھر داخل ہوئے اور آئے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سو بہاگ گئی وہ چوکری پس بیٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز اور کس سبب نے
ہستایا آپ کو یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ پس بیان کیا اپنے اوس قصہ جاریہ کو
تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں ہرگز چھوڑوں گا جب تک کہ سن لوں
وہ جو سنا ہے رسول خدا نے یعنی جو اپنے سنا ہے وہ میں ضرور سنوں گا پس کم
کیا اوس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سوسنا یا اوس نے
انکو اور بھی اوسے کتاب میں ہے کہ کہا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ دیکھا
بیٹے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہ چھپا لیا مجھ کو آپ نے
اپنی چادر مبارک سے اور میں دیکھتی تھی طرف اہل حبشہ کے کہ جو کھیل تماشاکر رہے
تھے مسجد شریف میں یہاں تک کہ میں دیکھ کر تک گئی اور سیر ہو گئی اور بھی اوسے کتاب
میں ہے ساتھ اسناد تمام کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تیرے ہم نزدیک
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ ناگاہ نازل ہوئے حضرت
جبریل علیہ السلام کہ کہا کہ یا رسول اللہ علیک السلام تحقیق کہ فقر آپ کی شان میں ہے کہ غنیانہ کے
مقدار اور روز کے کہ وہ مقدار نصف روز برابر پانسو برس کے ہے پس خوشی ہوئی

خلیجان ہے کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے اور نہین پاتا میں اس میں ذوق اجتماع جناب
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
 کے اور میں یعنی صوفیہ کرام رحمہم اللہ کہ اعتما کرتے ہیں اور سکا اس پر کہ پہنچا ہے کہ
 اس حدیث میں اور انکار کرتا ہے دل قبول کرنے اس حدیث کے سے واللہ اعلم
 والحکم بذلک کہ جناب مولانا مصنف تفسیر احمدی رحمہ اللہ نے کہ یہاں تک بعیدہ عباد
 کتاب عوارف المعارف کی ہے سو یہ تمام جمہین سب دلالت کرتی ہیں اباحت اور
 جواز غنا پر اس واسطے کہ ادنیٰ اور جہ فضل اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 و اصحابہ وسلم کا یہ ہے کہ مباح ہو پس تعارض واقع ہوا اخبار والہ میں اباحت
 اور حرمت پر اور تالیخ صدوران احادیث کی کہ جو سبب ترجیح کی ہے جہول غیر
 معلوم ہے پس جبکہ نظر کی دو قواعد اور ضوابط اصول پر تو واجب کی اس سے حرمت
 اسکی ایک قاعدہ اصول کا یہ ہے کہ جب معارض ہوں ولیین اباحت اور حرمت
 کی تو عمل کرنا دلیل حرمت پر افلی ہے اور دوسرے قاعدہ یہ ہے کہ جب واقع ہو تعارض
 درمیان دو سختوں کے تو واجب ہوتا ہے وہاں باز گشت کرنا ظن قول صحابی
 کے اور بیان قول صحابی کا دلالت کرتا ہے حرمت پر مطلق چنانچہ فرمایا حضرت عثمان
 بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں غنا کیا میں اور نہ ٹٹنا کی میں یعنی غنا کی اور
 نہ مس کیا میں اپنے ذکر کو سیر ہاتھ سے جبکہ بیعت کی ہے میں جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہا عبد اللہ بن سعود رضی اللہ عنہ نے کہ غنا اور
 ہے اور پیداکرتا ہے اتفاق کو دل میں اور مروی ہے کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما
 گذرے ایک قوم اہل احرام پر اور حالانکہ وہ نہیں ایک شخص تھا کہ تعنی کرتا تھا پس

فرمایا یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ خبر دار خدا تعالیٰ نے اسے واسطے تمہارے
 یہ دو بار کہا اور تم نے تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے قائل اسکی حرمت کے چنگ
 کہا ہے بعض نے کہ بچو تم غنا سے اسواسطے کہ غنا زیادتی کرتا ہے شہوت میں اور ڈبا
 دیتا غرور کو اور تحقیق کہ یہ قائم مقام ہے شراب کے اور کرتا ہے سکر اور کما غفیل
 من عیاض رحمہ اللہ نے کہ غنا منتر ہے زنا کا اور مروی ہے عنی کہ رحمہ اللہ سے کہ
 غنا فاسد کر نیوالا ہے دل کا اور غصہ میں لایو والا ہے رب کا اور چارون ائمہ کرام
 رحمہم اللہ انکار کرتے تھے اسکا اسیطرح مذکور ہے عوارن میں چنانچہ کہا کہ تحقیق منقول
 ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے کہ اپنے کتاب القضا میں کہا ہے کہ غنا ایک ابو کفر
 ہے کہ شاہ ربیعہ ساتھ باطل کے اور کہا کہ جو شخص کہ کثرت کرے اسکی تو وہ نفسہ
 مردود الشہادت ہے اور نزدیک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے ہے کہ اگر خرید کی
 کسی شخص نے چھو کر سیو پایا او سکون غنیہ میں پہونچتا ہے اور شخص کو پیہر دینا او سک
 بسبب اس حیب کے اور اسیطرح ہے مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا
 کہ تحقیق سنار گ کا بنگھا گناہوں کے ہے اور نہیں بیاح رکھا او سکون مگر ایک عہد
 قلیل نے فقہاء اور انہیں ہی جسے کہ بیاح رکھا ہے نہیں تجویز کیا اعلان اور ظہار
 او سکما ساجد اور اکنتہ شریفہ میں یہاں تک کلام او نکا ہے اور بھی مشہور ہے کہ
 تحقیق حضرت امام صاحب بلوائے گئے ایک روز ولیمہ میں سو پایا وہاں آپ نے
 لعب اور غنا اور تم سے آپ جب تک غیر مقتدا پس صبر کیا اپنے اوپر اور جبکہ سوال
 کیا گیا آپ سے اسکا بعد اسکے تو فرمایا کہ ابتلا اور آزمائش کیا گیا تھا میں ہاتھ
 اسکے ایک بار سو صبر کیا میں پس یہ فرمانا آپ کا کہ میں ابتلا اور آزمائش کیا گیا تھا

دلیل ہے اور پر حرمت کے مطابق کیونکہ ابتلا نہیں ہوتی مگر ساتھ حرام کے اور اس پر
 اتفاق کیا ہے اسکی حرمت پر مطلق اکثر مجتہدوں نے یہاں تک کہ پہونچا ہے شمار اور
 بہتر یا چہتر مجتہدوں تک کہ جمع کئے ہیں عینے تمام اقوال انکے ایک رسالہ اپنے
 میں پس جو کوئی کہ چاہے آگاہی اور سپر تو رجوع کرے طرف اس کے اور علماء اگر ائمہ
 غرا کے اکثر متفق ہیں اور مطلق حرمت کے پر فرق کیا ہے ایک فرقہ نے ساتھ وجہ
 تطبیق کے پس ذکر کیا ہے شیخ الشیوخ رحمہ اللہ نے کتاب عوارف المعارف میں کہ
 لیکن وہ اور شانہ پس اگر چہ موافق مذہب شافعی رحمہ اللہ کے اس میں فراخی
 مگر اولیٰ اور بہتر ترک کرنا اور اسکا ہے اور اسکا اسکے پس اگر ہوں قصائد ذکر جنت
 اور نار کے اور شوق انگیز ہوں طرف دار الفرائد کے اور ذکر اوصاف نعمتوں بلکہ
 جبار کے اور ذکر غیادات اور ترغیب خیرات کے تو کوئی اور سبیل نہیں ہے طرف
 انکار کے اور اسی قسم سے ہیں قصائد غازیوں اور حاجیوں کے بیچ و صفحہ غرا
 ج کے اور قسم کے کہ اوٹھا وین غزم غازی کو اور شوق حجاج کو اور اگر ہوں
 یعنی قصائد ذکر قد اور خدا اور اوصاف عورات میں تو لائق نہیں ہے ارباب
 دیانت کو جمع ہونا واسطے اس قسم کے امور کے اور اگر ہوں یعنی قصائد ذکر ہجرات
 وصل اور قطع اور قرب میں یعنی اسی قسم کی باتیں اور عین مذکور ہوں کہ جبکا حمل کرنا
 نزدیک ہوا اور پرمو حق سبحانہ کے تلون احوال مریدین اور دخول آفات کے
 اور طالین کے پس جسے کہ سنا اور سکو اور پیدا ہوئی اسے مذمت اور پافات
 کے پاتازہ ہوا و سکو عزم و پراکندہ کے تو کیونکر انکار ہو ایسے سماع کا یہاں تک کلام
 اونکا ہے اور ذکر کی ہے دوسروں نے وجہ دوسری کہ مطابق ہے اسکی پس جائز

رکھا ہے اور سکو بعض نے واسطے اہل کے اور منجملہ انکے ہیں حضرت حجۃ الاسلام امام
 مدغزالی رحمہ اللہ علیہ اور تفسیر کیا ہے اہل کو ساتھ اسکے کہ دل اور سکا زندہ ہو
 اور نفس اور کامر وہ اور نمودہ شخص صاحب ہوا کا اور مصروف مکرے یعنی اہل
 غنا کہ طرف خلاف حق کے اور شرط کیا ہے یہ کہ ہووے معنی ہی اہل اور نمودہ
 نیت اور سکی لینے اجرت پر اور مکرے غنا واسطے ریا اور سمجھ کے یعنی واسطے دکھانا
 اور سنانے کے مکر تھا ہوا اور نہ موجود ہو مجلس سماع میں نا اہل اور شل اسکے اور اسے
 نہیں اکثر ستاخرین اور ساتھ اسی کے ہم اخذ کرتے ہیں اس واسطے کہ چکو شاہد ہو
 یہ کہ یہ قاش اور جام ہے ایک گروہ عارفین باللہ اور دوستان جناب سولہ
 فی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور متبعین شرع اطہر اور احکام اسکے ہیں اور وہ
 لوگ اہل کرامات ظاہرہ اور خوارق عادات باہرہ کے ہیں اور یہ لوگ ہیں مخلوق
 اور کثرت کرنے والے سماع خنا کے اور شتاق ہوتے ہیں ساتھ اسکے طرف تجلیات
 حق سبحانہ و تعالیٰ کے اور تین کہ جانتے ہیں اسکو عبادت اعظم اور عباد اکبر اور
 کہیں نہ موجود ہوا انکی وقت سماع میں ذمے کافر اور نہ مسلم فاسق اور نہ زکا کبیر
 اور نہ عورت اور قائم کرتے ہیں آداب سماع کے مثل آداب تمام عبادت کے تو سماع
 اہل اور جائز ہے واسطے ایسے لوگوں کے خاصکر اور وہ جو رسم کیا ہے اسکے
 ہمارے اہل زمانہ نے کہ تیاری کیا کرتے ہیں مجلسوں کی اور اسکا کیا کرتے ہیں
 اور فواش کا اور جمع کرتے ہیں فاسقون اور بے ریشون کو اور
 ان اوہین مغنیوں اور طوائف کو اور ستے ہیں انسے راگ اور لذت پاتے ہیں
 ساتھ اسکے اکثر ہوائے نفسانی اور خرافات شیطانی ہے اور ترفین کرتے ہیں مغنہ

اور گویوں کی ساتھ عطاے عظیم کے اور شکر کرتے ہیں اور اسکا ساتھ احسان عظیم
 کے پس یہ بلا شک گناہ کبیرہ ہے اور حلال جاننا اسکا کفر قطعی اور یقینی ہے اسکا
 کہ انکے حق میں یہ عین لہو اس حدیث سے بخلاف اولیاء الہی تعالیٰ کے کہ انکے حق
 میں لہو اس حدیث باقی نہیں ہے بلکہ ہے یہ وسیلہ انکے رفع درجات اور حصول
 کمالات کا اور شاید کہ حکمت اور اشارہ طرف اسی فرق کے ہے کہ حق تعالیٰ و تعالیٰ
 نے اس مقام پر لفظ لہو اس حدیث کا ذکر فرمایا نہ لفظ تعنی کا اور اسطرح پر من تبعضیہ اور
 لام غایہ کا ذکر فرمایا اور اس واسطے جائز نہیں ہے کہ فتویٰ دیا جاوے ساتھ جو
 غنا کے واسطے اہل کے فی زمانہ کیونکہ فساد زمانہ کا یہاں تک پہنچا ہے کہ دعویٰ
 کرتا ہے ہر شخص اہلیۃ کا بلکہ ہمارا قول جواز کا واسطے اہل کے بعد صدور اسکی کے
 ہے یعنی غنا کے اجلاے عظام اور اولیاء کے کرام سے اس واسطے کہ لازم نہ آوے
 اونے از تکاب ذنوب اور آتمام کا اور عاشا اللہ اس سے علاوہ اسکے یہ ہے کہ
 اکثر اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نہیں مبتلا ہوتے ہیں ساتھ اسکے اور نہ اسکو بہتر
 سمجھیں اور تحقیق صحیح ہے یہ بات کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے توبہ کی سماع سے
 اپنے زمانہ میں باوجود اس مصرت اور حال کے پرانے غیر کا کیا حال ہے پس اولیٰ
 ترک کرنا راگ کا ہے بسبب تہمت اور عناد کے اور نہایت کا اور غایت مافی البیان
 یہ بات ہے کہ اگر نیت نیک اور صالح ہو اور سنے ایسی نیت سے یا خود کا وے بسبب
 دفع وشت کے تو ایسا شخص اپنے معاملہ میں جو بین العبد والرب مناتب نہوگا یہ
 جو کچھ کہتے ہیں لکن اسے تحقیق غنا سے بجز اسکے نہیں کہ لکھا ہے جتنے قطع نظر تعصب اور
 طغیان سے بغیر افراط اور تفریط کے واللہ اعلم تمام ہوا ترجمہ تفسیر احمدی کا

فقیر محمد رزیدہ اعلیٰ نے کتاب کے یہ ترجمہ اصل تفسیر حمادی عن علی کا ہے کہ اس کے
مصنف ملا جیون صاحب نے تحقیق کافی شافی لکھی ہے جو ائمہ علیہ اور تفسیر آیات الاحکام
اگرچہ ترجمہ بعینہ اسی تفسیر حمادی کا ہے جو مولوی حافظ عبدالمعلی صاحب مکرانی نے
کیا ہے لیکن جو کہ اوٹیں کچھ فوائد زیادہ ایمان کے ہیں اور ترتیب بھی بطور اول
کتب فقہ کے کر دی ہے لہذا اس کو ایک نسخہ جدا گانہ سمجھ کر اس کی عبارت مجتہدہ نقل کرتا
ہوں کہ علی اسے تقدیر خالی از فائدہ اور تحقیق اور تائید سے نہیں ہے اور وہ
یہ ہے **وَمِنْ التَّكْلِيفِ الْبُخْشِيُّ** یعنی اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کیل کی
باتوں کے مابین اورین اللہ کی راہ سے بن گئے اور ٹیپلرین اوکو وینسی
بغضتے کہتے ہیں کہ تشرین احارث اعاجم کی کتابین خرید کر کے گوگو نکو اور سکا حال
بیان کرتا تھا اور کتابتھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم عادی و ثور کے
قصے کہتے ہیں اورین رستم اور اسفند یار اور اکاسہ کا قصہ کہتا ہوں اور
بعضوں نے کہا ہے کہ روکیان کا بیوالی مولیٰ بنیں جو اسلام کا راہ و کرتا
تو اس سے کتابتھا کہ یہ اسلام سے بہتر ہیں اور لہو حدیث اگرچہ عام ہے
لا یعنی کو بیسے بے اصل بات اور بے اعتبار قصہ پر فتاویٰ حمادیہ اور عوارف
اسے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ بقرہ کہتے تھے کہ جسے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناسبت ہے کہ اس سے راگ مراد ہے اور نزول کی
دوسری روایت بھی موافق ہے اس سے دلیل ہے کہ راگ حرام ہے اور سورہ
میں فرمایا کہ **وَأَنْتُمْ كَاهِنُونَ** قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد
کہ تم راگ گاتے ہو اور عوارف مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بقرہ

کہ اس سے مراد راک ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ مَنْ اسْتَطَعْتَ
 قَتَادِی حَمَادِیہ اور عوارف بن مجاہد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ صوت سے صوت یعنی
 اور مزامیر وغیرہ مراد ہے یہ تین آیتیں دلیل ہیں کہ راک بطلاناً حرام ہے اور تخریر
 صحیح معتبر و سکی حرمت پر بہت ہیں اور بعضی آیتیں جیسے وَادْخُلُوا مِمَّا أُنْزِلَ
 إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حِمَاحًا فَوُثِّقُوا مِنَ الْحَقِّ ط اور
 فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ط اور تَقْشِصُوا
 مِنْهُ جُجُودَ الَّذِينَ يَخْتُونُ تَرْتَوْهُمْ ثُمَّ تُلِيقُ جُلُودَهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ
 ذِكْرِ اللَّهِ ط دلیل ہے اسپر کہ قول کو سکر مکا اور اقشیرا ہوتا ہے اس راک
 کے مباح ہونے کی بعضہ ن نے دلیل پکڑی ہے اور بعضی حدیثیں بھی اسی قبل
 کی ہیں بہر حال آیتیں اور حدیثیں راک کی حرمت اور اباحت میں متعارض ہیں
 امر حق کی تحقیق کرنی ضرور ہے وہ اصول کے دو ضابطہ سے حاصل ہوتی ہے
 ایک کہ جہد بیج اور محرم و دونوں متعارض ہوں اور وقت محرم پر عمل اولیٰ ہے
 اور دوسرہ یہ کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو تو ضرور ہے کہ صحابہ رضی اللہ
 عنہم کے قول کی طرف ترجیح کریں اور یہاں حدیثوں میں تعارض ہے اور صحابہ
 رضی اللہ عنہم کے قول راک کی حرمت پر ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ
 غنا ولین نفاق اوگاتا ہے اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ راک
 افسوں ہے زنا کا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ راک ولین فساد و التاہر
 اور خدا نافروش ہوتا ہے اور انکدار ربیعہ نے بھی انکار کیا ہے عوارف بن شافعی
 رحمہ اللہ سے کہ راک لہو کر وہ ہے باطل کے مشابہ جو اسکی کثرت کرے وہ سفیہ ہے

سے بیان کرتے ہیں خبر عادی اور ثبوت کی اور میں بیان کرتا ہوں تم سے اخبار
 تم اور اسفندیار اور اکاسرہ کے پس خوشی رکھتے اور رغبت کرتے تھے قریش
 بن یاقون کے اور ترک کرتے تھے سنا قرآن مجید کا تو نازل کی اللہ تعالیٰ
 یہ آیت کہا عجاہ رحمہ اللہ نے یعنی خریدنا چھو کر یقین مغنیہ کا اور وجہ کلام
 اس تاویل پر یہ ہے کہ خرید کر کے صاحب لہو اس حدیث یا ذات لہو اس حدیث کو
 امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنے قاعدہ پر کہ تفسیر میں یہی داب او کا ہے اس تاویل
 کو بدل سجدت کیا اور ساتھ سند مسلسل کے یہ حدیث ذکر کی کہ فرمایا جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہیں حلال ہے تعلیم کرنا مغنیات کو اور
 نہ بیچنا اور نہ رکعت اونکی کا سرام ہے اور ساسی کی شل میں نازل ہوئی ہے
 یہ آیت وَمِنَ النَّكَارِ مِنَ الْإِثْرِ وَالْحِمْزِ اور کہا کہ نہیں ہے کوئی شخص کہ بلند
 کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ ہو نچا تا ہی اللہ تعالیٰ او سپرد و شیطان کہ ایک
 اس کند ہے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کند ہے پر پس وہ مارتے ہیں اوکے
 لاتین جب تک کہ وہ خاموش ہو یعنی گانے سے اور دوسرے سند یہ حدیث ذکر کی کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا زرقعت گئے اور زرقب
 زمارہ سے اور مروی ہے کہ رسول اللہ سے کہ جو کوئی کہ خرید کرے چو کر ی خراب
 یعنی گانے بجانے والی کہ رکے او کو بسبب گانے بجا ئیکے پاس اپنے سوا اگر وہ شخص
 مرے تو میں او سپرد نہ پڑھوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا وَمِنَ
 النَّكَارِ مِنَ الْإِثْرِ وَالْحِمْزِ اور مروی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ
 بن عباس اور حسن اور عمرہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہا انہوں نے

اور اسفندیار اور اکاسرہ کے پس خوشی رکھتے اور رغبت کرتے تھے قریش
 بن یاقون کے اور ترک کرتے تھے سنا قرآن مجید کا تو نازل کی اللہ تعالیٰ
 یہ آیت کہا عجاہ رحمہ اللہ نے یعنی خریدنا چھو کر یقین مغنیہ کا اور وجہ کلام
 اس تاویل پر یہ ہے کہ خرید کر کے صاحب لہو اس حدیث یا ذات لہو اس حدیث کو
 امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنے قاعدہ پر کہ تفسیر میں یہی داب او کا ہے اس تاویل
 کو بدل سجدت کیا اور ساتھ سند مسلسل کے یہ حدیث ذکر کی کہ فرمایا جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہیں حلال ہے تعلیم کرنا مغنیات کو اور
 نہ بیچنا اور نہ رکعت اونکی کا سرام ہے اور ساسی کی شل میں نازل ہوئی ہے
 یہ آیت وَمِنَ النَّكَارِ مِنَ الْإِثْرِ وَالْحِمْزِ اور کہا کہ نہیں ہے کوئی شخص کہ بلند
 کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ ہو نچا تا ہی اللہ تعالیٰ او سپرد و شیطان کہ ایک
 اس کند ہے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کند ہے پر پس وہ مارتے ہیں اوکے
 لاتین جب تک کہ وہ خاموش ہو یعنی گانے سے اور دوسرے سند یہ حدیث ذکر کی کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا زرقعت گئے اور زرقب
 زمارہ سے اور مروی ہے کہ رسول اللہ سے کہ جو کوئی کہ خرید کرے چو کر ی خراب
 یعنی گانے بجانے والی کہ رکے او کو بسبب گانے بجا ئیکے پاس اپنے سوا اگر وہ شخص
 مرے تو میں او سپرد نہ پڑھوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا وَمِنَ
 النَّكَارِ مِنَ الْإِثْرِ وَالْحِمْزِ اور مروی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ
 بن عباس اور حسن اور عمرہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہا انہوں نے

کہ لہو احمدیث کے معنی غنا اور راگ کے ہیں اور یہ آیت شریف اسی باب میں نازل
 ہوئی ہے اور مراد اس سے کہ خرید کرے لہو احمدیث کو یہ ہے کہ بدل کرے اور غنا
 کرے راگ اور مراد امیر اور معارف کو قرآن مجید پڑھا اور کہا ابو السہبائی بکری نے
 رحمہ اللہ کہ میں نے سوال کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا تائید
 نے فرمایا کہ وہ راگ ہے اور قسم کہانی تین بار کہ **وَاللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** اور
 کہا امام ابراہیم نجفی رحمہ نے کہ راگ اوگنا ہے اور پیدا کرتا ہے تفاق کو دلیمن
 اور تھے اصحاب ہمارے کہ روکتے تھے مومنہ کو چون کے اور پہاڑتے تھے دفونکو
 یعنی ممانعت کا ایسا اہتمام تھا کہ ناکہ بڈھی لگی اور کو چونکی کر کے دف پہاڑتے
 تھے اور کہا گیا ہے کہ راگ کرنا منتر ہے زنا کا اور کہا ابن جریج نے کہ راگ طبلہ
 بجانا ہے اور مروی ہے صحا کہ سے کہ وہ راگ کرتا شرک ہے اور کہا قتادہ نے
 کہ راگ ہر لہو و لعب ہے تمام ہوئی عبارت تفسیر عالم التنزیل کی اور تفسیر درمنثور
 جو تصنیف ہے امام الابیہ قدوہ اکمل فاضل کامل کا علی فاضل محقق بیگانہ موشگاف
 قرآنہ جناب مولانا اولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی اور اس تفسیر دہلی پر
 میں اکثر تفسیر بالحدیث کا طرز ہے اور بسا مقامات کو سند اور مدلل اور محقق باحدیث
 کیا ہے علی انخصوص اس مقام اور آیت کو بہت احادیث اور بہت طرق سے تحقیق
 کیا ہے فجزاء اللہ تعالیٰ خیر اجر اور فقیر عبارت تفسیر کی بعینہ تمام و کمال نقل
 کرتا ہے کہ کلام امام رحمہ اللہ سے تبرک ہی حاصل ہوا اور جو نتیجہ اور حاصل اور ہون
 نے نکالا ہے اوپر ہی آگاہی حاصل ہو عبارت تفسیر درمنثور کی یہ ہے قولہ تعالیٰ
وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّکَذِبُ اِلٰہَ رُوٰیثَ کِیَا بَہِیْقِیْ نے شعب الایمان میں حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قول آتھی میں وَ مِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي
 كُفْرًا بِالدِّينِ بِمَنْ يَكْفِيهِ بِسْمِ بَاطِلِ الْحَدِيثِ اور یہ حال نصر بن حارث بن علقمہ کا
 کہ خرید کر تا تھا وہ بائین اعاجم کی اور ساختہ چیزیں اونکی اونکے زمانہ میں اور
 تھا وہ کہ لکھتا تھا کتابیں یعنی خطوط جبرہ اور شام سے یعنی طرف قریش کے اور
 تکذیب کرتا تھا قرآن مجید کی اور اعراض کیا اور روگردانی کی اسے کلام اللہ
 مجید سے اور نہ ایمان لایا وہ اوسپر اور روایت کیا ہے ابن جریر اور ابن ابی
 حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول میں وَ مِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي كُفْرًا بِالدِّينِ
 اَلَمْ يَعْنِ خَرِيدَةً اَوْ مَسْجُوبًا اَوْ سَكَا اَوْ كَانِي سَبَّ اَوْ مِثْلَ اُولَئِكَ اَوْ كَانِي مِثْلَ
 اخْتِيارِ كَرَسِ حَدِيثِ بَاطِلِ كَوْ حَدِيثِ حَقِّ پُر اور یہ قول کہ يَشْتَرِي كُفْرًا بِالدِّينِ
 ٹھٹھا کرتا تھا اوسکا اور تکذیب کرتا تھا اوسکی اور روایت کیا فرمائی اور ابن
 جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے مجاہد رحمہ اللہ
 سے اس قول میں کہ وَيَتَخَذُ مَا نَزَّلَ اَكَا كَهْ رَاہِ خُذَا كُوْثِيْرًا وَاِذَا رَاہِ طِيْطِے كَے اور اُتَا
 کیا فرمائی اور ابن جریر اور ابن مردويه رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی
 عنہ سے اس قول آتھی میں وَ مِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي كُفْرًا بِالدِّينِ اَلَمْ يَكُنْ
 بَاطِلِ الْحَدِيثِ کہ وہ غنا اور ثل اوسکے ہے لِيُفِيْلَ عَنْ سَبِيْنِ اللّٰہِ كَمَا كَهْ قَرَاةً وَا
 مجید اور ذکر آتھی تعالیٰ نازل ہوئی یہ آیت ایک شخص کے حق میں قریش سے
 جو خرید کرتا تھا جو کرمان گانویا لیاں اور روایت کیا جریر نے حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہما سے اس قول آتھی میں وَ مِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي اَلَمْ يَكُنْ فَرَايَا كَہ
 یہ نازل آئی نصر بن حارث میں کہ خرید کی تھیں اوسنے جو کرمان اور تھا

کہ نہیں سنتا تھا کیونکہ آراء وہ کرتا تھا اسلام کا ملکہ کہ لیجاتا تھا اوسکے پاس جو کچھ لکھا
 اور کہنا تھا کہ کھلاؤ اور چلاؤ اور کھانا سناؤ اوسکو کہ یہ بہتر ہے اوس سے
 کہ پکارتے ہیں طرف اوسکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحباہ علیہ
 صلوٰۃ اور صیام اور قتال جہاد سے پس نازل ہوئی یہ آیہ اور روایت کیا
 سعید بن مسعود اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ
 نے بیان ذم ملاہی میں اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور
 طبرانی نے اور ابن مردودہ اور سیوطی نے اپنی سنن میں ابواہار سے جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے کہا کہ فرمایا است جو تم قینات کو اور نہ
 خرید کرو تم انکو اور نہ تعلیم کرو انکو اور نہیں بھلائی انکی تجارت میں اور
 نہ قیمت انکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل میں نازل ہوئی ہے یہ آیہ و مِّنَ
 النَّاسِ مَنۡ يَّشْتَرِیْ لَکُمُ الْوَحْیَ اِنْ کُنَّا لَآءِیۡۃٍ اُوْرۡوٰیۡتَ کَیۡۤا بِنِ اِبۡنِ الدِّیۡۤا نَے بیان
 ذم ملاہی میں اور ابن مردودہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے کہ تحقیق
 اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے راگ گانیوالی کو اور اوسکے فروخت اور نہ
 قیمت کو اور تعلیم کو اور اوسکے فائدہ لینے کو چہرہ چہی یہ آیہ و مِّنَ النَّاسِ
 مَنۡ يَّشْتَرِیْ لَکُمُ الْوَحْیَ اِنْ کُنَّا لَآءِیۡۃٍ اُوْرۡوٰیۡتَ کَیۡۤا بِنِ اِبۡنِ الدِّیۡۤا نے ادب مہر و اور
 ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابن مردودہ اور سیوطی نے
 اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے و مِّنَ النَّاسِ مَنۡ
 يَّشْتَرِیْ لَکُمُ الْوَحْیَ اِنْ کُنَّا لَآءِیۡۃٍ اُوْرۡوٰیۡتَ کَیۡۤا کہ وہ راگ اور مانند اسکے ہے اور روایت کیا

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن فروویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كَمَا كَمَا وَهُ خَرِيدًا رَاكًا نِيَوَالِيُون
 کا ہے اور روایت کیا ابن عساکر نے مکحول سے اس قول میں وَمِنْ النَّاسِ مَن
 يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كَمَا كَمَا چوکریان گانیوالیان اور روایت کیا ابن ابی
 شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے اور تصحیح کیا اسکو
 بیہقی نے شعب الایمان میں ابوالصہبا سے کہا کہ سوال کیا میں عبد اللہ بن مسعود
 اس قول الہی تعالیٰ کا وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ کما کہ وہ
 واللہ راگ ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے شیب بن یسار
 سے کہا کہ سوال کیا میں حکمہ رضی اللہ عنہ سے لہو حدیث کا تو کہا او نہون نے کہ
 وہ راگ ہے اور روایت کیا فریابی اور سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا
 و ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ کما کہ وہ
 راگ ہے اور سیاحب اور لہو ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے طریقہ شیب
 ابن ابی ثابت سے ابراہیم سے وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ کما کہ
 وہ راگ ہے اور کہا مجاہد نے کہ وہ لہو حدیث ہے اور روایت کیا ابن ابی حاتم
 نے عطاسہ خراسانی سے وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ کما کہ وہ راگ
 اور باطل ہے اور روایت کیا ابن عساکر نے مکحول سے اس قول الہی میں وَمِنْ
 النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ کما کہ چوکریان گانیوالیان ہیں اور روایت
 کیا ابن ابی حاتم نے حسن سے کہا کہ نازل ہوئی یہ آیت وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي
 الْخ غنا اور مزامیر یعنی راگ اور باجے کے مقدمہ میں اور روایت کیا ابن ابی الدنیا

اور یحییٰ نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ راگ اوگاتا ہے
 نفاق کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی کبیتی کو اور اوگاتا ہے ذکر الہی تعالیٰ کا
 ایمان کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی کبیتی کو اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
 نے ابراہیم سے کہا کہ کہتے ہیں کہ راگ اوگاتا ہے نفاق کو دلمین اور روایت
 کیا ابن ابی الدنیا اور یحییٰ نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ راگ
 اوگاتا ہے نفاق کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی ترکاری کو اور روایت
 کیا ابن ابی الدنیا اور یحییٰ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ
 عنہ سے کہا کہ جب سوار ہوتا ہے آدمی گھوڑے پر اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو جیسے
 سوار ہوتا ہے شیطان پر کہتا ہے اوسکو کہ راگ گاسو وہ اگر نہیں جانتا ہے تو
 کہتا ہے اوسکو کہ مکلف ہے اور جھوٹھ کو اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور
 طبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اڑھاتا اور نہیں بلند کرتا کوئی آواز
 اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ پہونچاتا ہے اللہ تعالیٰ طرف اوسکے و شیطان کہ
 بیٹھے ہیں وہ دونوں اوسکے دونوں کندھوں پر کہارتے ہیں اوسکو اپنی اڑیوں
 سے اوسکے سینہ پر جب تک کہ وہ خاموش اور ساکت ہو اور روایت کیا ابن
 ابی الدنیا نے قاسم بن محمد سے کہ اونسے سوال کیا گیا راگ سے کہا کہ میں منع
 کرتا ہوں تمکو اوس سے اور کہوہ رکھتا ہوں اوسکو تیرے لئے پس کہا ساکن
 نے کہ کیا وہ حرام ہے کہا کہ دیکھ اے بھتیجے جبکہ جدا کر دیا اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل

تو کس میں رکھا جاوے گا راک اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان سے کہا کہ لعنت کی گئی ہے راک گانیو الی پر اور اوپر کھسکے واسطے راک گایا جاوے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابو عثمان کثیری سے فضیل بن عیاض سے کہا کہ راک کرنا منہر ہے زنا کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابو عثمان لیثی سے کہا یزید بن الولید العافض نے بے بنی امیہ بچو تم غنا اور راک سے پس تحقیق کہ وہ کم کرتا ہے حیا کو اور زیادہ کرتا ہے شہوت کو اور گراتا ہے اور دور کرتا ہے مروت کو اور تحقیق کہ وہ قائم مقام ہے شراب کے اور کرتا ہے راک وہ جو کرتا ہے نشہ اور اگر خواہ مخواہ راک کرو تو بچاؤ تم مستورات کو کیونکہ راک داعی اور باعث ہے زنا کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے ابو حفص اموی نے عمر بن عبد اللہ سے ایک نامہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بنام سہل کے جو اوشاد انکے بیٹوں کے ہیں اس نامہ میں اگرچہ تمام نصائح عمدہ ہیں مگر یہاں بہ نسبت مقام کے فقط راک کے الفاظ کا ترجمہ مرقوم ہوتا ہے وہو مذکر چاہے کہ ہو اول مقتدا اور مکے کا جو بھلا تعلیم کے ہے یہ کہ بغض کریں ملاہی اور آلات لہو سے کہ شروع اونکا شیطان سے ہے اور انجام اوسکا غضب آگاہی کا ہے اسواسطے کہ یہو بچا ہے جہنم کو نعمات اہل علم سے یہ کہ حاضر ہونا راک میں اور سننا باجون کا منجملہ اوسکے ہے کہ اوگاہا ہے نفاق کو دین جیسے کہ اوگاہا ہے گہاس کو پالی آخر نامہ تک اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے رافع بن حفص مدنی سے کہا کہ چار شخص ہیں کہ نہیں نظر کریگا طرف اونکے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے جاو کر نیوالے اور نوہ کرنے والے اور راک کر نیوالے اور وہ عورت جو مشغول ہو عورت سے اور کہا کہ جو کوئی کہ باو سے

اوس زمانہ کو تو اولیٰ اوسکو طول حزن ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے
 علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں پاک رہیگی وہ امت کہ جبین بریط ہو آند
 روایت کیا ابن ابی الدنیا نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوا اسکے نہیں کہ منع کیا گیا ہوں
 رو آواز سے جو کہ حق میں ڈالتی ہیں اور فحور میں ایک اوشین سے آواز
 نغمہ کے لہو و لعب اور مزایہ شیطان کی ہے اور دوسری آواز وقت عیبتہ
 پر یہ شیش گریبان کی اور نوحہ شیطانی کی ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
 رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دو آواز ملعون ہیں مزار وقت نغمہ کے اور رنہ
 کہ اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے
 کہا کہ خبیث ترین کیوں کا کسب دمارہ کا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی الدنیا
 ورمیتی نے نافع سے کہا کہ میں جاتا تھا ہمراہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے رستہ
 پس سنی اونہوں نے آواز ایک چرواہے کی سوز کہ لین اؤنگلیان اپنے دونوں
 قانون میں پہر چاہو گئے اوس رستہ سے اور کہتے جاتے تھے اے نافع کیا استنا ہے
 نو کہا میں نہیں پس نکالا دونوں اؤنگلیوں کو دونوں قانون سے اور کہا
 یہ چرید کیا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب وسلم کو کہ
 کیا تھا اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انا اور
 جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب وسلم سے کہ فرماتے تھے اس آیت میں کہ
 رَبِّكَ النَّاسُ مِنْكُمْ ذُرِّيٌّ يَصْطَرِّقُونَ بَيْنَ يَدَيْكَ ذُرِّيٌّ يَصْطَرِّقُونَ بَيْنَ يَدَيْكَ
 لعب اور باطل کو اور روایت کیا حاکم نے کنی میں عطاے خراسانی سے کہا کہ

نازل ہوئی ہے یہ آیت یعنی وَمِنَ النَّاسِ الّٰہِ غَنَا اور باطل اور مزامیر کے حق
 میں اور روایت کیا آدم اور ابن جریر اور حقیقی نے اپنی سنن میں مجاہد سے
 اس آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّشْتَرِیْ لَہٗوَ الْکَذِبِ الثَّانِیَۃِ الٰہِ میں کہا کہ یہ خرید کرنا ہے
 مردگان کو الے اور عورت گانیو الی کا عوض مال کثیر کے اور سننا اور سکا اور مثل
 اسکے باطل سے اور روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ سے اس قول الٰہی تبارک والین وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّشْتَرِیْ لَہٗوَ الْکَذِبِ
 کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ خرید کرے چھو کر یاں کہ راگ کا دین رات کو اور ون کو
 تمام ہوئی عبارت تفسیر در ششور کی جناب مستطاب عالم علوم ربانی وانا سے ہو
 فرقانی ذی اللہ والی والمفاخر صاحب باطن وظاہر مفتی زمانہ فاضل گیارہ مولانا
 قاضی ثناء اللہ صاحب ہانی پتی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر منظری میں تحریر فرماتے ہیں
 کہ روایت کیا ہے ترمذی وغیرہ نے ابو امامہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے کہ فرمایا اپنے مت فروخت کرو تم لوٹو بیوں گانیو الین
 کو اور نہ خریدو اور نہ سکھاؤ اور نہ کوئی بہتری نہیں ہے انکی تجارت
 میں اور زقیمت انکی کا حرام ہے اور مثل اسی کے میں نازل ہوئی ہے یہ آیت
 وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّشْتَرِیْ لَہٗوَ الْکَذِبِ الثَّانِیَۃِ اور روایت کیا ہے جبریل نے حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خرید کی تعین نصرت حارث نے چھو کر یاں یعنی
 گانیو الیان پس تھا وہ کہ نہ سننا تھا کیو کہ جو ارادہ کرتا تھا مسلمان ہونے کا
 مگر کہ جاتا تھا اس کے نزدیک مع چھو کر یوں کے اور کہتا تھا کہ کہلاؤ اور پہلاؤ اور
 گانا سناؤ اسکو کہ یہ بہتر ہے اوس سے کہ ہلاتے ہیں تھکوں طرف اوس کے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم روئے اور نماز سے اور بہتر ہے اس سے کہ مثال
 کرے تو رو برواؤں کے یعنی جہاؤں سے پس نازل ہوئی یہ آیہ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ
 يَشْتَرِي لِكُفَّهِ نَجَاتٍ يَعْنِي وَهُوَ جَوْلُو كَرَسِ اور مشغول کرے سفیرِ پیغمبر سے اور وہ
 اہوا و مشغول کرنے کی ایسی باتیں ہیں کہ جسکی اصل نہوا اور ایسی کہانیان ہیں کہ
 جنہیں اعتبار نہوا اور مشغول کی باتیں اور فضول کلام ہیں بعد اسکے کچھ تحقیق چنانچہ
 کے بطور عربہ کے ہے اور روایت کیا ابن جریر نے بطریق عرونی حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیہ نازل ہوئی ہے ایک شخص کے حق میں قریش سے کہ
 خریدتا تھا چوکریاں گائیو الیان اور روایت کیا ہے بغوی نے ابوسلمہ سے کہا
 کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے نہیں حلال ہے
 تعلیم کرنا چوکریوں گائیو الیون کا اور زر قیمت اونکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل
 میں نازل ہوئی ہے یہ آیہ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لِكُفَّهِ نَجَاتٍ اِلٰہ اور نہیں
 کوئی آدمیوں میں سے کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ بیو شپا نابہ
 کہے کر نابہ اللہ تعالیٰ و شیطان کہ ایک اوس شخص کے اس کندہ پر ہوتا ہو اور دوسرا
 دوسرا کندہ ہے پراور وہ دونوں مارتے ہیں اور سکو اپنی لاقون سے یہاں تک کہ وہ
 خاموش ہو جاوے اور روایت کیا ہے ترمذی وغیرہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ
 سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے کہتے فروخت کرو تم چوکریاں گائیو الیان اور نہ خریدو
 کرو تم و کمادہ تعلیم کرو تم و کمادہ نہیں جو بدلتی اونکی تجارت میں اور زر قیمت اونکی کا
 حرام ہے اور اسی کی مثل میں نازل ہوئی یہ آیہ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي
 لِكُفَّهِ نَجَاتٍ اور کہا بغوی نے اور کہا مقاتل اور کلبی نے نازل ہوئی بیچ تو

انھیں حارث بن کثیر کے کہہ سونے لگے کہ سوؤ اگر یہی کرتا تھا اور جانتا تھا کہ وہ اور نیز بتاتا تھا وہاں انھیں اراحم
 کے اور بایں شائتا تھا وہ قریش کو اور کرتا تھا کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایں
 کرتے ہیں جسے عمار اور ثوبی کی اور میں بایں شائتا ہوں کہ یہی سترم اور سفند یا را اور اخبار کا سہو کی پر
 سننے سے وہ بایں راو سنی اور ترک کرتے تھے اسماع قرآن مجید کا پس نازل کی اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ اور
 اس طرح روایت کیا ہے فی شعب الايمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اور کہا عمار بن نعیم
 کہ یہ کہان کا انڈیا لیاں اور سنی آیت کے اس تقدیر پر یہ ہیں کہ خرید کر لو کو یا عمار حب لو حدیث کو یا یہ
 سنی ہیں کہ خرید کر لو حدیث کو یعنی بد کہ یہ اسکا اور اختیار کرے راگ اور عمار امیر اور عارف
 کو قرآن مجید پر کما کھول نے جو شخص کہ خرید کرے چھو کر یہی بجا نیوالی کو اور رکے اوکو سبب نما اور گرا
 باجے اوکے کے پیشہ مولتا تھا تو نہیں نماز پڑھتا تھا بن اور پھر یعنی جنازہ کی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 قرآن مجید میں کہ قرآن مجید آیت الکرسی اور مروی ہے حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور علیہ
 اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے کہا کہ لو احادیث راگ ہو اور بایں شریف اسی کے باب میں نازل ہوئی ہے
 اور کہا ابوہریرہ بکری نے کہ سوال کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا تو فرمایا اور فرمایا
 نے کہ وہ راگ ہو اور قسم کہانی اسپر اس اللہ تعالیٰ کہ نہیں ہو کوئی سبب و سبب اوکے اور کر کے کیا ان
 الفاظ قسم کو میں بار اور کہا بن حریج نے کہ وہ یعنی لو احادیث طبل ہو کرتا ہوں میں کہ سورہ انھیں کا
 اگرچہ خاص ہو وہ راگ ہو یا قصص عجیبوں کے ہیں لیکن لفظ اس نص کے عام ہیں اور اعتبار عام لفظ ہے
 یہ خصوص سبب کا اور یہی سبب کہتا ہے قتادہ رحمہ اللہ نے کہ وہ یعنی لو احادیث ہر لو و احادیث اور کہا
 ضحا کہ حمہ اللہ نے کہ وہ یعنی لو احادیث شر کہ نہایت سبب بنا ہوا معارف اور مزایہ کا حرام ہوا اتفاق
 تمام فقہاء رحمہم اللہ کے مروی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے منع فرمایا نہ قیمت گئے اور کسب زارہ یعنی راگ باجے اور زنا سے روایت کیا ہے کہ یہی

احادیث عام لفظ ہے نہ خصوص سبب کا

ذکر الہی تعالیٰ شانہ کے اور فارغ ہو غیر اللہ سے کہ التفات نہ کرے طرف ماسوی اللہ کے اور
 نہ دے وہ گانیوالا شہوت ران اور ہو کہ محفل خالی اختیار سے اور نہ وقت نماز اور مثل اس کا
 توجانہ پر واسطے اس کی سماع بلکہ مستحب بلکہ سماع اور رگ میں یہ خاصیت ہو کہ شعلہ زن ہوتی
 ہو ساتھ اس کی آگ محبت کے جو مرجھائی اور پوشیدہ ہوتی ہے ولین اور یہ وہی چیز ہو
 کہ جو سبب اور موجب ہر حرام ہونے رگ کے بھی حق عوام الناس میں کیونکہ قلوب عوام کے مشغول
 ہوتے ہیں ساتھ دوستی عورتوں اور لڑکوں کے پس وقت رگ کے یہی محبت مشغول اور
 شعلہ زن ہوتی ہو اور مشغول اور غافل کر ڈالتی ہے یا دھولے تعالیٰ شانہ سے سو ہو جاتا
 ہو یعنی یہی رگ ان کے حق میں لہو احدیث اور جو شخص کہ ہودل اس کا ساتھ محبت الہی اور
 یاد اس کی کے مشغول اور فارغ ہو غیر اللہ تعالیٰ سے تو ایسے شخص کے حق میں ہوتا ہو رگ کو
 واسطے شعلہ زنی محبت الہی تعالیٰ شانہ کے اور اسی سبب ہوتا ہے رگ اسکے حق میں مستحب
 اور جواب نصوص کا یہ ہو کہ تحقیق آیت شریفہ ناطق اور گو یا ہے ساتھ حرام ہونیکے جبکہ
 کہ رگ حد لہو احدیث میں ہو اور سماع صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا او میں سے نہیں ہو اور حدیث
 جو موجب ہیں حرمت رگ کی وہ سب مخصوص البعض ہیں کیونکہ اور احادیث وارد ہیں جو دلالت
 کرتی ہیں اباحت رگ پر پس محمول کیا ہم نے احادیث حرمت رگ کو او سپر کہ جو ہو بقصد لہو کے
 نہ واسطے غرض شروع کے اور بلا نیوالا ہو وہ رگ طرف مافرنانی اور شوق کے ہے

پس چاہئے کہ ہم ذکر کرین احادیث کو اباحت کے بلکہ اباحت پر بھی

سو بخلاونکے حدیث بیع بنت متوفی عن عفر کی ہو کہنا کہ تشریف لائے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اور داخل ہوئے جبکہ ایام میری شادی کے تھے پس وقت فرما ہوئے میرے بھوپنے پر جیسے کہ

ہم تم پیش ہیں یعنی قریب پس لگین جو ذکر بیان جو ہماری تحسین کے بجائی تہنیں من اور نور سے کرتی
 تھیں اور یہ جو مقتول ہوئے تھے ہمارے باپ روز جنگ بذر کے یہاں تک کہ ناگاہ اوٹھیں یہ ایک
 کما مصرع و فینا نبی یعلم ما فی الغد : پس فرمایا اپنے کہ چوڑ دے تو او سکوا اور
 کہ وہ جو کتنی تھی تو پہلے اس کو روایت کیا اسکو بخاری نے اقدروایت کیا ابن ماجہ نے شمس
 اسکے اور ابن ہر کہ لیکن یہ ہیں مت کہو اسکو کیونکہ نہیں جانتا امور آئندہ کو مگر اللہ تعالیٰ اور
 مروی ہے حضرت صدیقہ جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ شادی کی گئی ایک عورت
 ساتھ ایک شخص انصاری کے پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا نہیں جو ہمراہ
 تمہارے لوگو کیونکہ انصاری لوگ ابھی معلوم ہوتی ہے او کو لیور روایت کیا اسکو بخاری نے
 اور یہی مروی ہے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے کہ انظار اور اعلان کرو تم اس نکاح کا اور کرو اسکو مسجد میں اور
 بجاؤ اہل بیت روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریبہ اور مروی ہے حضرت
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تھی میرے پاس ایک لڑکی انصاری سے کہ شادی کی میں نے
 او کی پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے کہ ای عائشہ تم کیا گاتی
 نہیں ہو پس تحقیق کہ یہ قبیلہ انصار کا دوست رکنا ہر راگ کو روایت کیا اسکو ابن حبان نے
 اپنی صحیح میں اور مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نکاح کرایا جناب صدیقہ
 رضی اللہ عنہا نے ایک اپنے رشتہ دار کا انصاری سے پس تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اور فرمایا کہ کیا رخصت کرو پاتنے لڑکی کو عرض کی کہ ہاں پھر فرمایا کہ آیا
 پہونچایا ہے تم نے ساتھ اسکے ایسا کوئی کہ راگ گاؤے عرض کی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا
 نے کہ نہیں پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے کہ تحقیق انصار ایک

ایسی قوم جو کہ انہیں عز و دل ہوتی ہے سو اگر راگ کرتے تم مصرع آئینا کہ آئینا کہ آئینا کہ
وہ آئینا کہ آئینا کہ یعنی تو خوب تہارت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ داخل ہوا میں نزدیکی طوطہ کعبہ اور ابو سعید و انصاری رضی اللہ عنہم کے ایک لشکر میں اور
ماگاہ لڑکیاں گاہ رہی تھیں پس کہا اپنے کہے و صحابہ یونہی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
و اصحابہ وسلم کے اور سے اہل غزوہ بدر کے ہوتا ہے یہ یعنی راگ نزدیکی تمہارے پس فرمایا
و و نون صحابیوں نے کہ بٹھیں اگر چاہتے تو اس میں ساتھ ہمارے اور اگر چاہتے تو چلا جا تحقیق انجا
وی ہر ہر کہیں کی وقت عرس کے اور مروی ہے حضرت صدیقہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ تحقیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے نزدیکی انکے اور تھیں نزدیکی انکے و لڑکیاں
سنی یعنی بنی عبدمنی کے کہ گانا بجانا کرتی تھیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لپٹے ہوئے تھے لپٹے پٹہ میں رسول اکرمؐ لڑکیوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس کہ لا جناب بنی عبدمنی
علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے موند مبارک اپنا اور کہا کہ چوڑ و و انکو لے ابوبکر کیونکہ یہ ایام سعید
کے ہیں اور یہ ایام منی کے ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے اور مروی ہے عمر بن شعیبہ انکے
باپ سے انکے و اسے کہ تحقیق ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے
بیٹے نذر او رشتہ مالی تھی کہ میں آپ پر و ن بجا و لگی تو فرمایا تو اپنی نذر پوری کر لے روایت کیا
اسکو ابو داؤد نے اور نزدیکی ابن ماجہ کے کچھ بعض الفاظ کا فرق ہوا اور تحقیق کہ فرمایا جو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ نہیں ہے وفا اور پورا کرنا ایسی سنت اور نذر
میں جو بصفت اور نافرمانی خدا سے لے کی ہو روایت کیا اسکو مسلم نے اور مروی ہے کہ تحقیق جناب
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم جبکہ تشریف لائے مدینہ منورہ میں اور ٹہرے درمیان بنی نجار
کے تو لڑکیاں بنی نجار کی لگیں گانے اور کہنے شروع

یا حبذا احمد امن جاس

انجن جو امر من بنی نجار

روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور امین ہر کہ پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تحقیق میں تمکو دوست رکھتا ہوں اور تم کو کیا پڑھتی نے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جابہ وسلم جبکہ تشریف لائے مدینہ منورہ میں تو لگے بچے اور لڑکے اور عورتیں کئے شجر

وجوب الشکر علینا ما دعی اللہ حل

طالع البدر علینا من تنیات الوحاح

اور روایت کیا ہر امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تو کیلا اہل حبشہ نے اپنی حرا بے یعنی جویش پھری گنگون کی تھی پس ظاہر یہ کہ حرام وہ غنا اور راکے جو داعی ہو طر نافرمانی اور فسق کے اور مشغول کرے یا دعویٰ تعالیٰ سے اور جو راک کہ یا نہ تو وہ حرام نہیں ہے مگر یہ کہ ثابت نہیں ہر جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سننا راک کا تقریباتی اللہ اور احراز ثواب کیواسطے اور بسبب اسی کے نہیں اختیار کیا نقشبندیہ کرام وغیرہم رحمہم اللہ نے ارتکاب اوسکا اگرچہ اسپر ترکب انکار کے بھی نہیں ہیں واللہ اعلم تمام ہو ترجمہ عبارت تفسیر مظہری کا یہ اور اسطرح ہر تفسیر خازن اور تفسیر شیری اور تفسیر غیبی اور تفسیر محمدی اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر کشاف اور تفسیر روح البیان اور تفسیر ابوسعود اور تفسیر کبیر اور تفسیر بحر الواج اور تفسیر شرح القرآن وغیرہ میں مختصر و مطولاً جملاً و مفصلاً اکثرین خلاصت تحریر روایات اور جامع اوراق ہذا یعنی عنہ مظہر ہر کہ بیان تک فقیہ کو جو کتب تفاسیر میسر آئیں اور نہیں اکثر کا ترجمہ عبارت تمام و کمال بعینہ نقل کیا اور بعض تفاسیر جو مختصر تھیں اور ادنیٰ بسط سے نہیں لکھا

باب دوسرا

اوس تحقیقات کے سائنین جو جواز عدم جواز یا مکروہ یا حرام

ہونے غنا اور مزایم وغیرہ سے احادیث میں مذکور ہے

جامع الاوراق والروایات صائد الشیخ الذلات والمغنیات واضح کرتا ہے کہ فقیر کا التزام کتاب ہذا کے بموجب کرنے میں چار باب پر جو آفاذ کتاب میں مذکور ہے اگرچہ یقینی ہے کہ باب احادیث بھی مثل اور ابواب کے بالاشیاع تحریر ہوا اور اخبار اور آثار مفصل زمین لکھے جائیں لیکن کیا کہ نظر اسکے کہ کتاب دراز ہوتی ہے اور دوسرے بلحاظ اسکے کہ یہی احادیث اور تحقیق نے اپنی اپنی تفاسیر یا فتویٰ یا رسائل میں مرقوم اور منقول فرمائی ہیں اب پر یہاں کچھ نا علی الیقین اور محاکمہ کر رہا ہونا ہے کیونکہ یہی احادیث اپنے موقع پر تفسیر وغیرہ میں مذکور ہیں تو اس مقام پر صرف چند حدیث بالاختصار تحریر کرنے کا اتفاق ہوا کہ التزام ہی پورا ہو جاوے اور باب بھی خالی نہ ہو ومن اللہ المتوفیق والاستغناء عنہ صیح ترجمہ کی کتاب التفسیر سورہ سبہ میں بسند طویل ابو امامہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مت فروخت کرو تم قینات یعنی مغنیات کو اور نہ خرید کرو تم او کو اور مت تعلیم کرو او کو اور زمین ہو خیر اور بھلائی او کی سوداگری میں اور زر قیمت او کی کا حرام ہے اور اسی کی مانند میں یہ آیہ نازل ہوئی ہے ومن التکاسین من یبکر فی شکرہ او یبکر فی جمع البجاریں ہے کہ قینات جمع ہو قینہ کی اور قینہ ہو کر ہو تو کہتے ہیں اور اگر شکر استعمال اسکا گائیوالی ہو کر یون میں ہو انتہی اور ہناری شریف کے ابواب العیدین اور ابواب العیدین میں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا تشریف لائے میرے پاس حضرت

بیک

مذکور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم ایام مبین اور حال ہیہ کہ میرے نزدیک وہ
ہو کر یان لڑکیاں نہیں کہ وہ گار ہی نہیں اشعار جنگ بقات کے پس لیٹ گئے آپ بستر
پر اور پھر لیا موندہ مبارک اپنا پر داخل ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور واثا اور
بہر کا مجھے اور فرمایا کہ آیا یہ نہ راگ شیطانی نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
و صحابہ وسلم کے پس موندہ کیا طرف انکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ
و سلم نے اور فرمایا کہ چوڑو و اور جانے دو تم انکو اسے ابو بکر واسطے ہر قوم کے ایک عید ہوتی
ہے اور یہ ہمارے عید ہے انتہی صحیح مسلم کی کتاب الصیام میں یہ حدیث ساتھ اولی
اختلاف الفاظ کے دار دیو اور امام نووی نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ قولہما و لیست
ہفتین الخ معنی اسکے یہ ہیں کہ تمہارا راگ کا گانا عادت اونکی اور نہ وہ شہور اور معروف
تہیں ساتھ اسکے اور کہا کہ اختلاف نہ ہو علماء کا راگ میں سو بیاح کہا ہی او سکو ایک جماعت نے
اہل حجاز سے اور یہی ہر مری ہو امام مالک سے اور ہرام کیا ہو و سکو امام ابو حنیفہ اور اہل عراق نے اور
نہ شافعی میں کہ اہست او سکی ہو اور یہی شہور ہو نہ یہ امام مالک سے رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین او سول جہشت
پکڑی ہو حجاز کہنے والوں نے ساتھ ہی شہ کے اور یہ یوید یا ہو دوسرے سولج پر کہ یہ غنا اور راگ بجز اسکے
نہیں کہ بیان شجاعت اور اقبال اور جوفری کا تھا اور مثل اسکی میں کچھ فساد نہیں ہو بخلاف او س غنا کے
جو شامل ہو اور برا لگیتے کہنے نفوس کے فساد اور شریر اور آراوہ کرنے اسکے کے بطالت اور
قباحت پر فرمایا قاضی نے بجز اسکے نہیں کہ راگ اونکا یعنی دونوں جاریہ کا او س قسم سے تھا
کہ جو اشعار جنگ اور فرخ سے ساتھ شجاعت کے ہو اور ظفر یابی اور غلیہ کے ہو اور استدر
تہیں یہ بیان میں لاتا لڑکیوں کو شریر اور نہ پڑھنا اونکا اشعار کو اسوجہ پر پچھلے غنا مختلف
فیہ کے ہو اور بجز اسکے نہیں کہ وہ یعنی راگ لڑکیوں کا صرف بلند کرنا آواز کا تھا ساتھ

چند
دو

اشارے کے اور اسید اسٹے فرمایا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ ولینتا ہنستین
 یعنی وہ اس قسم سے نہ تھیں کہ راگ کا تین مانند عادت مغنیات کے کہ ہوشیق او ٹلانے
 پر ہوتا ہی آدہ ہوا اور پیش آنے پر فواحش کے اور ذکر یا م جوانی اہل جمال پر اور ایسی
 چیزیں کہ حرکت و یوین نفوس کو اور برانگیختہ کرے ہوا اور شہوت رانی کو جیسے کہ کہا گیا
 ہے کہ راگ ستر ہے و ما کا اور بھی نہ تھیں وہ لڑکیاں اس قسم سے کہ مشہور اور معروف
 ہوں ساتھ اچھا گانے کے ایسا گانا کہ حسین قحیط یعنی گنگری اور کینچنا آواز کا اور
 نکسیر یعنی توڑ اور مرقع کرنا ساکن کا اور ظاہر کرنا مخفی اور پوشیدہ کا ہو اور اس قسم
 سے نہ تھیں کہ گانا اوں کا پیشہ اور کسب ہو کہ عرب لوگ کہتے ہیں شعر خوانی کو راگ تو یہ
 راگ منجملہ غنائت مختلف فیہ کے نہیں ہے بلکہ یہ مباح ہو اور اجازت لے رکھی ہے حضرات صحابہ
 کرام رضی اللہ عنہم نے غنا و عرب کے کہ جو وہ صرف شعر خوانی اور ترنم ہی اور اجازت دیکر
 تھے مٹا کی اور کرتے تھے اور سکورو بر و جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے اس
 سبب سے اجازت اسکی اور مثل اسکی کے معلوم ہوتی ہو اور یہ اور مانند اس کے حرام نہیں ہے
 اور نہ خارج کرا تا ہی شاہد کو یعنی حد شہادت سے اور یہ قول کہ منہور الشیطان جو
 حدیث میں ہے تو موزور ختمیم اول اور فتح و ونون سے آیا ہو مگر ضمیمہ مشہور تر ہے اور
 قاضی نے غیر اسکو ذکر نہیں کیا اور کہا گیا ہو مزار ساتھ کسریم اہل کے ہی اور یہ اصل
 میں آواز سیٹی کو کہتے ہیں اور زیر آواز خوش کو کہتے ہیں اور اطلاق کرتے ہیں اسکا
 غنا پر ہی اور یہ قول کہ منہور الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تو اس میں یہ ہے کہ مقامات صلحا اور اہل فضیلت کے چاہئے کہ منہور اور خالی ہوں اور
 لغو وغیرہ سے اگرچہ او میں گناہ نہ ہو اور یہ ہی اس میں ہے کہ تابع کسی بزرگ اور بڑے کا

اگر دیکھے رو برو اس کے ایسی چیز کہ مکروہ ہو اور لائق نہواوے مجلس گراچی کے تو انکا کرے اوسکا اور اسقدر انکار سے فتنہ اندازی نہیں ہوتی اوس بزرگ پر بلکہ عین ادب اور رعایت حرمت اور اجلال ہے اوس بزرگ کا اس سے کہ وہ بزرگ خود متولی ہوا اپنے نفس سے اسکا اور بچاوے اس سے اپنی مجلس کو اور بجز اسکے نہیں کر سکتا کرنا اور خاموش رہنا جناب نبی صلی اللہ علیہ اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا اول بڑا سے اس واسطے تھا کہ یہ مباح تھا اوسکے حق میں اور چھپا لینا کپڑے سے اور خود پھیرا سو نہ مبارک کا اندر سے اعراض کے ابو سے تھا اور تا کہ شراب میں نہیں وہ نہ لکھا اور قطع تکریم وہ چیز جو مباح ہے اوسکے حق میں اور یہ منجملہ آپکی عنایت اور رافت اور حلم اور نیک خلقی کے تھا اللہ صلی وسلم علی المرؤف الرحیم البنی الکرم صلا اللہ علیہ والہی الخالق العظیم اور یہ قول کہ جاریتان تلعبان بدن الخرف ساتھ ضمہ والی اور فتنہ اوسکے کے اور فتنہ فصیح ترا و شہور تر ہے تو آمین مع اس قول کے کہ ہذا عیدنا یہ بات ہے کہ بجا ماون عرب کا مباح ہے ایام سرور و خوشی ظاہر میں اور وہ ایام عید اور عرس اور ختنہ کے ہیں اور یہ قول کہ فی ایام متنا یعنی تیرہویں تیرہویں تیرہویں کے اور وہ ایام تشریق کے ہیں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں تو آمین یہ بات ہے کہ یہ ایام داخل ہیں ایام عید میں اور حکم عید کا جاری ہے انہ اکثر احکام میں جواز اضحیہ اور حرام ہونے صوم اور استحباب تکلیفات تشریق وغیرہ کے انتہی مافی کتاب شرح نووی علی الصبیح المسلم

باب پسر

اول تحقیق کے ذکر میں جو فقہاء عکس معامین تحریر کی ہے

کتاب و مختارین باب الشہادت میں کہا ہے کہ ولا یقبل من یتغی للناس الم یغنی عنہ
 نہیں ہر شہادت ایسے شخص کی کہ راگ کا وہ واسطے لوگوں کے آسواستے کہ وہ لوگوں کے
 کبیرہ فراہم کرتا ہو یہ ہدایت وغیرہ میں ہے اور کلام سعدی افندی کا افادہ دیتا ہے اسکا
 مقید ہو نیکو ساتھ اجرت کے پس تامل کر اس میں اور لیکن جو کوئی کہ راگ کا وہ واسطے
 اپنے نفس کے بسبب وقع کرنے وحشت کے تو ایسا راگ لا باس ہے ہر نزدیک مائتہ علماء کے یہ
 عنایہ میں ہے یعنی ایسے راگ میں مضائقہ اور گناہ نہیں اور اسی کی تصحیح کی صحت میں ہے
 نے اور اگر راگ میں کچھ عطا اور حکمت ہو تو جائز ہے باتفاق سب کے اور بعضوں نے بیان کیا
 ہے راگ کو عرس میں جیسے کہ جائز ہے بجا و ادب کا اور میں اور بعضوں نے راگ کو شاق بیان
 کیا ہے اور بعضوں نے مکروہ مطلق کہا ہے انتہی اور بحر الرائق میں ہے کہ نہ پہنچتی صحیح اور
 مفتی بہ راگ کے حرام ہونیکا ہے مطلق پس منقطع ہو گیا اختلاط بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بدایہ میں
 کہ راگ گانا اور غنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اگرچہ واسطے اپنے نفس کے ہے اور مقرر کیا ہے اسکو منف
 رحمہ اللہ نے اور کہا کہ ولا تقبل منہما کذا من سماع الغناء اور مجلس مجلس الغناء یعنی
 نہیں ہے گواہی ایسے آدمی کی کہ سنے غنا یا شیعہ اور کسی مجلس میں اور زیادہ کیا ہے یعنی سنے
 مجلس غنور اور مجلس شراب کو اگرچہ نشا نکرے آسواستے کہ اسکا اختلاط ایسے لوگوں میں
 اور ترک کرنا امر معروف کا ساتھ کر دیتا ہے عدالت کو انتہی باقی درالمنار کتاب کثر التثا
 میں جو جو لوگ مرد و الشہادت معہ دیکھے ہیں انہیں مغنیہ یعنی عورت راگ کا بولنا

مختار

ایقان

کہ بلا قید لفظ للناس کے ذکر کیا ہی اور مرضی یعنی مرد راگ کا نیوالے کو تنقید بقید للناس فرمایا
 ہو اور کتاب مذکور کے شارح نے معدن الحقایق میں شرح لفظ مغنیہ میں لکھا ہے کہ برابر
 ہو کہ عورت کا راگ واسطے سنانے لوگوں کے ہو یا واسطے اپنے نفس کے ہو یعنی راگ کرنے
 والی عورت بہر تقدیر مرد و الشہادت ہی جیسا کہ شرح میں ہی جانتا چاہئے کہ غنا کرنا اور
 راگ گانا بسبب لہو کے گناہ ہے سب و نون میں چنانچہ ذکر کیا ہے کہ کتاب زیادات میں کہ اگر
 وصیت کرے ایسی کہ جو گناہ ہی ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک بھی اور اسکے بھلاؤ
 کیا ہے وصیت کو واسطے مرد کا نیوالے اور عورت کا نیوالی کے خصوصاً کہ ہو راگ عورت کے
 اس واسطے کہ فی نفسہ اسکو آواز کا بلند کرنا حرام ہے اور خصوصاً کہ بلند کرنا آواز کا سنا
 غنا کے ہو اور اسی سبب سے تنقید کیا اسکو بیان ساتھ قول للناس کے اور مرضی کو تنقید
 کیا ساتھ لفظ للناس کے کہ زافی النہایہ انتہی حاکفی المعدن اور حاشیہ شامی میں ہی
 مقام پر اس قول کی شرح میں کہ قولہ بان یرقصوا لکما ہو اور وجہ یہ ہے کہ نام مغنیہ اور
 معنی کا عرف میں ایسے شخص کو واسطے ہو کہ راگ اور غنا اور سکا پیشہ اور حرفت ہو کہ اسکے
 ساتھ کسب مال کا وہ کرے اور یہ حرام ہے اور نص ہے اس پر کہ راگ گانا واسطے لہو کے یا واسطے
 جمع کرنے مال کے حرام ہے بلا خلاف اور اس تقدیر پر گو یا کہ یون کہا ہے کہ مقبول نہیں ہے
 گو ایسی آدمی کی کہ ٹھیلایا ہوا ونس راگ کو پیشہ ایسا کہ کہاؤے کہاؤے ساتھ اسکے
 اور تمام تحقیق اسکی اسی کتاب میں ہے سو اسکی طرف توجہ کرنا چاہئے قولہ فحاشا لرافق
 یعنی جن راگ میں کہ وعظ اور حکمت نہ ہو تو وہ جائز ہی باتفاق جانتا چاہئے کہ
 غنا کرنا اور راگ گانا واسطے سنانے وغیر کے اور مانوس کرنے اسکے کے حرام ہے نزدیک عام
 علما کے اور بعضوں نے جائز کیا ہے اسکو عرس اور ولیمہ میں اور کہا گیا ہے کہ اگر راگ گانا

بسبب سکنے نظم نافہ کے اور اس باعث سے کہ زبان فصیح ہو جاوے تو او میں اضافہ
 نہیں ہوا اور لیکن اگر گانا واسطے سنانے اپنے نفس کے کہا گیا ہو کہ یہ مکروہ نہیں ہوا اور
 اسکی ویلہ شمس الامم نے بسبب مروی ہونے اسکی کے زیادہ ترین اصحاب یعنی ہزار
 بن مازب رضی اللہ عنہ سے اور مکروہ راگ نظر انکے قول کے وہ ہر کہ جو بطریق اہل
 ہو اور بعضے شائع نے کہا ہر کہ یہ مکروہ ہوا اور اسکی ویلہ شیخ الاسلام نے جیسا کہ بڑا
 میں ہر قولہ صوب الدھنیہ یعنی جیسے کہ جائز ہو جائز ہونا کا عرس میں جائز ہونا
 بجائے وف کا او میں خاص ہے ساتھ حوررات کے اس واسطے کہ ہر الرایق میں معراج الدرات
 سے بعد ذکر اسکے کے ہر کہ یہ سیاح ہر کالج اور مانند اسکے میں کہ جہان سرور اور محل
 خوشی کا ہوا اور کہا کہ وہ مکروہ ہوا واسطے مردوں کے بہر حال بسبب شاہدیت کے سنا
 سکن کے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب شامی کا اور ترجمہ اردو در مختار کا یعنی غایۃ الاوطار
 میں اسطرح پر تحقیق غنائین لکھا ہر قولہ ومقنیۃ ولو لنفسہا لحرمة رفع صوتہا
 یعنی مقبول نہیں ہر گواہی گانیدالی عورت کی اگرچہ اپنی دفع وحشت کیواسطے گاتی
 ہو اور لوگوں کو سنانا تو بسبب حرام ہونے عورت کے آواز بلند کرنے کے کذا فی
 فتاویٰ نے کہا اگرچہ حکمت کا شعر گاتی ہو اسواسطے کہ نہی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم عن الصوتین الا حقین المقنیۃ والنائمۃ دریافت کرنا چاہئے کہ لغنی
 یعنی گانا لہوا ورجع مال کیواسطے بالاتفاق حرام ہوا اور اسطرح نوہ گری خصوصاً
 جبکہ عورت سے ہو اسواسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا بلا خلاف حرام ہر کذا فی
 اور لائق ہر راگ میں مداومت کی قیید لگانا یعنی عورت ہمیشہ گایا کرتی ہو تاکہ قاضی
 کے نزدیک اوسکا گانا ظاہر ہو اور یہ مطلب نہیں کہ اگر عورت ہمیشہ گایا کرے تو

غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار

حرام نہیں ہو مخصصاً قولہ لا اخافش بان یرقصوا بہ الہ اور اسکی گواہی مقبول
 نہیں جو طنبور اور ہر ایک باجا ایسا بجاوے کہ جو قبیح اور محسوس ہو گو کہ نہیں چنانچہ
 طنبور اور مزامیر اور اگر محسوس ہو گو کہ نہیں چنانچہ اونٹوں کے تیز قدم کر کے واسطے
 آہنگ بلند کرنا اور ضرب قصب تو مانع شہادت نہیں مگر جبکہ آہن ببالہ اور زیادہ
 کرے اس طرح کہ اوپر لوگ رقص کریں تو مانع شہادت ہو کذا فی الخانیہ بسبب داخل ہونے
 اسکے کے حد کبار میں کذا فی البحر محیط میں بھی یہی تفصیل مذکور ہے جو خانہ سے
 ہو چکی سراج الدیاریہ سے ہے کہ ملاہی دو قسم ہیں ایک قسم حرام ہے وہ آلات مطربین
 بدون آگ کے یعنی طرب انگیز باجے چنانچہ مزار خواہ وہ خشب کی چوبیس ہو یا قصب کی
 کی چنانچہ شہابیہ یا طنبور بدلیل حدیث ابوامامہ کے کہ تحقیق حق تعالیٰ نے جمکو بھیج دیا
 عالم کی حرمت کیواسطے اور جمکو حکم کیا معارف اور مزامیر کے مٹانے کیواسطے اور دوسری
 قسم ملاہی کی مباح ہے وہ وہی نکاح میں اور نکاح کی مانند ہی ہر سرور عادت اور اسکی
 غیر میں دفن بھی مکروہ ہے اور اسکو فتح القدر میں بھی نقل کیا ہے بلا اعتراض کذا
 فی الخطاوی عن البحر حدیث مذکور مشکوٰۃ میں مسند امام احمد بن حنبل سے منقول ہے
 معارف آلات سرود اور قاموس میں ہے کہ معارف ملاہی مانند عود اور طنبور کے
 اور مزامیر جمع مزارا غنا اور حسن قصب یعنی نئے اور بانسری میں گاوین اور سکوندا
 اور مزارکتے ہیں امام نووی نے اسکی حرمت کی تصریح کی ہے فقہا کہتے ہیں کہ گانا آلات
 منظرہ سے حرام اور فقط آواز سے مکروہ ہے اور اجنبی عورت سے سخت تر کذا فی ترجمۃ مشکوٰۃ
 للشیخ عبد الحق و ہامی قولہ ومن یغنی للناس الہ یعنی اور اسکی گواہی مقبول نہیں
 جو راگ گاتا ہو لوگوں کیواسطے اسواسطے کہ وہ لوگوں کو کبیرہ گناہ پر جمع کرتا ہے چنانچہ

پہلے وغیرہ میں ہوا اور سعدی افندی کا کلام مغنی میں اجرت لینے کی قید لگانے کا سفیہ
 یعنی اس مغنی کی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں سے اجرت لیکر گیا ہو سو نازل کر اسکو ہم
 طحاوی نے کہا قید مذکور غلط ہے بلکہ فقہاء کا کلام مطلق ہے بلا قید اجرت قولہ
 واما المعنى لنفسه الم اور جو شخص کہ اپنی ذات کی واسطے گا وہ دفع و حشت کے لئے
 تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں جمہور فقہاء کے نزدیک کذا فی العنا یہ اور اسکو صحیح کہا ہے
 عینی وغیرہ نے عینی نے کہا اور اگر سرود میں وعظ اور حکمت ہو تو بالاتفاق جائز
 ہے ہم محل اباحت سرود وہ ہے کہ باجا نہوا اسکے ساتھ واسطے کہ بزازی نے مناقب
 میں اجماع نقل کیا ہے حرمت سرود پر جبکہ سرود بابے پر ہو چنانچہ عود اور نہایہ اور عفا
 میں ہے کہ ابو ولید کی واسطے کا المعصیت ہے جمیع ادیان میں اور بعض فقہاء نے جائز
 کیا ہے سرود کو نکاح میں جیسے دف بجانا اور میں جائز ہے اور بعض نے اسکو مباح کہنا
 مطلقاً نکاح اور غیر نکاح میں اور بعض نے اسکو مکروہ کہا ہے مطلقاً باجا ہو یا نہ نکاح
 ہو یا غیر نکاح انتی کلام العینی اور بحر الرائق میں ہوا و مذہب یہ ہے کہ سرود مطلقاً مکروہ
 ہے تو اختلاف علماء کا منقطع ہو گیا بلکہ ظاہر ہدایہ کا یہ ہے کہ سرود کبیرہ گناہ ہے اگرچہ
 اپنی ذات کی واسطے ہو اور ثابت رکھا ہے اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں ہم
 بحر الرائق میں ہے کہ شافعی نے تصریح نہیں کی کہ سرود میں مذہب کیا ہے اور نہایہ
 اور حنا یہ میں ہے کہ تغنی لمو کی واسطے معصیت ہے جمیع ادیان میں اور زیادات میں کہ
 کہا اگر اس چیز کو کہے جو معصیت ہے ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور
 منجملہ اسکے وہ وصیت ذکر کی جو مغنیوں اور رعایا کی واسطے ہو تو ثابت ہو گئی ہے
 مذہب کی گائیگی حرمت پر تو اختلاف منقطع ہو گیا انتی مافی البحر اور تو خود جانتا ہے

کہ جو صاحب بحر نے نصوص ذکر کیں وہ اطلاق حرمت کی مودید نہیں کیونکہ نہایت
 غنایہ کی عبارت مقید ہو چکی اور زیادات کی عبارت تقید شہرت کی مقید ہو اور شہرت
 او سوقت ہوگی جب لوگوں کے سامنے گاوسے وجہ افادہ شہرت یہہ ہو کہ وصیت منقہ
 ہوتی ہو متعارف کی طرف اور عرف میں مغنیہ یا معنی نہیں کہتے مگر اوسکو جو راگ گانے
 کے ساتھ معروف ہو اور شارح اطلاق حرمت تعنی میں مصنف کا تابع ہو اور
 صحیح قول وہ ہو جو فتاویٰ عالمگیری میں خزانہ المفتین سے منقول ہو کہ مقبول نہیں
 گواہی اوسکی جو لوگوں کے واسطے گا دے اور انکو سناوے اور اگر تعنی اپنی ذات
 کے سنانے کیواسطے ہوتا وحشت دفع کرے اپنی ذات سے بدون اسباب کہ دوسرے شخص
 سے تو اسکا مضائقہ نہیں اور عدالت اوسکی ساقط نہیں ہوتی قول صحیح میں نہیں
 کہ نافی الطیحاوی فتح تقدیر میں ہو کہ فقہانے تصریح کی ہو کہ لہو ولعب اور جمع مالکی
 واسطے تعنی کے حرام ہو بلا خلاف اگر تو کہے کہ صاحب ہدایہ کی تعلیل کہ مغنی لوگوں کو کبیرہ
 پر جمع کرنا یا اوسکے مقتضی ہو کہ تعنی مطلقاً حرام ہو اور حالانکہ ایسا نہیں ہو کیونکہ اگر اسطرح
 تعنی کرے کہ آپٹے اور غیر نہ سے تا اپنی ذات سے وحشت دفع کرے مکروہ نہیں اور بعض
 نے کہا کہ استفادہ نظم قوانی اور ضیح اللسان ہونے کیواسطے تعنی مکروہ نہیں اور
 بعض نے کہا ہو کہ اگر لوگوں کے سنانے کیواسطے نکاح اور ولیمہ میں تعنی کرے مکروہ نہیں
 تو جواب اسکا یہ ہے کہ اپنے سنانے اور دفع وحشت کیواسطے تعنی میں فقہا کا اختلاف
 ہو بعضوں نے کہا کہ مکروہ نہیں مکروہ وہ تعنی ہو جو علی سبیل الہو ہو تب دلیل روایت انس
 بن مالک کہ وہ اپنی بہائی برابر ابن مالک رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور وہ زہاد صحابہ
 میں تھے اور وہ تعنی کرتے تھے اور اسکی شمس الایمان بخیر نے لیا ہو اور بعضے مشائخ نے

تو مباح ہو اور نہیں تو غیر مباح ہو ایسا کہ پہرہ علمائے مذکر کیا ہو اور ہم باب الاذان میں مذکر
 کر چکے ہیں کہ تلحین بدون تغیر مقتضیات حروف کے نہیں ہوتی تو یہ تفصیل بھیجی ہے
 انتہی ما فی الفتح ملخصاً تبصرہ قولہ ولا تقبل شہادۃ من یسمع الغناء او یجلس
 مجلس الغناء تراد العینی او مجلس الفجور والشرب وان لم یسکر کان اغتسل
 بہ حر و ترکہ الاہم بالمعروف یسقط عدالتہ یعنی اور مقبول نہیں گواہی اور شخص
 کی جو راگ سنتا ہو یا راگ کی مجلس میں بیٹھا ہو یعنی نے اتنا زیادہ کہا یا فق و فوج یا فخر
 کی مجلس میں بیٹھا ہو اگرچہ وہ نشہ نہ پیتا ہو اس واسطے کہ اسکا محتاط ہونا اس کے ساتھ اس
 امر بالمعروف کا ترک کرنا اسکی عدالت کا سقط ہے ہم مجلس غنا میں بیٹھنا سقط عدالت
 کہ وہ راگ نہ سنے بلکہ ذکر الہی میں رہے اور اس طرح جو راگ سنے اگر راگ کی مجلس میں نہ
 بیٹھتا ہو کذا فی الخطاوی تمام ہوئی عبارت کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ و رخصت کی فقط
 اور اسی کتاب کے باب الافان میں لکھا ہو کہ ولا یحسن فیہ اسی تغیر کلمات فائدہ
 لا یجمل فعلہ و سماعہ کا التغنی بالقرآن یعنی اور اذان میں کن نہیں یعنی
 وہ راگنی جو اذان کے کلمات متغیر کر دے کہ اسکا کرنا اور سننا حلال نہیں جیسے قرآن
 کی تغنی کا فعل اور سماع حلال نہیں ہم کن یہ ہو کہ حروف کے ادائیں اور او کی حرکات
 اور سکناات میں کمی بیشی واقع ہو چنانچہ گانے میں ایسا ہوتا ہو اور صدائے اعرابی کو بھی
 کن بولتے ہیں قولہ و بلا تغیر حسن اور خوش آوازی بغیر متغیر کرنے کلمات اور ہر گناہ
 و سکناات کے خوب ہی اذان اور قرآن میں ہم یعنی تغنی بلا تغیر خوب ہے اس واسطے کہ حسن
 صوت مطلوب ہے اور تحسین صوت کو تغیر لازم نہیں کذا فی البحر انتہی اس غایۃ الاوطار
 اور عنایہ میں ہے کہ جاننا چاہیے کہ راگ جو واسطے لہو کے ہو وہ گناہ ہے تمام ادیان میں

اور کم از یادات عین کہ اگر وصیت کی کسی نے ساتھ ایسی چیز کے اور ایسے کام کر
 جو حدیث ہو جیسے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور اسکے منجملہ ذکر کیا ہے۔ کہ
 جو واسطے گائیو الوں مرد اور گائیو الیوں عورات کے ہو خصوصاً کہ بدو راگ عورت کو
 پس تحقیق کہ عورت کا صرف آواز بلند کرنا حرام ہے اور پر خصوصاً کہ ہو بلند کرنا آواز
 کا ساتھ راگ کے اور ایسی وجہ کہ صرف عورت کا آواز بلند کرنا حرام ہی تو اس مقام پر
 مفید کیا اسکو ساتھ لفظ للناس کے جیسا کہ مفید کیا ہے ساتھ اس لفظ راگ مرد
 یعنی یون نہ کہا کہ عورت راگ سناؤ مرد کو کیونکہ اپنے آپ کو بھی اگر سناوے اور
 بلند کرے تو بھی منع ہے بخلاف مرد کے کہ اسکا گانا اپنے سنانے کو اگر خلاف شروط
 مذکورہ فی الکتاب کے ہو تو منع ہے ورنہ مباح انتہی مافی العنا یہ ملخصاً مع زیادة والیضاح
 کتاب قاضیخان کے باب الاذان میں ہے ولا باس بالمطرب فی الاذان الخ یعنی
 کچھ مضائقہ نہیں ساتھ تطرب کے اذان میں اور تطرب خوش آوازی پر بغیر اسکے کہ کچھ
 تغیر ہو اس واسطے کہ تغیر ساتھ لحن کے اور مد اور مثل اسکے کے مکروہ ہے اور اس طرح سے حکم
 ہے قرأت قرآن مجید میں انتہی اور کتاب قاضیخان کے باب الشہادت فصل فہم
 لا یقبل شہادۃ لفسقہ میں ہے وان لعب شیئ من الملاحی الخ یعنی اگر لعب کرے
 کوئی شخص ساتھ کسی چیز کے آلات لہو سے اور مشغول کرے اسکو یہ فرائض سے مگر یہ
 کہ وہ کام لوگوں میں شیعہ اور براہی مثل مزامیر اور طنبور کے تو باطل نہیں کرتا عدالت کو
 اور صلاحیت کرنا ساتھ اپنی بی بی کے اور چابک سواری کرنا اور غیر اندازی کرنا باطل
 نہیں کرتا عدالت کو جب تک کہ مانع نہ ہو یہ فرائض سے اور اگر ہو لعب بالملاحی ایسی کہ مانع نہ ہو
 کے تو نہیں مگر یہ کہ لوگوں میں شیعہ ہی مثل مزامیر اور طنبور کے تو اسکا حکم ہی اس طرح ہے

اور اگر لوگوں میں شیخ نوشل حرای اور ضرب قصب کے تو نہیں باطل کرتا عدالت کو مگر کہ
قاضی ہو یعنی کہ رقص کرنے لگیں اور سپر تو اہل میں مذکور ہے کہ نہیں مقبول ہو گا اسی صاحب
خانا کی کہ جسکے پاس مجمع ہو کیونکہ آئین اعلان پر معصیت کا اور اس میں طرح وہ شخص جو شیخ
مجالس مجبور اور شرب میں اگرچہ شرب اور نشہ نہ کرے انتہی مافی کتاب قاضی خان اختیار
شرح مختار میں ہے کہ سننا آلات لوگوں کا گناہ ہے اور بیٹھنا اور کسی مجلس میں فسق ہو اور لڑتے
پانا ساتھ ایسے کفر ہے یہ حدیث نازل ہے ہنر کہ تشدید اور تغلیط کے اور اگر سنے اور کو
ناگاہ تو منع دہر ہے اور واجب ہے کہ کوشش کرے ورنہ میں مروی ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے داخل کی تھیں انگلیاں مبارک اپنی اپنے کانوں شریف میں تاکہ
یہ سنیں آواز شبانہ کی اور حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ نہیں ہے مضائقہ و مناجات کا
شادی میں نامشہور ہوا اور اعلان ہو کاح کا اور پوچھا گیا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ
سے کہ کیا مکروہ ہے و مناجات بغیر عرس کے کہ جو بیجا و سے عورت واسطے ہے کہ تو فرمایا کہ نہیں کہ
وہ حسین فحش ہو غنا اور راک سے تحقیق کہ میں اور کو مکروہ جاننا ہوں اور فرمایا
امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حق ایسے گناہ کہ جس سے سنا جاوے آواز مزامیر کا اور باجون
کا یہ ہے کہ میں گسوں اور میں اول لوگوں پر بغیر اجازت اونکی کے کیونکہ منع کرتا بری بات
سے فرض ہے سو اگر نہ جائز ہو گا داخل ہو نا بغیر اجازت کے تو البتہ منع ہو جاوے گے لوگ قائم
کرنے اس فرض کے سے اور اسی کتاب میں اسی قول کے آخرین ہے کہ معنی اور قول اور
نوحہ خوان جو مال شرط کر کے لیون وہ حرام ہے کیونکہ یہ اجبر لینا ہی معصیت ہے واللہ اعلم
ہو انتہی مافی اختیار شرح مختار اور فتاویٰ خیر یہ میں کتاب الکراہت والاستحسان میں
ہے کہ استفتا کیا گیا شہر و مشق سے سماع کا اور وجہ کاسماع میں کہ آیا کلام کیا ہے فقہار

تو

بہ

و کتابی خبریہ

رحمہ اللہ نے اس میں ایسا کہ پائی جاوے اور اسے رخصت اور اجازت یا کہ نہیں تو جواب دیا کہ
تصريح کی ہر قدامی تا تا خانہ میں نقل کر کے نصاب الاحتساب میں لفظ کہ آیا جائز
ہو رقص کرنا سماع میں جواب دیا کہ نہیں جائز ہو اور ذکر کیا ذخیرہ میں کہ یہ کبیرہ ہو اور
جسے کہ سماع رکھا ہو اسکو مشائخ میں سے توبہ لوگ وہ ہیں کہ جنکی حرکات مثل حرکات اہل
رعشہ کے ہیں یعنی بے اختیاری اور ذکر کیا ہر عیون میں کہ نہیں لایق ہو یہ مشائخ
اور معتادوں کے کیونکہ سماع مثل لوہے کے ہو اور یہی یہ مبائن اور مناسبتیں حال اہل کین
کے اور اگر رکھا جاوے کہ آیا جائز ہو سماع اونکو تو رکھا جاوے کہ اگر ہر سماع قرآن مجید اور
سوا عطا کا تو جائز بلکہ مستحب ہے اور اگر سماع راگ کا ہو تو حرام ہے کیونکہ راگ گانا اور سننا
حرام ہے اجماع اور اتفاق کیا ہے اس پر علماء نے اور نہایت کو پہونچا یا ہے اسکو اور جس نے
سماع جانا ہو اسکو مشائخ صوفیہ سے تو اسی کی واسطے ہو کہ ثالی ہو لوہے اور مزین ہو
ساتھ تقویٰ کے اور محتاج ہو طرف راگ کے مثل احتیاج مرین کے طرف دوا کے اور راگ
کی بہت شرطیں ہیں ایک یہ کہ اونہیں امر و بے ریش نہ ہو دوسرے یہ کہ وہ لوگ نہوں
جنس واحد سے کہ کوئی اونہیں فاسق اور اہل دنیا اور عورت نہ ہو تیسرے یہ کہ ہونیت
قوال کی اخلاص نہ لینا اجرت اور طعام کا چوتھے یہ کہ نہ جمع ہوں واسطے طعام اور
فتوح کے پانچویں یہ کہ نہ کھڑے ہوں مگر غلاب ہو کر چھپے یہ کہ نہ غلاب کریں و جبکہ
مکر راست اور سچ اور رکھا ہو بعض نے کہ جھوٹھ و جدیدین بڑے بکرے غیبت سے جواتے اتنے
برس ہو اور محال یہ کہ نہیں ہو رخصت باب سماع کی ہمارے زمانہ میں اس واسطے کہ حضرت
جنید رحمہ اللہ نے توبہ کی ہر سماع سے اپنے زمانہ میں اور اسی کتاب میں پہلے اس سے
ہو کہ ذکر کیا ہو حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے سیر الکبیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

کہ یہ حضرت گنجی اپنے بہائی براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس اور حال یہ کہ وہ گاریہ
 تشریف لایا اور اسے حضرت انس نے کہ تحقیق بدل ڈالے اللہ تعالیٰ واسطے تمہارے
 وہ چیز کہ بہتر ہو اس سے تو کہا او نہوں نے کہ کیا ڈرتے ہو تم اس سے کہ مروں میں اپنے
 بستر پر اور حال یہ کہ مارے ہیں بیٹے نناؤے مشرک جنگ میں اور بغیر اسکے کہ کوئی ہیرا
 اونہیں شریک ہو اہو مسلمانوں میں سے قولہ کہ وہ گاریہ تھے یہ ظاہر میں حجت اور
 دلیل ہوا و ن لوگوں کی کہ جو کہتے ہیں کہ نہیں ہے مضائقہ انسان کو کہ گاؤ اگر خود سنا
 ہوا اور نفس کو مانوس کرتا ہوا اور کر وہ جبکہ کہ سناوے اور مانوس کری دو سکر کو اور
 بعض کا قول ہے کہ مضائقہ نہیں اس کا عرس اور ولیمہ میں کیا نہیں دیکھا کہ مضائقہ
 نہیں ہے بچانے دفن کا عرس اور ولیمہ میں اگر چہ ہر اسمین ایک طرح کے لہو اور اس واسطے
 اسمین مضائقہ نہیں کہ بچانے میں اظہار اور اعلان ہر نکاح کا اور یہ مامور بہر حد
 شرع کا جیسے کہ فرمایا جناب علیہ و علی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اعلان کرو
 تم نکاح کا اگر چہ ساتھ دفن کے ہو اور اسے طرح ہو گانا اور اسی کتاب میں ہے منقول
 ذخیرہ سے کہ بعض کا قول ہے کہ نہیں ہے مضائقہ اس کا عید و بن میں فرومی ہے کہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف رکھتے تھے مگر میں روز عید کے
 اور ذہیز میں دو چہو کر یاں تھیں کہ گاریہ تھیں ساتھ دفن کے پس تشریف لائے
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور کہا اونسے کہ آیا تم گاریہ ہو خانہ رسالت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں پس فرمایا اپنے کہ چھوڑ دو انکو لے ابو بکر کہ تحقیق یہ بن عید
 کا ہی چیز کہ کیا محیط سے ایک تفصیل و وسر کہ غنا کے باب میں ہر حال و رکابہ ہر حکم خدا
 جدا ہر آگ میں اگر واسطے موقوف کرنے وحشت کے ہو تو حلال ہے اور اگر واسطے لہو و

ہو تو نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اگر راک ساتھ شعر کے ہو واسطے سیکھنے فصاحت اور نظم
 قوانی کے تو حلال ہے اور اگر واسطے لوگوں کو سکھانا ہو تو نہیں اور بعض نے تفصیل کی ہے ساتھ
 شادی و تہنیت کے آئین ظاہر حلال ہے والا حرام اور بعض نے تفسیر کی ہے باین قول کہ
 اگر داعیہ شیر ہو تو حلال ہے اور داعیہ شر ہو تو حرام اور شادی کیا ہے اسکو ساتھ یا نہ
 چاہیہ کہ اگر حاجت ہو اسکی تو حلال والا حرام اور تحقیق کہ تصنیف کی ہیں فقہاء
 اس میں تصنیفات بہت اور اسطرح اہل تصوف نے اور جمیع کی ہے عبارت آئین یہ کہ کتنا
 اسکو بعض لوگ نے کہ تحقیق سوال کیا گیا سماع کا جو کہ ساتھ ترانہ وغیرہ آلات مطرب
 کے ہو کہ آیا حلال ہے یا کہ حرام ہے اور تحقیق کہ حرام کہا ہے اسکو ایسے شخصوں نے کہ اون پر
 اعتراض نہیں ہو سکتا بسبب صدق اور راستی گفتار اونکی کے اور سبب کہا ہے اسکو
 ایسے شخصوں نے کہ اونکا انکار نہیں ہو سکتا بسبب قوی ہونے حال اونکو کے پس جس نے
 کہ پایا اپنے دل میں کچھ انوار معرفت سے تو چاہے کہ وہ مقدم ہو ورنہ رجوع کرنا ظن اور
 چیز کے کہ منع کیا ہے شرع اظہار نے اس سے اسلم اور احکم ہے واللہ اعلم سوال کیا گیا
 شہر مشق سے شیخ ابراہیم صاوی سے اس صورت کا کہ جو کچھ کہ عادت پکڑی ہے سادات فقہ
 نے حلقہ ذکر کے اور جبر کرنا اسکا مساجد میں ایسی جماعت سے کہ میراث لی ہے اسکی اپنے
 باپ اور داد و سون اور پڑپتے ہیں قصائد صوفیہ کے جو صادر ہیں ارباب عارف
 آئینہ مثل قصیدہ قادریہ اور سعدیہ اور شاعریہ وغیرہم ایسوں کے کہ مسلم اور قبول کہا
 ہے اونکو فقہار ملت محمدیہ کے نے اور کہتے ہیں وہ ارباب حلقہ اور اہل ذکر کے یا شیخ
 عبد القادر یا شیخ احمد یا رفیع شہنا اللہ اور مثل اسکے اور حاصل ہوتا ہے
 اونکو در بیان ذکر کے وجہ تعلیم اور حال وہ کہ بیٹے اور اوٹتے ہیں پس بلند کرتے ہیں

اپنی آواز ساتھ ذکر کے اور نہیں خالی ہوتا ہی یہ جلسہ حاضر ہونے عوام الناس کے
 حاصل ہوتا ہی اور ایک کن اور آتے ہیں وہ حلقہ ذکر میں ساتھ نیت صا کھ اور غرت
 واضح کے اور وہاں کوئی ایسا شخص ہے کہ اعتراف کرنا ہی اس پر اور کتابی کہ لفظ شہی
 کافر ہے اور قائل ہلاک ہوئی والا ہی اور اسید طرح اشعار خوانی اور بلند کرنا آواز کا
 اور رقص کرنا کہ ان سب کو شمار کرنا ہی نہایت نقصان ہے اور کتابی کہ تمام اس قسم سے جو
 کیا جاتا ہی جائز نہیں ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور مالک رحمہم اللہ میں
 اور وہ شخص منکر ہے کرامات اولیاء کا بعد وفات اولیاء کے اور پر کتابی اسکے کہ شیوہ
 کو نہایت برا ساتھ کلمات ناسنا سب کے پس آیا یہ اعتراف ہوا فی بین حکم شرعی کے اور
 سطاویں میں ساتھ اسکے کہ چاہتی ہی اس کو شان مرغی جو ایسا تہ نقل صحیح کے ہو علماء
 ذوی الالباب سے اور انکو اجزا اور ثواب ہوگا پروردگار رب الارباب سے چو اب دیا کہ اللہ
 وحده اللہ یأمن لا ہادی لنا سواک انطقنا بعمادہ رضاک جان پہلے تحقیق
 قواعد مشورہ کہ جو کتب ائمہ مقررہ میں مذکور ہیں یہ ہے کہ اعتبار امور کا انکے مقاصد ہی
 اور ایک چیز موصوف ہو سکتی ہی ساتھ علی اور حرمت و ونون کے باعتبار موصوف کے اور
 یہ موقوف ہی اس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اس کو صحیحین میں کہ اغالاحمال بالنیات
 اور مدار اکثر احکام اسلام کا اس پر ہے جیسے کہ نص کی ہی اس پر علماء رحمہم اللہ نے پر جبکہ مقرر
 ہوا تیرے نزدیک یہ اور جان لیا تیرے اس کو تو جان بعد اسکے کہ تحقیق ولی خدا شیخ علامہ
 امام بر اللہ شامیہ شیخ جلال الدین محلی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی شرح جمع البواہع میں قولہ
 کہ اور جانتا ہی کہ تحقیق طریقہ شیخ ابو القاسم حضرت جنید سید الصوفیہ کا از رو علم اور
 عمل کے اور صحبت انکی یہ ایک طریقہ ہی مقوم کیو کہ خالی ہی بدعت سے اور دائر ہی اس پر

اور تفویض اور بیزاری کے نفس اور انہیں کچھ کلام سے جو کہ طریق طرف خدا کے بندہ بخلاف
 پر مگر اوپر پیری کر نوالون آنا جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور
 کہا کہ دیکھا میں نے خواب میں کہ میں کلام کر رہا ہوں لوگوں پر یعنی وعظ کہہ رہا ہوں پس کھڑا
 ہوا ایک فرشتہ اور پوچھا کہ کونسی چیز نزدیک تر ہے اسکے کہ تقرب چاہیں ساتھ اس کے نظر
 چاہنے والے طرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تو میں نے کہا کہ وہ عمل خفی ہے جو میں ان میں فی ہویں
 اوس نے بیٹھ پیری اور وہ کہتا تھا کہ کلام موفق ہے قسم خدا کی اور تین ہزار التقات طرف اول
 جا ہلان صوفیہ کے کہ جو طعن کرتے ہیں اوپر ساتھ زندہ کے نزدیک خلیفہ سلطان کے یہاں
 کہ حکم کیا اس نے انکی گردنیں مار نکالا سو پکڑا او کو مگر چنید کہ یہ لباس پوش ہیں فقہ کے اور
 فتویٰ دیتے تھے اوپر مذہب ابو ثور رحمہ اللہ اوستا اپنے کے اور بچایا ان کے واسطے
 نفع سو بڑھ کر آئے پہلے میں شیخ ابوالحسن الثوری نزدیک جلاو کے پس کہا جلاو کہ تم کہیں
 بڑھ کر پہلے آئے پس کہا اونہوں نے کہ میں ایسا کر رہا ہوں اپنے دوستوں پر حیات ایک
 ساعت کی سو وہ رہ گیا اور پہونچی یہ خبر خلیفہ کو تو پہیرا اور پہونچایا اون سب کو طرف خفی
 کے پس پوچھے حضرت ثوری سے مسائل فقہیہ کے پس جواب دیا اونہوں نے او کا پہر کہا کہ
 تحقیق خداوند کریم کے ایسے بندے ہیں کہ اگر کمرے ہوں تو کمرے ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ
 کے اور اگر کلام کریں تو کلام کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے آخر کلام تھا پس رسول قاضی
 اور پہونچایا اسکا قول خلیفہ کو کہ یہ لوگ اگر زندقہ میں تھے تو تمام روز میں
 پر کوئی شخص مسلمان نہ پایا جاوے گا سو چوڑو یا خلیفہ نے اون سب کو رحمہم اللہ و نعمنا
 ہم بعد اسکے مقتول ہوئے صوفیہ سے حسین جلال سن تین سو نو میں زمانہ خلافت خلیفہ
 مذکور میں کہ وہ ابوالفضل جعفر مقتدر باللہ ہوا اور شیخ مناوی نے شرح جامع صغیر میں

اس قول کی شرح میں کہا کہ فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص دوست رکھے کسی
 قوم کو تو حشر اور معوش کرے گا اور سکو اللہ تعالیٰ ساتھ دے اور ان کے کہا ہے کہ جو کوئی دوست رکھے
 اولیاء رحمن کو پس وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگا اور جو کوئی کہ دوست رکھے گروہ شیطان
 کو تو وہ ان کے ساتھ آگ اور نیران میں ہوگا اور اسمین اشارہ عظیم ہے اپنے شخص کو
 جو دوست رکھتے ہیں صوفیہ کو یا مشابہت کرتے ہیں ساتھ ان کے اور یہ کہ وہ ہوگا بسبب
 ان کے سے کام کر نیکی جرات میں اور جو کہ مشابہت کرتا ہو ساتھ ان کے تو ہجر اسکے نہیں
 کہ کرتا ہو یہ سبب دوست رکھنے اسکے اور نکو اور محبت اس کی اور نہ بیچ بکر بیعت آگاہ
 ہونے روح اس کی کے اوس چیز سے کہ آگاہ ہو اوس روح ان کی اس واسطے کہ محبت خدا تعالیٰ
 کی محبت امر اوس کے کی اور محبت اوس چیز کی ہو کہ نزدیک کرے طرف خدا کے اور جس کے قرب
 حاصل کیا ہو تو اوسے بجز پیر روح کے کیا ہو لیکن مشابہت کر نیوالا باز رہا ہو بسبب طلبت
 نفس کے اور صوفیہ نے خالص کیا ہے اس کو اسکو انتہی اور حقیقت اوس چیز کی کہ جو صوفیہ
 ہیں اسکا کوئی منکر نہیں مگر ہر شخص جاہل غنی اور ہم پھر رجوع کرتے ہیں طرف حل سوال کے
 کہ لیکن حلقہ سے ذکر اور ہجر کرنا اور غنیمت اور فضا نہ خوانی پس تحقیق آیا ہو حدیث میں جو
 مقتضی ہو طلب جہر کا مثل اس حدیث کے کہ جو روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ وان ذکر فی فہلہء ذکر تہ فی فہلہء خیر منہ یعنی
 حدیث قدسی ہے کہ فرمایا حق تعالیٰ نے کہ بندہ میرا اگر یاد کرتا ہو میری مجالس محافل میں بڑا
 تو میں اوسکی یاد کرتا ہوں ایسی بڑا اور بڑا اعلیٰ میں کہ جو بہتر ہو اوس اور رتبات
 کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اسکو مثل اسکے ساتھ اسناد صحیح کے اور زیادہ کیا ہے اسکے
 آخر میں کہ کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ جناب الہی تعالیٰ میں سرعت بہت ہے اور ذکر

کرنا بر ملا نہیں ہوتا مگر جبر سے اور اس طرح حلقہ ذکر کے اور طواف کرنا ملائکہ کا اونپر اور
 جو وارد ہوئی ہیں احادیث سوسب سب کے نہیں کہ ذکر جہنم میں ہیں اور اس مقام
 میں احادیث طلب اخفائین ہیں اور جمع کرنا ان دونوں میں یوں ہو کہ یہ مختلف
 ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے جیسے کہ جمع کرنا درمیان احادیث طالب قرار
 جہر اور طالب اخفا قرار کے اس طرح ہو اور معارض نہیں ہو اسکے یہ حدیث کہ
 خیر الذکر الخفی کیونکہ یہ وہاں ہے جہان خوف ریا اور شائش کا یا انداز نماز یوں
 کا یا تکلیف سونیوالوں کا ہو اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ جہر افضل ہے جہان کہ خالی
 ریا وغیرہ مذکور ہے کیونکہ ہمیں عمل زیادہ ہو اور اس کا فائدہ متعدد ہے ہر طرف سے واللہ
 کے اور وہ بیدار کرنا ہی دل ذکر کرنا لیکو تسبیح ہوتی ہے ہمت طرف فکر کے اور مصروف ہونا
 ہر سمع اور کان اور سکا طرف اور اسکے اور جاتی ہے خواب اور زیادہ ہوتی ہے نشاط اور
 یہ قول حق سبحانہ و تعالیٰ کا کہ واذکر ربک فی نفسك اس کے جواب دیا گیا ہے کہ یہ
 آیہ لکھی ہے مثل آیہ ایلار کے ولا یفہم بصلواتک ولا یخاف ہما کہ نازل ہوئی ہے اس
 کہ نہ سنیں اور سکو مشرک اور مذکالیان دین اور نہ برا کہیں قرآن مجید کو اور اسکے
 نازل کر نیوالے کو پس حکم کیا اسکا واسطے بند کرنے ذریعہ کے جیسے کہ منع کیا گالی میں
 اصنام کو بسبب اسکے اور یہ موقع اور علت باقی رہی کہ نہیں ہیں اور بعض استاذ
 مالک اور ابن جبریر وغیرہ نے حل کیا ہے آیہ کو اوپر ذکر ایسے کے کہ جو حالت قرار تفر
 مجید میں ہو بسبب تعظیم اسکی کے دلیل اسکی متصل ہونا ہو ساتھ آیہ فاذا قرأت
 القرآن الخ ہو اور کہا سادات صوفیہ نے کہ امر آیتین خاص ہے جناب نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ و اہلبہ وسلم کو اور سوا آپ کے جو کہ عمل و سوا اس اور خواطر وہ کے ہیں وہ مامو

ہیں ساتھ جہر کے کیونکہ جہر کے دفع کرنے میں قوت رکھتا ہو تو یہ اسکی حدیث بزار ہی کہ جو
 کوئی نماز پڑھے جو تم میں سے رات کو تو چاہی کہ جہر کرے اور زور سے پڑھے قرأت کو پس تحقیق کہ نماز
 نماز پڑھتے ہیں اسکی نماز پڑھتے ہیں پڑھنا اور سکا اور تحقیق کہ مومنین جن جو ہوتے ہیں
 ہوا میں اور ہمایہ اسکے گھر میں نماز پڑھتے ہیں اسکی نماز پڑھتے ہیں اور ہما گئے
 ہیں بسبب زور سے پڑھنے کے اسکے گھر سے اور ازل گھر کو اسکے ہیں فناء جن اور
 مرد و شیطان اور تفسیر عند الکی جو معنی تجاؤں کے ہو آید لایحب المحدثین میں ساتھ جہر
 دعا کے مرد و ہر اس طرح کہ راجح اسکی تفسیر میں تجاؤں کرنا ہی مامور ہے یا انشراح کرنا ایسی باتوں
 کہ جبکی اہل شرع میں نہیں ہو اور توفیق اور تطبیق کرنا درمیان جہر اور اسطر کے ساتھ مثل
 اسکے کہ جو مقرر ہو واجب ہو سوال اگر کہ تو کہ تصریح کی ہو فتاویٰ خانہ میں یہ کہ بلند
 کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے حرام ہے بسبب فرمانے جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شخص کو کہ
 بلند کی تھی اس نے آواز اپنی ساتھ ذکر کے جیسے کہ تو نہیں پکارتا ہر سے کو اور نہ غائب کا تو
 بسبب فرمانے کے کہ بہترین ذکر کا خفی ہو کیونکہ یہ دوہری ریاست اور نزدیک ہر طرف منہ
 اور حضور کے چو اچھا دیا ہی کہ یہ محمول ہو اور پھر فاش اور ضرر کے بزاز یہ میں فتاویٰ
 نقل کیا ہی کہ ذکر کرنا ساتھ جہر کے مسجد میں منع نہ کیا جاوے بسبب بچنے کے دخول اس قبل
 آئی تھا کہ ومن اعظم من منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ اور منع کرنا حضرت
 ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یعنی مکا لئلا مسجد سے اس جماعت کو کہ جن کو تلبیل کرتے ہوئے اور
 درود شریف پڑھتے ہوئے ہنسا تہا زور اور جہر سے خود خلافت ہی تمہارے قول کا کہا کہ
 کتا ہوں میں کہ خارج کرنا مسجد سے اگر انکی طرف منسوب حقیقتہً تو جائز ہو کہ ہر سبب اعتقاد
 انکے کے اسکو عبادت بسبب تعلیم لوگوں کے کہ یہ بدعت ہو اور فعل جائز میں ہو سکتا ہی کہ وہ

نایاب نہ ہو بسبب کسی غرض کے کہ جو لاحق ہوا وہ تو اس سطح غیر جائز میں ہو سکتا ہے
 کہ تیسرے جائز بسبب کسی غرض کے جیسے کہ ترک کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے افضل کو واسطے تعلیم جواز کے پر کمالہ جو مروی ہے صحیح میں کہ
 فرمایا جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز بلند کرنا والوں کو ساتھ تکبیر کے یہ کہ سہو
 کہ وہ اپنے نفس پر کہو نہ کہ تم نہیں پکارتے ہو ہرے کو اور نہ غائب کو تو یہ معمول ہے کہ
 کہ وہ ان ہوگی آواز بلند کرنے میں کچھ صلیحت اس واسطے کہ مروی ہے کہ آپ غزائیں
 اور شاید کہ بلند کرنا آواز کا باعث ہوتا کسی بلا کا اور جنگ ایک طرح قریب ہے کہ
 الحرب خدعۃ اور بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے سو جائز ہے اہل لغت اور سلفین
 علماء کو کلام عربیہ کہ جسکو مجملہ کرے اور بنظر اسکے کہ جو گذرا ہے شروع جواب میں اس
 سوال کے محقق ہوا وہ جو صواب ہے تو اسی پر کفایت کرتے ہیں واللہ الموفق اور بڑے ہنر
 اشعار کا مسجد میں سو کتاب و لائل الامجاد شیخ عبدالغفار حسنی اشعری میں جو وہ جو کافی
 ہوا اور اگرچہ کچھ نہ ہو جو حدیث کعب اور قصیدہ اونکے کے کہ جو مشہور ہے اور اشارہ کرتا
 جناب آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا طرف مخلوق کے یہ کہ سنو اور توجہ
 جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہوتے تھے ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بجائے مادہ کہ
 کہ گروا کرو آپ کے حلقہ حلقہ بیٹھے تھے سو آپ نظر فرماتے تھے کبھی اگلی طرف اور کبھی اگلی
 طرف اور اخبار شاہد کے بہت ہیں اور آثار اس سے مستفیض ہیں اور یہ قول علماء
 کا کہ شعر ایک کلام ہے کہ حسن اور سکا حسن ہے اور قبیح اور سکا قبیح پس جو کہ جائز ہے نہ
 میں وہ جائز ہے حکم میں ہی اور یہ قول کہ یا شیخ عبدالقادر شیبہ اللہ تو یہ نہ
 اور مضاف ہے اسکی طرف شیبہ اللہ اور یہ طلب کرنا شیبہ کا جو جو ہر اکرام الہی تعالیٰ کے

سوا اسکے حرام ہونے کا کیا موجب ہے اور اس پر سفر و رہونا نہیں چاہیے کہ جو قید الشرائع اور
 نظم الفوائد میں ہے کہ جو کوئی کہے شینا لٹ تو بعض نے کفر کہا ہے الخ اس واسطے کہ اسکی کوئی
 وجہ نہیں ہے اور یہ کیونکر ہو یا جو داس قول کے کہ نہیں خارج کرتا مومن کو ایمان سے
 مگر انکار اوس چیز کا کہ جو داخل کرتی ہے اوسکو ایمان میں اور یہ قول کہ کفر ایک شے
 عظیم ہے پس منسوب بکفر نہ کیا جاوے مسلمان جبکہ اختلاف ہوا اس میں اگرچہ ساتھ روایت ضعیفہ
 کے ہو اور معاذ اللہ کہ اس لفظ یعنی شے لٹ سے کفر یا ایمان کا اور حالانکہ کہا ہے شارع
 اوسکے نے کہ چاہے کہ ترجیح دیا وے اس میں عدم کفر کو اور وجہ بیان کرنا کفر کی اس طرح
 پر کہ یہ طلب کرنا شے کا ہے واسطے اللہ کے اور وہ بقائے شانہ غنی اور بے پرواہی ہے
 سے اور سب محتاج ہیں طرف اوسکے تو یہ ایسا بات ہے کہ کسی ایک کے دل میں خلش
 نہ کرے اس واسطے کہ ذکر جناب ہر رب تعالیٰ بسبب تعظیم کے ہے جیسے کہ اس آیت میں کہ فان للہ
 الخمسة اور مانند اسکے بہت ہیں اور لیکن رقص کرنا سو آئین فقہاء کو کلام ہے بعض نے
 منع کیا ہے اور بعض نہیں منع کرتے جبکہ یہ پالی جاوے لذت شہو و کی اور غالب ہو اور
 وجد اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ واقعہ حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
 کے کہ جب فرمایا انکو جناب علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے کہ تم مشاہدہ اور مانند
 میر خالق اور خلق کے اور دوسرے لفظ میں ہے کہ جعفر شبیہ تہجد کو نکھاسا ساتھ میر
 از روے خلقت اور خلق کے سوچے یہ یعنی جعفر ایک یا ونپر اور ایک روایت میں ہے
 کہ رقص کیا انہوں نے بسبب لذت پانے کے اس خطاب سے اور نہیں انکار کیا انہر
 جناب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکے رقص کا تو یہ قصہ اصل اور دلیل
 نہیں ہے جو از رقص صوفیہ کرام کا جبکہ پاتے ہیں لذت مواجہہ سے مجالس ذکر اور سماع میں

اور فتاویٰ تمار خانی میں یہ وہ بظلمات کرتا ہی اور پر جواز اس کے واسطے مغلوب
ایسی کی کہ اس کے حرکات مثل صاحبِ رعشہ کے ہوں اور اسی کے ساتھ فتویٰ دیا
بلقینی اور ربان الدین ابناسی نے اور مثل اس کے جواب دیا جو بعض ائمہ حنفیہ اور
مالکیہ نے اور یہ سب جب ہی کہ خالص ہوئیت اور ہوں صادق و بدین اور مغلوب
ہوں قیام اور حرکت میں اور شے واحد موصوف ہوتی ہی کہی ساتھ حلال ہونیکے
اور کہی ساتھ حرام ہونیکے ساتھ اختلافِ نیت اور مرام کے اور ساتھ تقریر کرنے تمام
اس کے کہ جو کہا ہی دراز ہوتا ہی کلام اور لیکن انکار کرنا کلمات اولیا کرام کا مطلق پس
جواب اس کا وہی ہی جو کہا ہی لقانی نے ہدایت المریدین کہ جو کوئی کہ تکذیب کرے کلمات
اولیا کی تو اس کے ساتھ بحث نہیں ہی اس واسطے کہ وہ جو ٹاٹھیراتا ہی ایسی چیز کو کہ ثابت
کیا ہی اس کو سنت نے انتہی اور سند کلمات اولیا کا کتابوں میں مشہور اور مستور ہے
اور مقرر اور مذکور ہی اور اس قدر میں کفایت ہی دل لگانوالے کو یا کان لگانوالے
حاضر کو چہر دیکھائے بعد ایک مدت کے یہ فتویٰ دینے سے ایک سوال کو جو پوچھا گیا
تھا طرن شیخ ابو الفتح محمد بن محمد بن عبد السلام مالکی دمشق کے رہنے والے اور ربان کے
شیخ الاسلام تو اس میں ایسا کلام ہی کہ نہایت مقصود اور مرام ہی سو بیٹے چاڈ کرنا اور سکا
بیان اور صورت اس کی یہ ہی استفسار کیا ہی قول ساداتِ علماء ائمہ بدیہی۔ اور
مصباح الدجی۔ اید اللہ تعالیٰ ہم الدین وقع ہم اجمالیہ والفسدین۔ و نفع لعالمین
کا۔ حق ایسے شخص میں کہ اپنے آپ کو گمان کرتا ہی حنفی المذہب ہو نیکاً حاضر ہوا وہ مجلسِ حاکم
شرعی میں اور دعویٰ کیا ایک جماعت صوفیہ پر کہ یہ ذکر کرتے ہیں خدا کا کٹرے ہوئے
اور رقص و رننا کرتے ہیں اور کہا کہ یہ حرام ہی مینے فتویٰ دیا اس کی حرمت کا اور چاہا حاکم

مشار الیہ سے منع کرنا اور نکاح اس سے پس جواب دیا جماعت مذکور نے کہ ہم لوگ جماعت صوفیہ
 کرام سے ہیں اور یہہ اونکے نزدیک جائز ہی تو طلب کیا حاکم سوچی الیہ نے اسپر فتویٰ کسی
 ایک کاسادات شافعیہ سے پس حاضر کیا اوسکی مجلس میں ایک شخص شافعی عالم مفتی کو
 اوس نے خبر کیا حاکم کو ساتھ جواز اسکے کہ مذہب شافعی میں اور کہا کہ مستثنیٰ ہے اس سے
 وہ رقص کہ جو مشابہ ہر حرکات مخنثین کے تو وہ حرام ہی اور شعر خوانی جو شامل ہوتنزیہ
 اور تقدیس رب تعالیٰ پر اور مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر اور غیب
 جنت اور تنجولین نار پر اور اسپر کہ حاصل ہوا اوس سکشوق اور مطلوب شرعی تو یہہ
 جائز ہی پس جواب دیا اوش شخص مذکور منکر نے یہہ کہ جو یہہ مذکور کیا تم نے باطل ہی اور
 کافر ہو گئے تم اس فتویٰ سے اور طلاق ہو گئی زوجہ تمہاری پس آیا یہہ جو کہا اس منکر
 نے صحیح ہی یا باطل اور آیا وہ مصیب ہو اپنے انکار میں یا مخطیٰ اور کیا مترتب ہوتا ہی اور
 اوسکے کافر کہنے میں اس شخص مفتی شافعی کو احکام شرعیہ میں اور آیا وہ اپنے اس کہنے اور
 انکار سے قانع ہو بہت سے ائمہ دین میں مثل شافعی اور مالک کے اور مثل انکے کے اور
 آیا یہ وہ طعن کرنیوالا سلف صالح کا اور تکفیر کرنیوالا کمال اور کجا جو قائل ہیں اسکے جواز کے
 مستند ہیں اور متاخرین سے فقہاء اور صوفیہ وغیرہم سے اور آیا یہ واسطے اولی الامر
 اور حاکم اور علماء رحمہم اللہ اور صلحا کے مناقشہ کرنا اوس منکر کا اوسکے قول اور تفویہ پر
 کہ کافر ٹھہرایا اوس نے ایک شخص عالم کو اور طلاق بتلائی اوسکی بی بی کو اور ثواب پاد
 اسپر ثواب جنرل جواب احمد اللہ تو فیقا للصواب جہہ جو صادر ہوا ہی اس منکر مذکور وغیرہ
 سے حرام ٹھہرانے مباح اور تکفیر اہل علم اور صلح سے تو امر اور قول پر شیع کہ نہ صادر ہوا
 کسی عاقل سے اور کہنے میں اوسے کسی فاضل سے بسبب خارج ہونے اسکے کے قواعد علیہ سے

اور نہ ضبط کرنے اسکے کے ضوابط فقہیہ کو کیونکہ شرط ہی انکار منکر میں بچانا نہ سبب منکر
 علیہ کا کہ شاید فعل ہو جائز اور میں تو ہو گا انکار اور وقت بُرا اور جاری نہیں انکار فروع
 اعتکاف میں باوجود اتحاد مذہب میں کے فروع فقہ اور وصال کے اور معرفت تمام کے تمام
 حکم شرعی کے اس جزئیہ میں اور وہ جو مندرج ہوا اسکے نیچے قاعدہ کلیہ سے تاکہ ہو منکر بصیرۃ
 پر اور منکر علیہ وجوب امثال میں وتیرہ پرفراہی تعالیٰ نزل خدا سبیل احوالی اللہ
 علی الصیۃ انا ومن اتبعنی اور فرمایا ولا تقف ما لیس لك به علم الا یہ سوا قدم
 نکرے نکرے مگر عالم تحریر وسیع الروایت اور اطلاع عارف ساتھ خلافت اور مراتب اجماع
 کے خصوصاً سلسلہ سماع میں کیونکہ یہ ہر ایک امر ہی اور اس میں مضطرب ہیں اقوال سلف
 اور خلف کے یہاں تک کہ شمار کیا ہو اسکو بعض علمائے اوان مسائل سے کہ ابھی تک صاف
 نہیں ہوئے باوجود کثرت اور تکرار بحث کے اور بہت علمائے محکمے ہیں طرف عدم ترجیح کے اور
 سئل کیا ہو طرف توقف کے بغیر تقویت اور ترجیح کے سو کیونکر قطع کیا وے حرمت اور کیونکر
 کافر کہا جاوے قائل باجواز والا باحت کو بلکہ کافر وہ ہو کہ کافر کے ایسے کو کیونکہ جو کافر کے
 مسلمان کو سو کافر ہو جیسے کہ وارد ہوا ہو اثر میں کہ جو کوئی حرام کے حلال کو پس تحقیق کہ
 واقع ہو منلال میں اور مستوجب ہو اعتقوبت اور نکال کا اس واسطے کہ قدر مذکور میں
 سماع سے ایسی چیز نہیں ہے کہ حرام ہو ساتھ نص کے اور اجماع کے اور تحقیق کہ کہا ہو ساتھ
 جواز سماع کے صحابہ اور تابعین سے خلیف کثیر اور جم غفیر نے کہا اقصی القضاۃ ما وروی
 رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہو اہل علم کا غنا اور راگ میں بعض نے مباح کہا ہو اور بعض
 منع کیا ہو اور امام شافعی اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے مکروہ کہا ہو قول
 صحیح ترین جو منقول ہو اسے آہ اور کہا ہو صاحب کتاب تہذیب الاسماع فی احکام السماع

میں کہ نہیں وارد ہوئی امام ابو حنیفہ سے غنا میں نص صریح اور بجز اسکے نہیں کہ تنبیاط
 کیا ہی بعض اصحاب ان کے نے قول منع کو مفہوم ان کے کلام سے اس قول میں کہ نہ حاضر ہو
 ولیمہ میں کہ وہاں لہو ہوا انتہی اور نقل کیا ہی صاحب نہایہ نے شرح بدایہ میں حنفیہ و اجابت
 غنا کو جسکے تغنی اس واسطے ہو کہ استفادہ کرے اس نظم قوافی کو اور ہو فصیح زبان کہتا
 کہ کہا بعض نے اگر ہو غنا واسطے دفع کرنے وحشت کے نفس سے کہ تو لا باس بہ ہی کہ اسکو واخذ
 کیا ہی شمس الاممہ سرخسی نے اور استدلال کیا ہی اسپر کہ انس بن مالک تغنی کرتے تھے اپنے گہر
 اور یہ بطور لہو کے نتھا پتر کہا کہ جو کوئی کہ قائل بکراست مطلقہ ہو تو محمول کرتا ہی قصہ انس کو
 شعر خوانی مباح پیرا ورجزم اور یقین کیا ہی صاحب بدائع نے حنفیہ سے ساتھ اسکے کہ جو ذکر کیا
 شمس الاممہ نے اور تعلیل اور دلیل کی ہی اس طرح کہ سماع رقیق اور نرم کر تا ہی دلکوا اور یہی ہے
 ظاہر کلام صاحب وغیرہ کا حنفیہ سے اور کیا ہی ایک طائفہ شافعیہ اور مالکیہ سے طرف فرق کے
 درمیان قلیل اور کثیر کے سوا نیز رکھا ہی قلیل کو اور منع کیا ہی کثیر کو جیسے کہ نقل کیا ہی اسکو
 رافعی وغیرہ نے اور کیا ہی ایک طائفہ طرف فرق کے درمیان مرد اور عورت کے پس برزم کیا
 حرمت کا عورت اجنبی سے اور بھاری کیا ہی اختلاف کو اسکے ماسوی میں اور لیکن سماع
 اسادات صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا سنو وہ یک سو ہی اس خلاف سے بلکہ مرفوع ہی درجہ اجابت
 طرف مرتبہ مستحب کے جیسے کہ تصریح کی ہی اسکی غیر واحد نے محققین سے سوال کیا گیا شیخ غوث الد
 بن عبد السلام سے اس سماع کا جو کرتے ہیں اس نہ میں مجالس ذکر میں جواب دیا اس
 صورت پر کہ سماع ایسی چیز کا کہ جو محرک ہو احوال عمدہ یا وکرا نیوالے آخرت کا مندوب اور
 کہا قواعد کبریٰ میں کہ نزدیکی سماع کے جو شخص کہ اسکو ہو اسباح ہو مثل عشق اپنی زوجہ
 و ہجو کبریٰ کے تو سماع اسکا مضائقہ نہیں ہی اور جبکہ کو کہ ہوا محرم ہو تو سماع اسکا بھی

حرام ہو اور جو شخص کہے میں اپنے نفس میں کچھ نہیں پاتا اقسام نہ اسے توسع اور سکھو
 جو اسکے حق میں حقیقتہً حرام نہیں انتہی اپنی جو کوئی کہ یقین کرے تحریم اور تکفیر کا ثورہ
 خطا کا رہو اپنے قول میں اور واقع ہوا کفر اور ضلال میں اور سخت ہو عقوبت اور نکال کا
 سوال کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عہمت اور توفیق کا اور ہدایت کا طرف قوم طریق کے
 آمین انتہی تمام ہوئی عبارت فتاویٰ جزئیہ کی کتاب در مختار میں حلال جاننے والے
 رقص کے باب میں باب المترین لکھا ہے ومن یستقل الرقص قالوا بکفرہ۔ ولا یسا بالذ
 بلہودیز مر یعنی حلال جاننے والے رقص کو کافر کہا خصوصاً کہ اوہین دن اور مزایہ
 ہولہ سے شامی محشی نے کہا کہ مراد رقص سے یہ ہے کہ میل کرے اور بچا اور بچا بیہ ساتھ
 حرکات موزون کے جیسے کہ بعض متعوفہ کرتے ہیں اور نقل کیا ہے بزاز یہ میں قرطبی
 اجماع اماموں کا حرام ہونے ایسے غنا اور بجانے قسیب اور رقص پر اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ
 شیخ الاسلام جلال الدین کرمانی کا کہ حلال جاننے والا ایسے رقص کا کافر ہے اور نور الدین
 میں تمہید نقل کیا ہے کہ وہ فاسق ہو کافر نہیں ہے چہر کہا کہ ایسی تحقیق کہ جس سے نزاع قطع ہو
 معاملہ سماع اور رقص میں تفصیل چاہتا ہے جو عوارف اور احیاء میں مذکور ہو اور خلاف
 جواب علامہ ابن کمال باشا کا یہ ہے شعر

وما فی التواجد ان حقت فی حرج	ولا التأمل ان احلصت من باس
فقتت تسعی علی رجل وحق لمن	دعاہ ہو لا کہ ان یسعی علی الراس

کہ خدمت ہو اوہ میں کہ جو مذکور ہو ہو او ضاع سے وقت اذکار اور سماع کی واسطے ایسے عزائم
 کے کہ جو صرف کرتے ہیں اپنی اوقات حسن اعمال میں اور واسطے ایسے سالکوں کے کہ جو
 مالک ہیں ضبط کرنے اپنے نفس کے قبایح اور برائی سے اور وہ ایسے لوگ نہیں سنتے گرفتار

اور زمین دیکھتے مگر خدا کو وہ لوگ حالت ذکر میں نوحہ کرتے ہیں اور وقت شکر کے بھر کرتے ہیں
 اور سنگام و جد کے چھتے ہیں اور جب مشاہدہ کرتے ہیں تو راحت اور آرام پاتے ہیں اور سیر
 کرتے ہیں تو اوسکی بارگاہ قرب میں سیر کرتے ہیں جبکہ غالب ہوتا ہی ان پر و جدا و سکے غلبات
 میں اور پیتے ہیں اوسکے مور و فرائد سے تو بعض پر طاری ہوتے ہیں طوارق ہیبت
 کے تو وہ گر پڑتا ہی اور گم جاتا ہی اور بعض پر چمکتے ہیں برق لطف کے تو وہ حرکت کرتا ہی
 اور غوش ہوتا ہی اور بعض مطالع ہوتا ہی جب مطلع قرب سے تو وہ حالت سکون غائب ہوتا
 ہی یہ کہ یہ سب ظاہر ہوا تھا جواب واللہ اعلم بالصواب

ومن یلک وجده وجد اصیحا	فلحق یحییٰ الحق المفقی
لاہ من ذاتہ طرب قدیم	وسکمد انہ من غیورین

انتہی من الشامیہ

پانچ تھانوں میں کیا ہے بیان کہ پانچ تھانوں میں کیا ہے

عبارت کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم کی آٹھواں باب سماع یعنی راگ اور وجد کے
 آداب میں رہا ہے

اسرار ولی راگ سے ہوتے ہیں عیان	یہ راگ غذا ہے روح ہر کیا انسان
شرطوں کے موافق ہو کر تو اوس سے	حاصل ہی ہوتا ہی نفاق اور عصیان

واضح ہو کہ جیسے لوسہ اور پتھر میں آگ تھنی رہتی ہی یا جیسے پانی کہ نیچے مٹی کے ہی اس طرح
 دلوں اور باطن کے جو اہر پوشیدہ ہیں دلوں میں اور ان کے اظہار کی تدبیر راگ سے
 بہتر کوئی نہیں دلوں کی طرف راستہ بجز کان کے متعدد وہ ہی نجات موزوں اور لذیذ اور

اندر کے راز ظاہر کرتے ہیں خواہ بڑے ہوں یا بچے کیونکہ دل کا سال بھرے برتن کا سا
 ہو کہ جب چمکاؤ گے تو وہی چمکیگا جو او میں بھرا ہے اسطرح راگ بھی دلوں کے حق میں
 سچی کسوٹی ہے جب اس کو لوگوں کو حرکت ہوگی تو اس وقت وہی باتیں ظاہر ہوگی جو اندر
 غالب ہیں اور راز انجا کہ دل بالطبع راگ کے مطیع ہیں یہاں تک کہ اس کے سبب اپنی ہلاکت
 بھلائی سب ظاہر کر دیتے ہیں تو ضرور ہوا کہ سماع اور وجد کو شرح ذکر کیا جاتا اور ان
 دونوں کے فوائد اور آفات اور آداب و مہیات اور علما کا اختلاف اسباب میں کہ یہ
 ممنوع ہیں یا سباح تفصیل بیان ہوا اور ہم ان امور کو دو فصول میں ذکر کرتے ہیں

فصل پہلی راگ کے بیانیہ اصولی احکام کا ذکر

اور جو بات کہ اس باب میں حق ہے اور اس میں چار بیان ہیں واضح ہو کہ اول راگ ہوتا ہے
 اور اس کو دلیہ ایک حالت ہوتی ہے جس کو وجد کہتے ہیں اور وجد کے سبب اعضا کو حرکت
 ہوتی ہے وہ اگر غیر موزون ہوتی ہے تو اس کو اضطراب کہتے ہیں اور اگر موزون ہوتی ہے
 تو تال اور نالج نام ہوتا ہے اور اب ہم اول راگ کا حکم لکھتے ہیں اور جتنے اقوال مختلف اسباب
 میں ہیں ان کو نقل کرتے ہیں چہ راگ کی اباحت کا ذکر کریں گے اور سب آخر میں ان
 لوگوں کی محبت کا جواب دیں گے جو اسکی حرمت کے قائل ہیں

پہلا بیان اوصاف کے اقوال راگ کی خلعت خرمین

قاضی ہادی طبرہ نے امام شافعی اور امام مالک اور امام غزالی اور سفیان ثوری رحمہم
 اور دیگر بہت علماء سے ایسے الفاظ نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب راگ کی حرمت

قاضی تھو اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب آداب القضا میں فرمایا ہے کہ گانا ایک بڑا کبیرہ
 باطل کی طرح کا جو شخص اس کا ترک نہ کرے وہ بیوقوف ہو اور کسی گواہی نہ مانی جاوے اور
 قاضی ابوطیب نے فرمایا ہے کہ اصحاب شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی عورت سے سنا جو مرد
 کی محرم ہو کسی حال میں درست نہیں خواہ وہ کھلی ہو یا پردہ کی آستین اور آزاد ہو یا
 لونڈی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب لونڈی کا مالک لوگوں کو
 اس کے گیت سننے کے لئے جمع کرے تو وہ سفلیہ ہو اور کسی گواہی نہ مانی جاوے گی اور یہ بھی
 سے منقول ہے کہ آپ لکڑی وغیرہ سے گت لگانا بڑی جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ
 زندیقوں کی ایجاد کی ہوئی ہے تاکہ اسکے باعث قرآن سے غافل ہو جائیں اور امام
 شافعی یہ بھی فرماتے ہیں کہ مرد سے کہیلنا زیادہ مکروہ ہے نسبت ملاہی کے دوسری
 چیز سے کہیلنے کے چنانچہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور میں شطرنج کہیلنا پسند نہیں کرتا
 اور بن حیرہ و بن لوگ کہیلتے ہیں میں سب کو مکروہ جانتا ہوں کیونکہ کہیلنا دین اور مرد
 والوں کا کام نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے راگ سے منع فرمایا اور فتویٰ دیا کہ جب
 کوئی لونڈی خریدے اور معلوم ہو کہ یہہ گائینہ الی ہی تو مشتری کو جائز ہے کہ اس کو سوا
 کر دے اور یہی مذہب تمام اہل مدینہ منورہ کا ہے نیز ایک شخص تھا ابراہیم بن سعد کے
 اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان ملاہی کو سب کو برا جانتے تھے اور راگ سننے کو گناہ فرماتے
 تھے اور یہی حال تمام اہل کوفہ سفیان ثوری اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا
 ہے یہ سب اقوال ابوطیب طبری نے نقل کئے ہیں اور ابوطالب کی رحمہ اللہ نے بہت
 لوگوں کی بابت راگ کی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے
 بن جعفر اور ابن زبیر اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہم نے سنا ہے

اور سب سے سلف صحابین صحابہ و تابعین نے اس کو سنا ہی اور یہ بھی ذکر کیا ہی کہ ہمارے
 نزدیک کہ کے اندر ہمیشہ حجاز و اکبر میں کے فہل و نون میں سے چلائے ہیں اور وہ
 ایسے چند روز نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ و کونڈ کر کا حکم فرمایا ہی جیسے ایام تشریق
 ہیں اور یہ مغلہ والوں کی طرح مدینہ منظرہ و اکبر ہمیشہ راگ سنتے رہے ہمارے اس زمانہ
 تک چنانچہ جتنے ابو مروان قاضی کو دیکھا کہ ان کے پاس چند لونڈیاں گائیوالی تھیں
 جسکو صوفیوں کے لئے رکھ کر چوڑا تھا وہ لوگوں کو راگ سنایا کرتی تھیں اور حضرت عطا
 رحمہ اللہ کے پاس دو لونڈیاں گائیوالی تھیں ان کے دوست اور کاراگ سنا کرتے تھے اور
 یہ بھی ابو طالب کا قول ہے کہ ابو الحسن بن سالم رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ تم راگ کا کیسے
 اکار کرتے ہو حالانکہ حضرت جنید اور سری سطلی اور ذوالنون رحمہم اللہ راگ سنا
 کرتے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں اس کو کیسے اکار کروں کہ مجھ سے بہتر شخصوں نے اس کو
 جائزہ رکھا ہے اور سنا ہی چنانچہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سنا کرتے تھے اور
 صرف اٹھارہ اور لعب کاراگ میں کیا کرتے تھے اور یحییٰ بن محاذ رحمہ اللہ سے مروی
 ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تین چیزیں ہم سے جانی رہیں اور اب وہ ہم کو ہمیشہ کم ہی ہوتی نظر
 آتی ہیں اول خوبصورت ہونا مع محفوظ رہنے کے دوسرے خوبی گفتار مع دیانت کے سوم
 بھائی بھندی وفا کے ساتھ اور پینے میں قول بعینہ بعض کتابوں میں حارث محاسبی رحمہ
 سے منقول کیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حارث محاسبی باوجود اپنے زہد اور حفاظت
 کے اور دین میں جدوجہد و آمادگی کے راگ کو جائز جانتے تھے اور ابن مجاہد رحمہ اللہ
 کا دستور تھا کہ دعوت جب ہی منظور کرتے تھے کہ اس میں راگ بھی ہو اور کسی بزرگ سے
 مشغول ہے کہ ایک بار ہم ایک دعوت میں گئے جہیں ابوالقاسم منیع کے نواسے اور ابوبکر

بن ابوداؤد اور ابن مجاہد اور دوسرے ان کے ہمسر رحمہم اللہ تھے اتنے میں راگ موجود ہوا ابن
مجاہد نے منیع کے نواسے کو ترغیب شروع کی کہ ابن ابی داؤد کو راگ سننے کو کہو ابن ابی داؤد
نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے نقل کی ہو کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ راگ کو برا جانتے
تھے اور میرا باپ بھی اس کو برا سمجھتا تھا اور میں اپنے باپ ہی کے مذہب پر ہوں اور
ابوالقاسم نے کہا کہ میرے نانا احمد بن منیع نے مجھ سے بیان کیا صالح بن احمد سے کہ ان کا
باپ ابن خیازہ کا قول سنا کرتا تھا ابن مجاہد نے ابن ابی داؤد سے کہا کہ تم اپنے باپ
کے قول سے جھکنا معاف کرو اور ابوالقاسم سے کہا کہ تم اپنے نانا کے قول سے جھکنا معاف
رہو پیر ابو بکر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوئی ایک شعر پڑھ کر کہے تو کیا وہ تمہارے نزدیک
حرام ہے ابن ابی داؤد نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر وہ شخص پڑھنے والا خوش آواز
ہو تو اس شعر پڑھنا حرام ہو جائیگا انہوں نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر شعر کو ایسی طرح
پڑھی کہ جو مدد و حرمت تھا وہ مقصور ہو جائے اور مقصور مجدد و تو کیا اس پر حرام ہوگا ابو بکر
نے کہا کہ میں ایک شیطان پر تو غالب ہی نہیں آیا اب دو پر کیسے غالب ہوں اور انہوں نے
عسقلانی اسوہ و اولیاء میں سے راگ سننے سے اور بیہوش ہو جاتے تھے اور سماع کے
باب میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں منکروں پر رد کیا ہے اور بہت
سے لوگوں نے منکروں کے اقوال کے رد میں کتابیں لکھی ہیں
اور کسی بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور اس
عرض کیا کہ آپ اس راگ کے باب میں کیا فرماتے ہیں جس میں ہمارے اصحاب اختلاف کرتے
ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ بے کدورت اور صاف ہے کہ ہر عالموں کے قدم کے اوپر
کوئی نہیں جھٹا اور مشاود وینوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اس لاک میں سے آپ کچھ بڑا جانتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا
 کہ میں اس میں سے کچھ برا نہیں جانتا مگر اس کے کدینا کہ اس کے بیشتر قرآن پڑھ کرین اور حرم
 کے بعد قرآن ہی پر تمام کیا کریں اور طاہرین ہلال ہدائی و راق جو علم میں سے تھے کہتے
 ہیں کہ میں مسجد جامع جدہ میں سمندر کے کنارہ پر مسکن تھا کہ ایک روز ایک جماعت
 کو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ گار جو ہیں اور سنتے ہیں تپتے دل میں بڑا جاتا اور کہا
 کہ خدا تعالیٰ کے گھر میں شعر پڑھتے ہیں پس اسی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اسی گوشہ میں بیٹھے ہیں اور آپ کی برابر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 عنہ ہیں اور حضرت صدیق اکبر کچھ شعر پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب
 وسلم سنتے ہیں اور وجد کی ہی حالت میں ہو کر اپنا دست مبارک سینہ شریف پر رکھتے ہیں
 اپنے اپنے دل میں کہا کہ ہم کو نہیں مناسب تھا کہ جو لوگ اشعار میں بے تہی و انکو بڑا جانوں
 یہاں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب وسلم سنتے ہیں اور حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ سنا رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف متوجہ
 ہو کر فرمایا کہ ہذا حق تعالیٰ یا یون فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھ کو صحیح یا نہیں رہا کہ کونسا لفظ
 اور حضرت جنید حریثی نے فرمایا کہ اس جماعت پر عین جگہوں میں رحمت اور ترقی ہو ایک کہانے
 کے وقت اسلئے کہ بد و نفاق کے یہ لوگ نہیں کہا یا کرتے تو ہم باہم ذکر کر نیکی کے وقت کیونکہ
 بحر صدیقوں کے مفاہک اور کسی چیز کا ذکر نہیں کرتے تو ہم راگ سننے کیونکہ اس وقت اسوجہ سے
 کہ اسکو وجد کے ساتھ سنتے ہیں اور حق کے سامنے ہوتے ہیں اور ان جنت سے منقول
 ہے کہ وہ راگ سننے کی اجازت دیا کرتے تھے کسی نے اونے پوچھا کہ قیامت کے روز راگ لکھے
 حسناات میں ہو گا یا منہجہ سیئات کے فرمایا کہ نہ حسناات میں ہو گا اور نہ سیئات میں اسلئے کہ

مغزو کے مشابہ ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یُؤْتِیْهِمُ اللّٰهُ بِاَلْفُوْهِ اَیْجَا لَکُمْ بِیْہِ اَقْوَالُ کَرِ
کے باب میں منقول ہیں اور جو شخص تقلید میں حق کا طالب ہو تا ہی جب وہ سب اقوال کو دیکھتا
ہو تو بعض اوقات ایک دوسرے کے معارض یا کھیران رہ جاتا ہے یا یہ کہ غیبت طبع کے دیکھی
اوس طرف مائل ہو جاتا ہے اور یہ امر نقصان میں داخل ہے بلکہ چاہئے کہ حق کو حق کے طور پر
پر طالب کرے یعنی جتنی باتیں اوس میں منوع یا مباح معلوم ہوں ہر ایک کا حال دریافت کر
تا کہ انجام کو امر حق واضح ہو جاوے جیسا کہ ہم ذکر کرتے ہیں :

بیان دوسرا سماع کے مباح ہونے کی دلیل میں

چاہنا چاہئے کہ جو شخص راگ کو حرام کہتے ہیں اوسکے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ اوس پر عذاب
کرے گا اور یہ بات ایسی نہیں کہ صرف عقل سے معلوم ہو جاوے بلکہ اسکے لئے دلیل نقلی چاہئے
اور شرعیات منحصراً نص میں اور قیاس میں جو مخصوص چیز پر کیا جاوے اور نص سے ہماری
غرض وہ بات ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول یا فعل سے ظاہر فرمایا ہو اور
قیاس وہ معنی مراد میں جو آپ کے الفاظ اور افعال سے سمجھ میں آتے ہوں پس اگر کسی چیز
میں نہ نص ہو نہ قیاس راست آتا ہو تو اس چیز کی حرمت کا قول باطل ہے بلکہ وہ چیز مذکور
مباحات کی طرح تصور ہوگی کہ اوسکے فعل میں کچھ حرج نہیں آیا راگ کو جو ہم دیکھتے ہیں تو
اوسکی حرمت پر نہ کوئی نص دلالت کرتی ہے اور نہ قیاس چنانچہ یہہ امر بیان چہارم سے پایہ
وضوح کو پہنچا جائے کہ ہم نے قائلین حرمت کی دلیلوں کا جواب لکھا ہے اور جب اونکی دلیلوں کا
جواب دیا ہو جائیگا تو اباحت کے لئے یہ طریق کافی ہوگا مگر بیان دوسرے طریق ہم بیان کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ نص اور قیاس دونوں راگ کے مباح ہونے پر دلالت کرتے ہیں قیاس

تو اس طرح ہو کہ راک میں کئی باتیں مجتمع ہیں تو چاہئے کہ اول اون باتوں کو جدا جدا دیکھیں پھر
 مجموعہ پر غور کر لیا کریں یعنی راک کیا ہو کہ سننا آواز موزوں اور خوش کا جسکے معنی سمجھیں کہ
 اور ولک و حرکت دین تو اس تعریف میں وصف عام آواز خوش ہو پھر اسکی بھی دو قسمیں ہیں
 ایک موزوں اور ایک غیر موزوں اور موزوں بھی دو قسم کی ایک وہ کہ سمجھیں آواز
 جیسے اشعار ہوتے ہیں اور ایک وہ کہ سمجھیں نہ آواز جیسے جمادات اور حیوانات کی آوازیں
 ہیں پھر خوش آوازوں کا سننا باعتبار اچھا و نیکی ایسی چیز نہیں کہ حرام ہو بلکہ نص اور
 قیاس کی روشنی میں قیاس تو یہ ہے کہ اوسکا مال یہ ہے کہ سمجھیں اپنی مخصوص چیز سے لذت
 پاتا ہو اور انسان کے لئے ایک مقل اور پہنچ حواس ہیں اور ہر حواس کا ایک ادراک ہے اور جو
 چیزیں اوس کے مدد سے ہوتی ہیں انہیں سے بعض تو اوسکو ابھی معلوم ہوتی ہیں اور بعض
 بری مثلاً آنکھ کو سبزہ اور عیاری پانی اور اچھا چہرہ اور تمام خوبصورت رنگوں کے دیکھنے سے
 لذت ہوتی ہے اور ہر رنگوں اور بری صورتوں وغیرہ دیکھنے کو برا جانتی ہے اور سونگھنے کے
 حواس کو خوش بوون لذت اور بد بوون ک نفرت ہے اور آواز کو لذت چیزیں خوشی اور شیریں اور
 کٹھنی اور چٹ پٹی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور تلخ اور بد مزہ کسی اوسکی بری معلوم ہوتی ہیں
 اور حواس کونری اور چکنا چٹ اور برابر بری اچھی معلوم ہوتی ہے اور کبر و دین اور ان
 نچا ہر معلوم ہوتا ہے اور عقل کو علم اور معرفت سے لذت ہے اور جہالت اور بلاوت سے نفرت
 اور یہی حال اولن اشیا کا جو خواستہ سے معلوم ہوں کہ بعض لذت دینوگی جیسے بلبل
 کا چہرہ اور عمدہ باجون کی آواز اور بعض کو یہ ہونگی جیسے گدھے کی آواز تو اس حواس
 کی لذت کو اور حواسوں کی لذت پر قیاس کرنا نہایت ظاہر ہے اور نص سے بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ سننا آواز خوش کا مباح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بند و پیروں کو خوش سے احسان

بتایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا یَزِيدُ فِي الْحَنِيِّ مَا يَشَاءُ كَيْتَ هُنَّ اِسْتَرَادُوا زَوْجَهُمْ
 حدیث میں ہے مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص
 قرآن کو آواز خوش سے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کو زیادہ مستحب ہی نسبت گائیو الی اللہ
 کے حبیب و نالک اپنی نازندگی کے رکے گا اور ایک حدیث میں حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے طور پر
 ارشاد ہے کہ وہ اپنے نفس پر فوجہ کرنے اور زبور کی تلاوت میں خوش آواز تھے یہاں تک کہ
 ان کی آواز سننے کو انسان اور جن اور وحشی اور پرند جمع ہوا کرتے تھے اور آپ کی مجلس سے
 چار سو کے قریب جنازہ اٹھا کرتے تھے کئی وقتوں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا لَقَدْ اَعْطَى
 عَزَامِيْرَالْصَّوْتِ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان انکم لاصوات لصوت السعیر اپنے
 مفہوم سے آواز خوش کی مدح پر دلالت کرتا ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ آواز خوش صباح اشراط
 سے ہے کہ قرآن کی تلاوت میں ہو تو اس کو یہ کہنا بھی ضرور ہو گا کہ آواز بلبل کا سننا حرام
 ہے کیونکہ وہ بھی قرآن خوانی نہیں اور اگر صوت بلبل بھی کاسننا درست ہے تو جس کی آواز خوش
 میں حکمت اور معنی صحیح پائے جاویں اور کاسننا کیوں ناجائز ہو گا اور ظاہر ہے کہ بعض
 اشعار سرسر حکمت ہوتے ہیں یہ بحث تو خوش آوازی میں ہوئی اب دوسری بات کی بحث
 کرتے ہیں یعنی خوش آوازی کے ساتھ موزونی بھی ہو کہ وزن اور چیز ہے اور حسن اور
 چیز اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آواز اچھی ہوتی ہے مگر وزن نہیں ہوتا اور بعض اوقات موزون
 ہوتی ہے اچھی نہیں ہوتی اور موزون آوازیں بلحاظ اپنے مخارج کے تین ہیں ایک وہ
 کہ جہاد سے نکلیں جیسے مزاسیر اور مارون کی آوازیں اور لکڑی کی گت اور ڈھول کی
 آواز ہی دوسری وہ کہ انسان کے گلے سے نکلیں تیسری وہ کہ حیوان کے گلے سے نکلیں

جیسے بلیوں اور قریوں اور دوسرے جانوروں خوش اسمان سبب والوں کی آواز کلاس
 قسم کی آوازیں بھی ہوتی ہیں اور موزوں بھی اور آواز کا آغاز و انجام متناسب
 ہوتا ہے اور اسی جہت سے آواز کا سنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور آوازوں میں اصل حیوانات
 کے گلے ہیں کہ مزامیر کو انہیں کے مشابہ بنالیا ہے تاکہ صنعت خلقت کے مشابہ ہو جاوے
 اور جتنی چیزیں کہ کاریگروں نے ایجاد کی ہیں کوئی ایسی نہیں جسکی مثال خدا تعالیٰ کی
 مخلوق میں نہواقل مبادیاض نے اسکو اختراع فرمایا پھر اس کا ریکر وکس کیا کہ
 خالق کا اقتدار کیا اور اسکی شرح طول چاہتی ہو حاصل یہ کہ ان آوازوں کا مستطعم
 ہو سکتا اسوجہ سے کہ اچھی ہیں یا موزوں ہیں کیونکہ کبھی کا مذہب یہ نہیں کہ بلی کی آواز
 سنا حرام ہو یا کسی اور پرند کی اور سب پرندوں کے گلے یکساں ہیں ایک کی حرام ہو
 اور دوسرے کی نہ ہو یہ ہونہیں سکتا اور نہ جماد اور حیوان میں کچھ فرق ہے کہ حیوان کی
 آواز تو درست ہو اور جماد کی نا درست تو چاہئے کہ جتنی آوازیں تمام اجسام سے آدمی
 کے اختیار سے نکلتی ہیں انکو بلی کی آواز پر قیاس کیا جائے مثلاً جو آدمی کے حلق سے
 نکلے یا لکڑی سے گت لگا دے یا ڈھول کی اور دف وغیرہ بجاوے سب جائز ہو وین اور
 انہیں سے آواز کا استننا کیا جائے جنکو شرع نے منع کیا ہے یعنی آلات لہوا و تار کے بلجے اور
 انکی حرمت لذت کے باعث نہیں اسلئے کہ اگر لذت کیوجہ سے یہ چیزیں حرام ہوتیں تو
 جن چیزوں سے آدمی لذت پاتا ہے سب حرام ہوتیں بلکہ انکی حرمت کی یہ وجہ ہے کہ گو گوگو
 شراب کی حرص زیادہ تھی اسلئے اسکی حرمت اس درجہ کو سخت ہوئی کہ ابتدائیں منکوح
 توڑنے کا حکم ہوا اور اسی کی حرمت کے لحاظ سے جو باتیں کہ میخواروں کے شعاریں جتنیں
 مثل مزامیر وغیرہ کے وہ بھی حرام ہوتیں کہ یہ چیزیں اسکی توابع ہیں جیسے اجنبی عورت

کے ساتھ خلوت حرام ہے اس پر ہے کہ وہ مقدمہ ہی جماع کا یا جیسے ران کا و مکننا حرام ہو اگر بیٹھا
 و پانخانہ کے مقام سے لمبی ہو اور شراب مقدار غلیل حرام ہو لی گو نشہ نکرے اس لئے کہ تھوڑے کی
 عادی ہونا بہت کی نوبت ہو نچائیگا اور جتنی چیزیں حرام ہیں ان کے لئے ایک حد اور اٹھا
 اونیکے متصل ہے کہ حرمت اس تک ہو جو دھڑنا کہ حرام کی آڑ اور مانع اس کے پاس سے
 جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہے اور
 اللہ تعالیٰ کا رمنہ اس کے عورات ہیں غرض کہ مزا میر وغیرہ کی حرمت شراب کی طبیعت کی وجہ سے
 ہوتی ہے اور اسکے تین سبب ہیں اول یہ کہ یہ چیزیں جو نوشی کی طرف بلاتے ہیں کیونکہ
 جودت ان سے حاصل ہوتی ہے وہ شراب ہی سے کامل ہوتی ہے اور اسی سبب تھوڑی سی شراب
 حرام ہوتی کہ بہت کی طرف داعی ہوتی ہے و دوسرے سبب یہ ہے کہ جبکہ شراب چھوڑے تھوڑے دن
 ہونے ہوں اور کو یہ آلات وہی شراب کے جیسے یاد دلواتے ہیں تو یہ یاد کا سبب پڑتے ہیں
 اور یاد سے شوق اور بھرتا ہی اور شوق جب زیادہ او بہتر تا ہی تو وہ فعل پر جرات کا سبب
 ہوتا ہے اور اسی علت کے باعث ابتدا میں دُبا اور مروت اور خفیم اور نقیر کہ خاص شراب ہی
 کے برتن ہوتے تھے ممنوع الاستعمال ہوئے کیونکہ ان برتنوں کے دیکھنے سے شراب یاد آتی تھی
 اور یہ علت پہلی علت سے جدا ہے کیونکہ پہلی میں تذکر لذت مستبر تھا اور یہاں معتبر ہے پس اگر
 راگ ایسی طرح ہو کہ جو شخص میخواری کے ساتھ سنے کا عادی ہو اس کو میخواری یاد دلانے
 تو وہ شخص گ سے اس پر منع کیا جاوے گا پھر اس سبب سے کہ ان آلات پر اجتماع کرنا اور
 کی عادت ہو تو ان کی مشابہت منع کیا گیا کیونکہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہیں میں
 سے ہوتا ہے اور اس علت کے سبب ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی سنت کو اہل بدعت نے اپنا شعار کر لیا ہو
 تو ان کی مشابہت کے خون سے اس سنت کا ترک کرنا جائز ہے اور اسی علت کی وجہ سے دور و بجا

حرام ہو کہ اس کو بندہ رو الے بجاتے ہیں اور سابقین میں بہرے سے بجا یا کرتے ہیں اگر
 اس میں مشابہت نہوتی تو یہ بھی شل حج کے یا جاماد کے ڈھول کے ہوتا اور اسی علت پر یہ
 مستفرد ہو کہ اگر کوئی لوگ ایک مجلس میں کریں اور اوس میں آلات موسیقی اور پیالہ شراب کے
 جمع کریں اور ان میں سے کچھ نہیں ڈالیں اور ایک ساتی مقرر کریں کہ وہ اونکو بہرہ پر لگا داور
 ساتی سے لیکر بیٹے جاوین اور اپنی بولیاں معمولی شراب نوشی کی بولتے جاوین تو یہ
 فعل حرام ہوگا اگرچہ کچھ نہیں کا مینا سماج ہو مگر چونکہ اہل فساد کی صورت پر اس کو پیالہ
 پینا حرام ہوا اور اسیدو سے قبا پہننے اور سر کے بالوں کے پٹے رکھانے سے اون تینوں
 میں منع کیا جائے جہاں یہ طور اہل فساد کا ہوا اور ماوراء النہر کے شہروں میں چونکہ یہ
 طور اہل صلاح کا ہی منع کرنا سچا ہے حاصل یہ کہ انہیں تینوں علتوں کے سبب سے حرام
 عراقی اور تارون کے باجے مثل عود اور چنگا اور رباب اور سازنگی وغیرہ کے حرام ہوئے
 اور انکے سوا اور باجے اپنی اصل پر قیاس کئے گئے جیسے شاہین جروا بنوں اور حاجیوں
 کے اور شاہین ڈھول والوں کے اور نقارہ اور جن آلات میں سے اچھی آواز موزوں
 نکلتی ہو اور سے نوشون کی عادت اونکے بجانے کی نہیں وہ سب اسلئے سماج ہوئے کہ نہ
 شراب سے متعلق ہیں اور نہ اوسکی یاد دلاتے ہیں اور نہ شائق موسیقی کرتے ہیں اور نہ
 موجب مشابہت اوس فرقہ کے ہیں اسلئے اصل اباحت پر مثل پرندوں کی آواز کے باقی
 رہی بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تارون کے باجے کو ناموزون بجائے کہ اوس لذت
 ہی نہوتی ہی وہ حرام ہی اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اذکی حرمت میں علت صرف لذت
 نہیں اور نہ طیب ہونا بلکہ قیاس کی رو سے طیبات حلال ہیں بجز اونکے جنکی علت ہر
 کوئی فساد ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هُنَّ حَرَامٌ زَيْنَةً لِّلّٰہِ الَّتِیْ اُخْرِجَ لِّلْعِبَادِ

وَالْهَيْبَاتِ مِنَ الرِّمَقِ توبہ آوارین اس جہت سے حرام نہیں کہ وہ موزون بین بلکہ
 انکی حرمت ایک امر عارض کی جہت سے ہے اور امور عارضہ جنگی باعث راک حرام ہوتا ہی ہم صلی
 بیان میں ذکر کرینگے تیسری بات راک میں یہ ہے کہ سمجھ میں آتا ہی یعنی شہر ہوتا ہی اور شہر
 انسان ہی کے گلے سے لگتا ہی تو قطعاً مباح ہوا اسکے کہ اب فقط اتنی زیادتی ہوئی کہ
 کلام مفہوم ہو گیا اور کلام مفہوم حرام نہیں اور آواز طیب اور موزون ہی حرام نہیں تو
 جب افراد حرام نہیں ہوئے تو مجموعہ کیسے حرام ہوگا یا ان اسباب کو دیکھا جاپئے کہ شعر میں سے
 کیا مضمون سمجھ میں آتا ہی اگر اسکا مفہوم امر ممنوع تو اسکے شر اور نظم و نون حرام ہیں اور
 اسکو موندہ سے نکالنا ہی حرام ہی خواہ نغمہ کے ساتھ ہو یا نہ ہو اور اس باب میں حق وہی جو
 امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ شعر ایک کلام ہی اگر اچھا ہی تو اچھا ہی اور بُرا ہی تو بُرا ہی جب
 شعر کا پڑھنا بد و ن آواز نغمہ کے درست ہی تو نغمہ کے ساتھ ہی درست ہی اسکے کہ جب افراد
 مباح ہوتے ہیں تو مجموعہ بھی مباح ہوگا اور ایک مباح کو دوسرے سے ملاتے ہیں تو کل حرام نہیں
 ہوتا بشرطیکہ مجموعہ متضمن کسی امر ممنوع کا نہ ہو اور وہین نہ پایا جاتا ہو اور راک میں کوئی مجموعہ
 بات پائی نہیں جاتی اور شعر پڑھنے کا انکار کیسے ہو سکتا ہی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم کے سامنے شعر پڑھا گیا ہو اور آپ نے فرمایا ان من الشعر الحکمتہ اور حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے اس مضمون کا شعر پڑھا ہی شعر

کے وہ لوگ جو عیش و تنہا کی حمایت میں | میں پہلو نہیں ہی سہلرح جیسے جلد آخر تک

اوپر صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 اصحابہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ
 عنہ کو بخار پڑا اور ان دنوں مدینہ منورہ میں وبا تھی تیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

عشق کی خدمت میں عرض کیا کہ اے پدر مہربان کیا حال ہو اور بلال سے پوچھا کہ تم کیسے ہو
تو حضرت صدیق اکبر کو جب بخار چڑھا تھا تو اس مضمون کا شعر پڑھتے تھے

ہر ایک شخص کو ہوتی ہو صبح گھر میں کوئی
شرک نعل سے ہی موت ہو قریب دوست

اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اور تر تار تو بلند آواز سے یوں کہتے قطع

کاش میں جانتا کب اور توڑ لگاؤں نادین
یا مجنہ کے ہوشیون پہ کسی سیسہ گذر
اذ خرا یک سمت کو ہو مجھ سے اور اک سو پھیل
یا کسی وز پڑے شامہ نظر اور طلحہ نسل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس حال کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم کو کر دی آپ نے دعا مانگی کہ اے الہی ہو کو مدینہ ایسا محبوب کر دے جیسا ہم کہ سے
محبت رکھتے ہیں یا ادس سے بھی زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سب سے
طلحہ کی بلانے میں لوگوں کے ساتھ ایٹھن اوٹھاتے تھے اور بیٹھنوں ارشاد فرماتے تھے

یہ شتر ہیں نہ شتر خیر کے
یہ تو اچھے ہیں کہیں اور اطہر

اور ایک بار اپنے پیہی فرمایا یہ شعر

میش ہے گریہ الہی تو ہے عیش آخرت
اہل ہجرت اور میرے انصار کو کر مرحمت

اور یہ مضمون صحیحین میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حسان بن ثابت
رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے کہ وہ اوپر کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فخر بیان کرتے اور کفار سے اشعار میں سباحہ اور خصوصیت کرتے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کو روح القدس سے تائید کرتا
ہے جب تک وہ خصوصیت اور مفاخرت اور سبکی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف
سے کرتا ہو اور جب نابغہ نے اپنا شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے پڑھا

تو آپ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے نہ توڑے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس شعر پڑھا کرتے تھے اور آپ بسم فرمایا کرتے تھے اور عربین شعر یہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے سو قافیہ امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سے پڑھ کر ہر بار آپ ہی فرماتے تھے کہ اور پڑھو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ شاعر تو اپنے اشعار میں گویا سلسلہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے حدیثی شہیجاتی تھی انجشہ آپ کا غلام تو عورتوں کے لئے حدی پڑھتا تھا اور برابر بن ابی بلک مردوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انجشہ کو ارشاد فرمایا کہ اونٹ ہانکنے میں زحمت کر کہ اونکے سوار شیشہ کے برتن ہیں اور حدی خوانی اونٹوں کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہمیشہ رہی اور وہ اشعار ہی ہوتے ہیں کہ خوش آوازی اور موزونی نغموں سے بڑھے جاتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا اسکا انکار منقول نہیں ہوا بلکہ بعض اوقات اسکی التجا کیا کرتے تھے یا اونٹوں کی حرکت کیوسلے یا خود لذت حاصل کرنے کے لئے پس اگر اس جہت سے بھی حرام نہیں ہو سکتا کہ وہ کلام لذت منوم ہو اور آواز خوش اور نغمہ موزون اور اکیا جاتا ہو چوتھی بات راگین یہ ہے کہ دل کو حرکت دیتا ہو اور جو چیز اس پر غالب ہوتی ہو اسکو او بہارتا ہو تو اس میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے کہ موزون نغموں کو رواج کو ساتھ مناسبت رکھی ہو یا نہ کہ وہ ارواح میں عجب تاثیر کرتے ہیں مثلاً بعض نغمات سے سرور ہوتا ہے اور بعض سے غم کسی سے نیند آتی ہے کسی سے ہنسی کسی میں یہ اثر ہے کہ اس سے موزونیت کی حرکتیں ہاتھ اور پاؤں اور سر وغیرہ اعضا میں پیدا کر دیتا ہے اور یہ گمان کرنا چاہیے کہ یہ بات شعر کے معانی سمجھنے کی

ہوتی ہو بلکہ تارو کی نعمت سے ہی یہی حال ہوتا ہی تھا تک کہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو بار بار اور
 اس کے گانے اور سارا دارا کے نغمہ حرکت ندین تو وہ مزاج کا خراب ہے اور اسکی کوئی تدبیر نہیں
 اور معنی کے سمجھنے سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں تو ذرا سے بچوں میں ہی پایا جاتا ہے کہ جہاں کوئی
 خوش سے لوری دی وہ رونے پھوڑ کر کھپکا اوی آواز کو سنتا ہی اور ادٹ باوجود غبی ہونے
 کے حدیسی ایسا اثر پاتا ہے کہ بہاری بہاری بوجھ اس کے سبب ہلکی جانتا ہی اور شدت نشانی
 میں بڑی مسافت کو توڑی سمجھتا ہی اور حدی کا نشہ اس کو ایسا پڑھتا ہے کہ بڑے بیابان
 میں جب بوجھ اور محل سے ٹھکتا ہی تو جہاں آواز حدی کی سنی گروں بڑھاتا ہی اور کان آواز
 حدی کی طرن لگا کر جلد چلتا ہی حتیٰ کہ بوجھ اور محل سب ہل چکر دیکھتے ہو جاتے ہیں اور بعض
 اوقات بوجھ کی زیادتی اور سخت چلنے سے ہلاک بھی ہو جاتا ہی مگر اس وقت حدی کے سحر
 میں اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا چنانچہ ابو بکر محمد بن داؤد دینوری رحمہ اللہ جو رقی کے
 نام سے مشہور ہیں نقل کرتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا کہ ایک قبیلہ عرب کا جھگولا آئین ایک
 شخص نے میری دعوت کی اور اپنے خیمہ میں لیگیا خیمہ میں گھسکر دیکھا کہ ایک غلام سیاہ مقید
 اور چند اونٹ پیش دروازہ میرے بڑے بین اور ایک جو باقی ہو وہ بھی اتنا ڈبلا اور مریض
 ہی کہ میرے قریب آس غلام نے مجھ سے کہا کہ تم مہمان ہو اور تمہارا حق ہو تم میری سفارش
 میرے آقا سے کرو کہ وہ مہمانوں کی خاطر کرنا ہی تمہاری سفارش انہی بات کے لئے رو کر گلا
 اور فالیا جھکو قید سے چوڑ دیکھا جب وہ شخص کہانا لایا بیٹے کہانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب
 تم اس غلام کے باب میں میری سفارش منظور کرو گے میں کہانا نہ کہاؤنگا اس شخص نے کہا
 کہ اس غلام نے تو مجھ کو محتاج کر دیا میرا سارا مال مار ڈالا مینے پوچھا کہ اسے کیا کیا آؤں گے کہا کہ
 میری گذران اونٹوں کے کرایہ پر تھی اس نے اپنا بوجھ بہت لاوا اسکی آواز اچھی تھی جیسا سننے

حکایت ابو بکر محمد بن داؤد دینوری

حدی پڑھی تو تین دن کی راہ ایک دن میں طر کر گئے جب ان کے بوجھاؤ تارے گئے تو
 سب در گئے صرف ایک رہ گیا ہی کہ وہ بھی قریب الگ ہے مگر قریب میرے ہمان ہو تمہاری خاطر
 بیٹے یہ غلام تمکو یہ کیا تھیتے چاہا کہ اوسکی آواز سنون صبح کو اوسنے غلام سے کہا کہ حدی پڑھ
 اور وہ اوسوقت ایک کنوین سے پانی کا اونٹ لئے آتا تھا جب اوسنے اپنی آواز بلند کی
 تو وہ اونٹ ادھر ادھر دوڑنے لگا اور سب رنیاں توڑ ڈالیں اور میں بھی موندہ کے
 بل گر پڑا جمکو گمان نہیں ہوتا کہ میں اوس سے کچھ آواز کی سنی ہوا اس سے معلوم ہوا کہ راگ
 کی تاثیر دلون میں محسوس ہوتی ہوا جس شخص کو راگ سے حرکت نہو تو وہ ناقص و راعدا
 سے ہٹا ہوا اور روحانیت سے دور اور اونٹون اور پرندوں بلکہ تمام بہائم طبعیت
 میں کشیت تر ہو سکتے کہ موزوں نفوس سے سب کو اثر ہوتا ہی شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

اشتر بشعر عرب در حالت سست و طرب | اگر ذوق نیست ترا کہ طبع جانور سے

اور اسیدو سے پرند حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سننے کو ہو این
 ٹہیر جاتے تھے اور جس صورت میں کہ راگ کو دلیں تاثیر کرنے کے لحاظ سے خیال کریں تو اس پر
 مطلق اباحت یا مطلق حرمت کا حکم کرنا درست نہیں بلکہ یہ تمام احوال و اشخاص کے اعتبار
 اور طریق نجات کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہی اور اس کا حکم وہی ہو جو دل کے اندر
 کی چیز کا حکم ہو ابو سلیمان رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ راگ دلیں وہ بات نہیں پیدا کرتا ہی جو اس میں
 موجود نہو بلکہ جو بات دلیں اندر ہوتی ہو اس کو حرکت دے دیتا ہی غرض کہ کلمات سقفا اور نور
 کا لگانا چن موقع پر خاص غرضوں کے لئے دستور ہے جس سے دلیں اثر پیدا ہوا کرتا ہی اور
 وہ سات جگہ میں اول حاجیوں کا گانا کہ وہ اول شہر ون میں نقارہ اور
 شاہین بجاتے ہیں اور راگ گاتے پھر کرتے ہیں اور یہ امر صیاح ہو اس لئے کہ ان اشعار میں

تقرین کعبہ اور مقام ابراہیم اور زمزم اور حطیم اور دوسرے مقامات مبارکہ کی اور جنگل وغیرہ
کا ذکر ہوتا ہے اور اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر شوق پہلے سے ہوتا ہے تو حج بیت اللہ کا اشتیاق
دور بالا ہو جاتا ہے اور نہ شوق اور سقت اور بہرہ کراہت ہوتا ہے اور چھوٹے حج کا ثواب ہے اور اسکا شوق
اچھا ہے تو شوق کا پیدا کرنا خواہ کسی چیز سے ہو اچھا ہی ہو گا اور جیسے وعظا کئے والے کو جاننا
ہو کہ وعظ میں کلام منظوم اور مرقعی پڑھ کر اور خانہ کعبہ اور انفال حج اور اسکا ثواب بیان کر
لوگوں کو حج کا اشتیاق بڑا دے تو دوسرے شخص کو بھی جائز ہو گا کہ نظم و کلام سے شوق عرب
کا اور سبک اسلئے کہ وزن و قافیہ جب کلام میں ہوتا ہے تو کلام کی تاثیر دل میں زیادہ ہوتی ہے
اور حجب اور آواز خوش اور نغمہ و کلام بھی زیادہ ہو تو اور زیادہ اثر ہوتا ہے اور اگر
نقارہ اور شایین اور گیت ہو تو تاثیر گہنی ہوتی ہے اور یہ سب امور جائز ہیں بشرطیکہ انہیں
مزمرا و رنار کے باجے جو شراب خواروں کے متغے ہیں داخل نہوں ہوں اگر اس راگ سے اور
شخص کا شوق دلانا منظور ہو جسکو حج کو جانا جائز نہیں تھا ایک شخص فرض حج ادا کر چکا
اور اب اس کے ماباپ اسکو جانے کی اجازت نہیں دیتے تو اس کے حق میں حج کو جانا حرام
ہے اور اگر اسے اسکو شوق حج کا دلانا بھی حرام ہے اسلئے کہ حرام بات کا شوق دلانا بھی حرام
ہے خواہ راگ سے ہو یا کسی اور چیز سے اسطرح اگر راستہ مامون نہوا اور اکثر تلف ہی ہوتے ہیں
تب بھی تحریک اور تشویق جائز نہیں و و م وہ اشعار جسکے غازی عاوی
ہیں لوگوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے وہ بھی مباح ہیں جیسے عابیون کو مباح ہیں مگر
چاہئے کہ غازیون کے اشعار اور ان کے گانے کے طریق اور بیون اور عابیون کے جملہ کتب
جہاد کا شوق بیان شجاعت اور کافرون پر غیظ و غضب کی تحریک اور نفس و مال کو جہاد کے
سامنے حقیر جاننے سے اور بہادری کے اشعار سے ہوتا ہے جیسے مستنہی نے اس مضمون کا ایک شعر لکھا

مرے نہ توجہ نہ تیغ ہو کے عروت سے تو پر مر گیا کبھی غواری اور ذلت سے

اور دوسرا شعر اسی مضمون کا اوسنے کہا ہے شعر

نامزد بزدلی کو سمجھتے ہیں احتیاط پر اصل میں یہ دہوکا ہو طبع لئیم کا

اور کسی دوسرے کا شعر ہے شعر

لے بے برادر تو حدیث بلوی کو سن لے باغ فردوس ہے باوار کے سایہ کے تلے

غرض کہ اشعار شجاعت کے طریق جدا گانہ ہیں اور تشویش کے جدا گانہ اور شجاع بنانا امر مباح
ہو جس وقت جہاد مباح ہو اور تہمت ہے اور وقت کہ جہاد مستحب ہو مگر انہیں لوگوں کے نفس میں
جسکو جہاد میں جانا جائز ہو سو وہ اشعار حقیقہ پر مبنی اور مٹھا پلہ کے وقت پر مبنی
ہیں اوسے مقصود یہ ہوتا ہے کہ نفس شجاعت کرے اور مدد گار ولی پر اقدام کریں اور
لڑنے میں اوکو سرور بخش کرے ان اشعار میں شجاعت اور فتح کی تعریف ہوتی ہے اگر الفاظ
عمرہ اور آواز ابھی ہوتی ہے تو دلیرانہ بہت ہوتا ہے اور انکا پڑھنا بھی مباح اور الٰہی میں مباح
اور مستحب میں مستحب ہوتا ہے اور مسلمانوں سے جنگ کرنے میں ممنوع ہے اس طرح فریون کے لڑنے
اور دوسری لڑائیوں میں کہ ممنوع ہوں انکا پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ ممنوع بات کا تشویش
دلانا بھی ممنوع ہے اور ان اشعار کا پڑھنا بہادران صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے جیسے
حضرت امام الشجاعین علی بن ابیطالب اور حضرت سیف اللہ المسلول خالد بن ولید رضی
عنہم وغیرہما ایسا کرتے تھے اور اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ غازیوں کے لشکر میں شامین کا
بچانا نہ چاہیے اسلئے کہ آواز اسکی نرم کندہ اور رنج پیدا کرنے والی ہے عقدہ شجاعت اگر
وہ پہلے ہو جاتے ہیں اور نفس کی جیسی تبدیل ہوتی ہے اور اہل و عیال و وطن کا شور
پیدا ہوتا ہے اور جنگ میں کھنڈت پڑتی ہے اس طرح جتنی آوازیں اور نجات کہ دیکھو نرم کریں

اور حزن میں مبتلا کریں وہ بہادری دلائیوالی نعمات کے مخالف ہیں تو جو کوئی ان کو
 اس نکتہ سے بڑبڑا کرے کہ دل متغیر ہو جائیں اور جنگ میں فتور پڑ جاوے تو وہ گنہگارِ نافرمان
 ہو گا ہاں اگر قتال ممنوع ہو اور اس سے دل ہٹانے کی نیت سے کھینچا تو مطیع ہو گا چہاں م
 نوحہ کی آوازیں اور نعمات میں اور ان کی تاثیر یہ ہو کہ حزن کو او بہار تیریں
 اور روننا اور ہمیشہ کو اداس کرنا اور کمکا اثر ہو اور حزن دوطرح کا ہو ایک اچھا اور ایک
 بُرا حزن مذموم تو وہ ہے جو فوت ہوئی چیزوں پر ہو کہ خدا ایتھالے اور پر غم نہ کرے کہ اچھا
 فرمایا ہو لکھ لکھ کا سو علی ما کا نکھو اور مرد و پیر غم کرنا ہی اسی میں داخل ہے کیونکہ گویا
 اگلی پر ناراض ہونا اور ایسی چیز پر افسوس کرنا ہی جس کے لئے کچھ ہمارا نہیں تو اس طرح کا
 حزن چونکہ مذموم ہے اسلئے نوحہ سے اس کو او بہار نا ہی بُرا ہے اور حزن میں وجہ نوحہ کرنے کی
 صریح نہی آگئی ہے اور حزن محمود رہے کہ آدمی امر دین میں اپنے قاصر ہونے اور اپنی
 خطاؤں کو یاد کرنے پر حزن کرے اور اس کے لئے روننا اور رونی صورت بنانی اور
 غم کی صورت کرنی اچھی ہے اور اسی پر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام روئے تھے
 تو اس غم کی تحریک اور تقویت اچھی ہے کیونکہ اس سے تدارک کی آوازیں ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے
 حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ کرنا اچھا تھا کیونکہ دوام حزن اور
 کثرت گریہ خطاؤں اور گناہوں کے باعث سے تھی چنانچہ آپ خود غم کرتے اور دوسروں
 کو دلاتے حتیٰ کہ آپ کو نوحہ کی مجلسوں میں سے جنازہ اٹھتے تھے اور یہ نوحہ الفاظ اور نغمہ سے کرتے
 تھے اور ایسا نوحہ اچھا ہے کیونکہ جو اچھی بات کی طرف پہنچائے وہ اچھا ہے اور اس بنا پر اگر
 کوئی واعظ خوش آواز منبر پر سخن سے کچھ اشعار غم میں ڈالنے والے اور دل نرم کرنے والے
 پڑھ کر دے اور رونی صورت اسلئے بناوے کہ دوسرے لوگ اپنی خطاؤں پر غم کریں تو اس کو

یہ افعال حرام نہ ہونگے پتھم خوشی کے اوقات میں سرور کی تاکید کئے گاناکہ یہ
 صباح ہی ہے بشرطیکہ وہ سرور صباح ہو جیسے ایام عیدین اور شادی کی تقریبوں میں اور
 غائب شخص کے آنے میں اور ولیمہ اور حقیقہ اور لڑکا پیدا ہونے اور ختنہ اور حفظ قرآن مجید
 میں سرور کی جہت سے گانا صباح ہو اور وجہ اس راگ کے جائز ہونے کی یہ ہے کہ احسان سے
 بعض ایسے ہیں کہ ان سے خوشی اور اُمنگ اور سرور اور برتے ہیں تو جن موقعوں سرور
 جائز ہو ان میں سرور کا اوہار نا بھی درست ہو اور دلیل نقلی اسکے جواز کی یہ ہے کہ جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنے قدمِ سنیت لڑوم سے رشک
 روضہ رضوان فرمایا تو عورتیں چہ تو نیردن بجا کر گیت کی طرح یہ گاتی تھیں شعر
 بدرطالع گشت برما از شایائے وداع | شکر واجب بہت بر ماتا و عادی کند

تو چونکہ یہ حضرت کی تشریف آوری کا سرور تھا اور وہ سرور عمدہ تھا تو اس کا ظاہر
 کرنا شعر و نغمات اور اوجھلنے اور حرکات سے بھی چاہی تھا اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہم
 سے مروی ہے کہ ان کو جب سرور ہوا تو ایک ٹانگ پر خوشی کے مارے اوجھلتے تھے چنانچہ ان کا
 حال احکامِ قص میں آویگا اور یہ بات ہر آنیوالے کے آنے میں جائز ہی جسکے آنے میں خوشی
 درست ہو اور اس باب سرور میں سے جو سبب صباح ہو اس میں بھی درست ہو اور
 اوپر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
 انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کو اپنی چادر چھپا دیا تو
 اور میں جشیوں کو دیکھا کرتی کہ مسجد میں کیلا کرتے تھے یہاں تک کہ میں خود ہی تھک جاتی
 تو اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوعمری کے لحاظ سے کہ اس عمر میں عورتیں حریص کمال کی
 ہوتی ہیں خیال کر لو کہ کتنی دیر کٹری ہوتی ہو نگئی کہ تھک جاتی تھیں اور بخاری و مسلم نے

یہ حدیث عقیل کی رہبری اور نون نے عروہ اور نون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لگئے اور
 انکے پاس دو لڑکیاں یا مہنی بن و بنجاتی اور نابہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم تمام بدن مبارک چادر چپائے ہوئے تھے اور ان لڑکیوں کو حضرت صدیق
 اکبر نے چھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک کو لکھ فرمایا کہ اے ابوبکر
 انکو جانے دو اور کہہ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
 ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ جب کو اپنی چادر میں چپائے
 تھے اور میں جیشیوں کا تماشہ دیکھ رہی تھی اور وہ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ نے انکو چھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکو فرمایا کہ اے بنی ہارثہ
 تم بیوقوف رہو اور عرب بن حارث نے جو ابن شہاب سے حدیث روایت کی ہے اور وہ میں ہی اسطرح
 ہے اور وہ میں یہ ہے کہ دونوں لڑکیاں گاتی اور بنجاتی تھیں اور حدیث ابوطاہر میں
 ابن عباس سے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوں ہے کہ بخدا میں نے حضرت رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا ہے کہ میرے چہرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اور پیشی
 مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں اپنے ہتھیاروں کا تماشہ کرتے اور آپ اپنی
 چادر سے جب کو چپا دیتے کہ میں انکا تماشہ دیکھوں چہرہ میری خاطر کھڑے رہتے یہاں تک کہ
 میں خود ہی ہٹ جاتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے گولیوں سے کیلا کرتی اور میری ساتھیوں
 میرے پاس آ کر تین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حیا کر کے گولیوں
 میں گھس جاتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انکو میرے پاس مسجد یا کرتے

تاکہ وہ سیر ساتھ کیلیں اور ایک روایت میں آگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
 ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا بین اونہون نے عرض کی کہ
 میری گڑبان میں اپنے فرمایا کہ انکے پیچ میں جو نظر آتا ہو وہ کیا ہو اونہون نے عرض کیا کہ
 گھوڑا ہوتا ہے فرمایا کہ اس گھوڑے کے ادھر او دھر کیا میں اپنے عرض کیا کہ اوڑنیکے پر میں
 اپنے فرمایا کہ گھوڑے کے دو بازو ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ نے سنا
 نہیں کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھوڑوں کے پر تھے حضرت عائشہ رضی
 عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس کو سنا کرتا تھے کہ آپ کی چلیاں
 ظاہر ہو گئیں اور سہارنزدیک حدیث لڑکیوں کی عادت پر محمول ہو کہ تصویر مٹی یا کپڑے کی
 بدون پڑ رہی صورت کے بنا لیتی ہیں چنانچہ بعض روایت میں آیا ہو کہ اس گھوڑے کے
 دو پر کپڑے کے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ میرے پاس آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اس وقت کہ میرے پاس دو لڑکیاں روز بغاث کا ذکر
 کار ہی تھیں آپ بستر پر لیٹ رہے تھے اور اپنا مونہ پھیر لیا اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی
 عنہ آئے اور اونہون نے جھک کر کہا کہ شیطان کا دم مار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم کے پاس وار کھتی ہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ انکو کچھ مدت کہو جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان
 لڑکیوں سے غافل ہوئے تو میں نے انکو اشارہ کیا وہ باہر چلی گئیں اور عید کا دن تھا کہ اوس
 روز حبشی بچہ کی گدے سے کیل پہنچے جھک کر شک ہو کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے اول درخواست کی یا غود اپنے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں
 آپ نے جھکوا اپنی پس پشت کھڑا کیا اور میرا رخسار آپ کے عذار مبارک پر تھا اور آپ اوس سے

فرماتے تھے کہ تماشا دیکھ جاؤ یہاں تک کہ جب میں تم تک گئی تو اپنے پوچھا کہ بس میں نے عرض
 کیا کہ مان آپ نے فرمایا کہ تو اب جاؤ اور صبح مسلمین یوں کہ میں نے اپنا سر آپ کے شانہ مبارک
 پر رکھ لوں گا کیل دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ میں خود ہی مٹ گئی تو یہ سب روایتیں صحیح
 میں ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہے کہ راگ اور کیل حرام نہیں اور ان احادیث میں
 چنانچہ قسم کی اجازت بھی پائی جاتی ہے اول کیلنے کی رخصت اور ظاہر ہے کہ حدیثوں کی
 عادت ہے کہ ناچتے اور کیلنے میں دوسرا اس تماشے کا سجدہ میں ہونا تیسرے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اونکو یہ فرمانا کہ تماشا کئے جاؤ کہ اس میں اجازت کیل کی
 اور اسکی درخواست ہے تو اسکو حرام کیسے کہہ سکتے ہیں چوتھے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کو انکا مل اور تغیر سے منع فرمانا اور اسکی وجہ بیان کرنی کہ عید کا روز ہے
 اور وہ سرور کا وقت ہے اور گانا بجانا اسباب سرور ہیں یہ پانچویں بہت دیر تک آپکا
 کھڑے رہنا اسکے دیکھنے اور سننے کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خاطر داری کے لئے
 آورا سمین یہ بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں اور لڑکوں کے دل خوش کرنے کے لئے خوش خلقی
 کرنی اور کیل کو دیکھنا بہتر ہے اس کے زہد کی راہ سے بد خلقی اور کج ادائی اور بکے ساتھ
 کیجاؤ اور نہ آپ دیکھے اور نہ اونکو دیکھنے دے چوتھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 کا ابتدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرمانا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو اور یہ فرمانا کہ کچھ لہجہ
 کی موافقت کی مجھ سے ہے نہ تھا کہ خوف اور بکے غصہ اور وحشت کا تھا اسلئے کہ اگر بالفرض
 اول اونکی درخواست ہوتی اور آپ نا مشغور فرماتے تو جب نہ تھا کہ سبب وحشت ہوتا کیونکہ
 ابتدا سوال کرنے میں تو کوئی خدشہ نہ تھا پھر اسکی کیا حاجت ہوئی ساتویں گانا اور دن
 بجانا دونوں لڑکیوں کا جائز ہوا باوجودیکہ مرزا شیطان اسکو تشبیہ دی گئی اور اس سے

یہ بھی نکلا کہ حرام فرما رہا ہے چیزیں آہستہ بہتہ کہ دونوں لڑکیوں کی آواز آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کان میں پڑتی تھی اور آپ لپٹے ہو کر بالفرض کسی جگہ میں تیار ہو کر
 باجے بجاتے ہوتے تو آپ وہاں کا بیٹھنا پر کانٹوں میں لڑکی کی آواز کا اناہر گزروا کرتے اس سے
 معلوم ہوا کہ عورتوں کی آواز کی حرمت مزا میر کی آواز کی حرمت کی طرح نہیں بلکہ عورتوں
 کی آواز اور جگہ حرام ہوتی ہے جہاں فتنہ کا خوف ہو غرض کہ یہ قیاسات اور نصیحتیں دلالت
 کرتی ہیں کہ راگ اور ناچ اور دف بجانا اور سپہ اور ہتھیاروں کی گیلنا اور شیون اور زنگیوں
 کے ناچ کو دیکھنا سب اوقات سرور میں مباح ہے بقیاس و زعمید کہ وہ بھی سرور کا وقت
 ہے اور اس کی مثل شادی اور ولیمہ اور عقیقہ اور ختنہ اور مسافر کے گھر آ کر کا دن ہو اور
 تمام اسباب فرح یعنی شہرے شرفا خوشی کرنی درست ہے اور کابھی حال ہو اور از انجا
 کہ یاروں کی ایک جگہ جمع ہونے اور ملاقات کرنے اور با یکدیگر کمانا کمانے اور گفتگو
 کرنے سے بھی خوشی کرنی جائز ہے تو یہ موقع بھی راگ سننے کا بہت شرم عاشقوں کا راگ
 شوق کی تحریک اور عشق کے دو بالا ہونے اور نفس کی تسکین کے لئے تو اگر معشوق کے
 سامنے ہو تب تو غرض لذت کی زیادہ ہونے سے ہوتی ہے اور اگر اس کی جدائی میں ہو تو
 مقصود شوق کا اوہار نہ ہوتا ہے اور شوق ہر چند رنج ہو مگر اوس میں وصال کی توقع ملی
 ہو گو نہ لذت ہی دیتا ہو کیونکہ توقع لذت نہ ہوتی ہے اور یاس و رور دہندہ ہوتی ہے اور
 لذت توقع اوس قدر قوی ہوتی ہے جس قدر شوق قوی ہوتا ہے غرض کہ اس آگ میں عشق کا
 دو بالا کرنا اور شوق کو حرکت دینا اور توقع وصال کی لذت کا حاصل کرنا ہوتا ہے اور
 حسن محبوب کا بیان طول دیا جاتا ہے اور اس طرح کاراگ بھی حلال ہے بشرطیکہ معشوق اول
 لوگوں میں سے ہو چنکا وصال مباح ہو مثلاً کوئی شخص اپنی منکوحہ یا حرم پر عاشق ہو جاوے

تو اسکے رگ پر کان لگا تاہی تاکہ آنکھ کو اسکے دیدار سے اور کان کو ادنیٰ کی آواز سے ملے
 ہو اور معانی لطیف وصال اور فراق کے دل سے جتنا بجا تو یہ لذت کے اسباب پہلے ہو جائیں
 اور یہ اقسام لذت دنیا کے سببات اور شمع سے متع لینے کے بین اور شمع دنیا سبب اللہ
 ہی اور یہ امور ہی اسی میں ہیں اور اس طرح اگر اسکے پاس جس جادو یا کسی اور سبب سے
 جدائی واقع ہو تو اس کو جو جائز ہو کہ اپنے شوق کی تحریک راگ سے کرے اور شمع سے لذت
 رجا وصال ہو بہار لیکن اگر اس کو بیچارے یا زوجہ کو طلاق دیکے تو اس صورت میں جو کہ
 شوق راگ سے اوپر حرام ہو اسکے کہ جس جگہ وصال اور دیدار جائز نہیں تو ان تحریک
 شوق بھی ناجائز ہی اور جو شخص اپنے ولین صورت کسی عورت یا لڑکی خیال کرے جسکی طرف بھلا
 اس کو حلال نہیں اور جو کہ راگ سے اس کو اسی صورت پر ڈھالنا جادو تو یہ حرام ہے کہ
 اس فکر افعال ممنوعہ کا پیدا ہوتا ہی اور اکثر عشاق اور جوانان ہو قوت قلبہ بشوہ مشین
 اس خیال سے خالی نہیں ہوتے کہ یہ نہ کچھ ولین کہتے ہیں اور یہ امر اسکے حق میں ممنوع ہے
 اسوجہ سے کہ ایمین ایک اور سوگ مخفی ہے نہ اسوجہ سے کہ خود راگ میں کوئی بات ہو اور
 ہمیں جب کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ عشق کیا چیز ہے تو کہا ایک دہقان جو آدمی کے دماغ میں
 چڑھ جاتا ہی جماع سے جاتا رہتا ہی اور شمع سے بڑھتا ہی ہفتیم اولن لوگوں کا سماع
 جو اللہ تعالیٰ کے عاشق اور اسکے دیدار کے اشتاق ہوں کہ
 جس چیز پر نظر کریں او میں اس نور پاک کو دیکھیں اور جو آواز سنیں اس کو اس سے یا
 اسکے باب میں جانیں تو ایسے لوگوں کے حق میں راگ ادنیٰ شوق کو او بہار تاہی اور شوق
 و محبت کو بختہ کرنا ہی اور دل پر کام چھاق کا کرنا ہی اور او میں سے اون مکاشفات اور نکات
 کو ظاہر کرنا ہی کہ خارج از حیلہ و صفا ہیں جو ان کو حکمتنا ہی مہی ان کو پہچاننا ہی اور جسکی

جس اور کئے چکنے سے کندہ ہوتی ہو وہ اول کو کیا جانے اور ان حالات کا نام ازباقہ کے یہاں
 وجود ہے جو وجود سے ماخوذ ہے یعنی اپنے نفس میں وہ احوال موجود پائے جو راگ سے بیشتر
 نہیں معلوم ہوتے تھے چنانچہ حالات کے سبب بعد کو انکے لواحق اور توالج ایسے پیدا ہوئے
 ہیں کہ اول کو اپنی آگ سے ہونک دیتے ہیں اور اس کو کدورات سے ایسا صاف کر دیتے
 ہیں جیسے آگ میں تپ کر میل سونے چاندی وغیرہ کا دور ہو جانا ہی اور اس صفائی کے
 بعد شاہدات اور مکاشفات ہوتے ہیں جو علت غائی عاشقان خدا اور ثمرہ جمیع عبادت
 ہی تو ان چیزوں کا ذریعہ ہی منجملہ عبادت ہو گا نہ محضیت یا صباح اور دیکو راگ سے ان حالات
 کے حاصل ہو مگر اسباب ہی ہی کہ نعمات موزون اور ارواح میں مناسبت ہونے خدایت کا
 کاراز ہی ارواح کو اللہ تعالیٰ نے نعمات کا سخن بنایا ہی اور انکے اثر سے شوق اور خوشی
 اور غم اور انبساط اور انقباض ارواح میں پیدا ہوتے ہیں اور آوازوں کے ارواح کے متاثر
 ہونے کا سبب معلوم مکاشفات کے دقائق میں ہے جو خوشی آدمی سنگدل طبیعت کا منجھراگ کی
 لذت محروم اور کسے والیکو بولذت معلوم ہوتی ہی اور وجہ کی حالت میں اس کا حال
 دیگر کون ہوتا ہی اور رنگ بدل جاتا ہی اس کو دیکھ کر تعجب کرتا ہی لیکن اس کا تعجب ایسا ہر
 جیسا جو پایہ لوزینہ کی لذت سے تعجب کرے یا نامر ولذت مباشرت ہے اور لذت کا لذت ریا
 اور اسباب جاہ کی وسعت اور جاہل آدمی لذت معرفت الہی اور اس کے جلال و عظمت اور
 عبادت صنعت کے اور اک کی لذت سے تعجب کرے اور ان سب کا ایک ہی سبب یعنی لذت
 ایک تہم کا اور لذت جو قوت بدر کہ کو چاہتا ہی تو جسکے قوت بدر کہ کامل نہوگی اس کو لذت کیسے
 معلوم ہوگی مثلاً اگر کسی شخص میں قوت ذائقہ نہوگی وہ مزہ کیسے معلوم کرے گا اور جو بہرہوگا
 اس کو آوازوں کی لذت کیسے معلوم ہوگی اور جسکی عقل نہوگی وہ عقلی چیزوں کا کیسے اور

کر گیا استیلاخ کان میں آواز پہنچنے سے راگ کا حفا دکے اندر کے حسن لطیفی سے معلوم
 ہوتا ہے تو جسکو وہ جس ہوگی اور سکو راگ کی لذت بھی ہوگی اب شاید تم یہ کہو کہ خدا تعالیٰ
 کے حق میں عشق کیسے ہو سکتا ہے تاکہ راگ اور سکا محرک ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص
 اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے اور اس سے بالضرورت محبت کرتا ہے اور جس کی معرفت پختہ ہو جاتی ہے اور اس کی
 محبت بھی پختہ ہو جاتی ہے اور محبت جب زیادہ پختہ ہوتی ہے تو اسکو عشق کہتے ہیں کیونکہ
 عشق کے معنی فراط محبت ہو کہ وہ کے ہیں اور اسیدوہ سے جب عرب کا لوگوں نے آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ فارحہ میں عبادت الہی کے لئے تنہا رہتے ہیں تو کہنے لگے
 کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے ہیں اور نیز جانتا چاہئے
 کہ جمال جس قوت بدر کے سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے نزدیک محبوب ہوتا ہے اور یہ پر تو خالق
 جل شانہ کا ہے کہ وہ خود جمیل ہے اور یہ جمال کو محبوب رکھتا ہے تو اگر جمال ظاہری ہوگا یعنی کمال
 کا سو ڈول ہونا اور رنگ صاف ہونا وغیرہ تو یہ آنکھ کے حاسے معلوم ہوتا ہے اور اگر
 جمال باطنی ہے یعنی جلال و عظمت اور خلوصی تربیت اور صفات اور اخلاق کا اچھا ہونا اور
 جمیع خلق کے ساتھ ارادہ خیر کرنا اور بیشہ مخلوق پر نیکی کا جاری رکھنا وغیرہ تو یہ کمال
 حاسے معلوم ہوتا ہے اور لفظ جمال کسی صفات باطنی کی خوبی کے لئے بھی پہلے ہیں چنانچہ
 کہتے ہیں کہ فلان شخص جمیل ہے حالانکہ اس کی صورت مقصود نہیں ہوتی بلکہ یہ غرض الٰہی
 ہے کہ جمیل الاخلاق اور محمود الصفات اور سیرت کا اچھا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ایک کو
 دوسرے انہیں صفات باطنی کی محبت سے محبت ہوتی ہے جیسے ظاہر کی خوبصورتی کی
 وجہ سے محبت ہوتی ہے اور یہی محبت کسی بڑے بڑے عشق کہلائے لگتی ہے چنانچہ امام شافعی اور
 امام مالک اور امام اعظم رحمہم اللہ کی محبت میں بڑے ہوئے بہت لوگ ہیں کہ اپنی جان پر

مال اونکی یاری اور طر فزاری میں خرچ کر فالین اور غلو اور مبالغہ کسی عاشق میں بھی
استانہو کا جتنا اونکو حاصل ہے تو بڑے تعجب کی بات کہ ایسے لوگوں پر عاشق ہونا جنکی صورت کبھی
نہیں دیکھی کہ خوبصورت تھے یا بد صورت اور اب وہ انتقال کر گئے صرف جمال باطنی اور
خصائل حمیدہ اور علم دینی کے خیرات جاری دیکھنے سے تو سمجھ میں آوے اور ممکن ہو اور
جس ذات پاک کا یہ حال ہو کہ دنیا میں جتنی خیرات اور جمال اور محبوب ہیں وہ سب کی
خوبیوں کا پرتو ہوں اور اسکے آثار کرم کی علامت اور دریا جو دکا قطرہ بلکہ تمام بح
جمال جو عالم میں عقل سے خواہ حواس ظاہری سے آنکھ کان وغیرہ سے شروع پیدائش دنیا سے
آخر تک اور ثریا سے لیکر اسفل السافلین تک معلوم ہوتا ہو اور وہ اسکے خزانہ قدرت کا
ایک ذرہ اور اسکے انوار حضرت کا ایک لمحہ ہی تو جن ذات پاک کا وصف یہ ہو سکتا معلوم
نہیں کہ اوسکی محبت کیسے سمجھ میں نہیں آتی اور جو لوگ اسکے اوصاف کے عارف ہوں
اوسکے نزدیک یہ محبت کیسے نہیں بڑھتی بلکہ یہ محبت تو اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اوسکو عشق
کتاب ہی خطا ہو یعنی لفظ عشق ہی اوس آفرات کے مفہوم سے قاصر پڑتا ہو سبحان اللہ عجب
ذات پاک ہے کہ شدت ظہور ہی اوسکے ظہور کا حجاب ہے اور اوسکے نور کی چمک ہی ناکہ و کاپڑ
اگر نور کے ستر پر دو نہیں وہ ذات ستر نہوتی تو اوسکے چہرہ کے انوار اوسکے جمال پاک کو
دیکھنے والوں کی آنکھ ہو نہک دیتی اور اگر اوسکا ظہور سبب اوسکے مخفی ہونیکا نہوتا تو
عقلین حیران اور دل پریشان اور قوتیں ابتر اور اعضا منتشر ہو جاتے اور اگر البتہ
دل پتراور لوہے کے ہوتے تو اوسکے ادنیٰ انوار تجلی کے سامنے چمکنا چور ہو جاتے کیونکہ نور انوار
کی مابیت کی تاب شہر میں کہاں ہو سکتی ہے اور عنقریب اس اشارہ کی تحقیق باب محبت جلد
چہارم میں مذکور ہوگی اور معلوم ہوگا کہ محبت خیر اللہ کی تصور اور جمالت ہی بلکہ معرفت کا

محقق سوا خدا تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں پہچانتا کیونکہ حقیقت میں سوا اللہ تعالیٰ
 کے اور اس کے افعال کی اور کوئی چیز موجود نہیں تو جو کوئی افعال کو اس نظر سے پہچانے
 گا کہ افعال میں اس کی معرفت فاعل سے آگے نہ بڑھے گی اور دوسرے کثیر بنجائیگی مثلاً جو شکر
 امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے علم و تصنیف کو اس لحاظ سے پہچانے گا کہ یہ اور ان کی
 تصنیف قطع نظر اس سے کہ وہ کاغذ جلد اور سیاہی اور کلام منتظم اور زبان عربی ہو تو اس کی
 معرفت امام شافعی رحمہ اللہ سے دوسرے کثیر بنجائیگی اور نہ ان کے غیر کی محبت دلیں
 آویگی اب دنیا کی موجودات کو جو نظر کیجئے تو کل موجودات اللہ تعالیٰ کے تصنیف اور اس کے
 فعل ہیں جو کوئی ان کو اس نظر اور اعتبار سے پہچانے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری
 تو وہ ان مصنوعات میں صنائع ہی کی حدفات و کمیگیا جیسے خوبی تصنیف سے معصفت کی
 فضیلت اور اس کی قدر کی بزرگی معلوم ہوتی ہو اور اس کی معرفت و محبت ہی خالص
 ہی پر منحصر رہے گی دوسرے کثیر بنجائے گا کیونکہ اس عشق کی تعریف یہ ہے کہ شرکت قبول
 نہیں کرنا اس کے سوا جتنے عشق ہیں وہ شرکت قبول کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا
 جو محبوب اس کا نظیر ممکن ہے خواہ وجود میں یا امکان میں مگر اس جمال کا ثانی نہ اس کا
 میں ہو سکتا ہے نہ وجود میں اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی محبت کو عشق کہنا مجازی ہے حقیقی
 ہاں جو شخص کہ کم عقل چو پایہ کے قریب ہوتے ہیں وہ لفظ عشق سے طلب وصال ہی سمجھتے
 ہیں جس کے معنی اجسام ظاہری کے ملنے اور شہوت جماع کے پورا کرنے کے ہیں تو ان جیسے گنہگار
 کے سامنے الفاظ عشق اور شوق اور وصال اور انس کے بولنے بچا نہیں بلکہ ان کے سامنے
 سے اجتناب چاہئے جیسے چو پایہ کے سامنے نرگس و ریحان نہیں کہتے اور صرف گمانس لہو
 ہوسہ اور شافون کے پتے رکھ دیتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں اولیٰ الفاظ کا

پیش کشی کرنے والے مولانا

بولنا جائز ہے جس سنتے والیکو ایسی باتوں کا وہم نہ ہو جسے اللہ تعالیٰ کو منترہ کہنا واجب ہے
اور وہم لوگوں میں اونکی سمجھ کے موافق مختلف ہوا کرتے ہیں تو ان جیسے الفاظ میں اس
دقیقہ کو یاد رکھنا چاہئے

بایںچہ نہ فہم لاف معنی چہ زنی طفلانہ بطفل گفتگو باید کرد

بلکہ عجیب نہیں کہ صفات الہی کے سنتے ہی دل پر وہ وجد غالب ہو جس کے سبب دل بیٹا جاوے
چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ اپنے ذکر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا کسی پہاڑ پر تھا اوسنے اپنی ماں سے پوچھا
کہ آسمان کسے پیدا کیا اوسنے کہا اللہ عزوجل نے پہر کہا کہ زمین کو کسے پیدا کیا اوسنے
کہا اللہ تعالیٰ نے پہر پوچھا کہ پہاڑ وں کو کسے بنایا اوسکی ماں نے کہا کہ اللہ جل شانہ
نے اوسنے پوچھا کہ بادل کسے پیدا کیا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس لڑکے نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ کی یہ شان ہے اور یہ لکھ کر اپنے آپکو پہاڑ پر سے گرا دیا اور پاش پاش ہو گیا اور
اسکا سبب غالباً یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب اوسنے وہ باتیں سنیں جو اللہ تعالیٰ کے جلال
اور قدرت کامل کی دلیل ہوں تو اوسکو طرب اور وجد ہوا اور وجد کی حالت میں
اپنے آپکو گرا دیا اور کتابین آسمانی سب اسٹے اور ترین کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لوگ
طرب کریں بعض کا برفرماتے ہیں کہ میں نے انجیل میں لکھا دیکھا ہے کہ تجھے تمہارے سامنے گایا
مگر تھے طرب کیا اور ہم نے تمہارے لیے مزار بجا یا مگر تم نہ ناچے یعنی ہم نے اللہ تعالیٰ کے
ذکر کا تم کو شوق دلایا مگر تم مشتاق نہ ہوئے یہ ہے جو ہم نے راگ کے اقسام اور اسباب
اور مقتضات و مفاہم ذکر کرنا چاہا تھا اور یہاں تک یقیناً معلوم ہو گیا کہ بعض جگہ میں راگ
سباج ہے اور بعض میں سحر ہے اب ہم اون عوارض کو کہتے ہیں جن سے راگ حرام ہو جاتا

تیسرا بیان عواض کے ذکر میں جسے اگر حرام جاتا ہو وہ پانچ عواض میں

اول یہ کہ گانیوالی عورت جو جسکی طرف دیکھنا حلال نہ ہو اور اسکے راک سننے سے فتنہ کا
خوف ہو اور اسی کے حکم میں لڑکا بے ریشا ہو جسکا گانا سننے سے فتنہ کا خوف ہو اور یہ حرام
ہو اسوجہ سے کہ اس میں فتنہ کا خوف ہو اور یہ سرت راک کی وجہ نہیں بلکہ اگر عورت ایسی ہو
کہ باتیں کرنے سے اسکی آواز کے باعث فتنہ کا خوف ہو تو اس سے کلام کرنا درست نہیں
اور نہ تلاوت میں اسکی آواز کا سننا جائز ہو اور یہی حال لڑکے کا ہے بشرطیکہ فتنہ کا
خوف ہو اب اگر یہ کہو کہ تم اسکو حرام ہر حال میں کہتے ہو تاکہ یہ باب بالکلیہ جاتا ہو یا حرام
اویسی جگہ کہتے ہو جہاں فتنہ کا خوف ہو اور جس شخص کے حق میں فتنہ کا خوف ہو تو اسکو
جواب یہ ہو کہ فتنہ کی رو یہ مسئلہ دو احتمال رکھتا ہے اور دو اصولوں میں منطبق ہو سکتا
ہو ایک اصل تو یہ ہو کہ اجنبی عورت سے خلوت کرنی اور اسکی صورت دیکھنی حرام ہے خواہ
فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو اسلئے کہ یہ امر فی الجملہ عمل فتنہ ہے تو شریعت نے اسباب کو بند کر کے
لئے حکم فرما دیا اور صورتوں کی طرف التفات نہیں کیا اور دوسری اصل یہ ہو کہ لڑکوں
کی طرف دیکھنا مباح ہے بجز اس حال کے کہ فتنہ کا خوف ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کا
حال عورتوں کی طرح پر عام نہیں بلکہ انکے باب میں خوف فتنہ کی بیروی کی جاتی ہے اور
عورت کی آواز ان دونوں اصولوں پر منطبق ہو سکتی ہے تو اگر اسکو دیکھنے پر قیاس
کریں تب تو اسکی آواز کا نہ سننا ہی چاہئے اور یہی قیاس فریب مگر دیکھنے اور آواز
سننے میں فرق ہی ہے اسلئے کہ شہوت اول ہی وہ میں دیکھنے کی مقتضی ہوتی ہے اور

آواز سننے کی داعی نہیں ہوتے علاوہ اذین دیکھنے سے شہوت چمٹنے کی زیادہ حرکت کرتی
 ہے بہ نسبت آواز سننے کے اور آواز عورت کی راگ کے سوا ستر ہی نہیں کیونکہ عورتیں جماع
 رضی اللہ عنہم کے وقت میں مدد و سک باتیں کیا کرتی تھیں یعنی سلام اور استغفار اور سوال
 اور شہورہ وغیرہ کرتی تھیں مگر راگ کو شہوت کی تحریک میں زیادہ اثر ہی تو آواز کا قیاس
 کرنا اور کون کچ دیکھتے پر بہتر ہی اسلئے کہ جیسا عورتوں کو آواز مخفی رکھنے کا حکم نہیں دیا یہی
 مردوں کو پردہ کرنا حکم نہیں اس صورت میں خوف فتنہ پر حرمت منحصر ہونی چاہیئے ہمارے نزدیک
 قرین قیاس ہی ہے اور حدیث دونوں لڑکیوں کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں
 گانے کی اسی کی ہودی ہو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 اونکی آواز سننے رہے اور آواز سے احتراز کیا کیونکہ فتنہ کا خوف آیکونہ تھا غرض کہ اسکا حال
 عورت اور مرد کے احوال کے لحاظ سے مختلف ہوگا جو ان کا اور حکم ہوگا اور بوڑھوں کا اور
 ان جیسی باتوں میں حکم کا مختلف ہونا کچھ بعید نہیں مثلاً ہم کہتے ہیں کہ اگر روزہ دار بوڑھا
 ہو اور وہ اپنی بی بی کا بوسہ لے لے تو اسکو جائز ہے اور جوان کو بوسہ لینا درست نہیں
 اسلئے کہ بوسہ مقتضی جماع کا ہوگا روزہ کی حالت میں اور وہ ممنوع ہے اور سماع ہی مقتضی
 دیکھنے اور قربت کا ہوتا ہے تو جس شخص کے حق میں ہو اسکو حرام ہوگا پس سماع بھی ہر شخص
 کے حق میں جدا حکم رکھتا ہے وہم یہ کہ آلات سماع اچھے ننوں مثلاً میخواروں اور غنچوں
 کے سفار ہوں جیسے مزہیر اور ڈورو اور تار کے باجے اور ان تینوں کے سوا اور اپنی
 اصل پر یعنی اباحت پر ہیں جیسے دنگ کو اوہین جھانچہ ہوں اور نقارہ اور شاہین اور
 لکڑی پرگت لگانا اور دوسرے آلات میں سو ہم یہ کہ نظم میں خرابی ہو یعنی شعر میں اگر
 فحش اور بیہودگی اور جھوٹ اور جو باتیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیر یا اصحابہ رضی اللہ عنہم پر جوٹ ہوں جیسے رافضی اصحاب رضی اللہ عنہم کی شان میں ہے
 چنانچہ تو اس طرح کی باتوں کا سنا گیت کی طرح اور بدون گیت کے حرام ہے اور سننے والا
 کہنے والے کا شریک ہے اسی طرح وہ اشعار جن میں کسی خاص عورت کا وصف ہو کیونکہ عورت کا
 ذکر مردوں کے سامنے جائز نہیں جس سے اس کے بدن یا اعضا کا حال معلوم ہو کیونکہ اگر
 اور بدعتیوں کی جو کرنی درست ہے چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے کافروں کی خصوصیت کیا کرتے تھے اور
 کفار کی بھڑکیاں کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان کو اسلئے اُتار
 دیدی تھی لیکن اشعار تشبیب کے یعنی ذکر خط وخال اور رخسار و قد وغیرہ عورتوں کے اعضا
 کا جو شروع قصائد میں معمول ہے تو امین مائل ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نظم کرنا اور پڑھنا
 خواہ آواز سے ہو یا بدون آواز کے حرام نہیں اور سننے والے کو چاہئے کہ اُن اور صفات
 کو کسی عورت پر نہ ڈھالے اور اگر ڈھالے تو ایسی عورت پر ڈھالے جو اس کو حلال ہو
 مثلاً اپنی مشکوٰۃ یا حرم پر اور اگر اجنبی عورت پر ڈھالے گا تو اس ڈھالنے اور اسباب میں
 فکر و وٹانے سے گناہ گار ہو گا اور جس شخص کا حال یہ ہو کہ مضامین اشعار کو اجنبی عورت
 پر ڈھالتا ہو تو اس کو سر سے راگ نہ سنا چاہئے اسلئے کہ جس شخص پر حشوق غالب ہوتا ہو وہ
 جو کچھ سنتا ہے اپنے معشوق پر ڈھال لیتا ہے خواہ لفظ مناسب ہو یا نہ ہو کیونکہ کوئی لفظ
 ایسا نہیں جس کو استعارہ کے طور پر بہت سے معانی پر نہ ڈھال سکیں مثلاً جسکے دل پر حشوق آتی
 غالب ہوتا ہو وہ زلفون کی سیما ہی سے کفر کی تاریکی خیال کرتا ہے اور سیدھی اور نازکی
 رخسار سے نور ایمان اور وصال کے ذکر سے دیدار الہی اور فراق کے مغموم کی اسکی
 جنابت مردود و کج زمرہ میں محبوب ہونا اور رقیب وصال کے محل سے دنیا کے عوائق و

آفات جو اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے کر اسی میں خلل انداز ہیں سمجھ لینا ہی اور ان الفاظ کو معانی
 مذکورہ پر ڈھالنے میں اوسکو کچھ تامل اور فکر اور مصلحت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جو بات
 اوسکے دل پر غالب ہیں وہ لفظوں کے ساتھ میں جھٹ بٹ سمجھ میں آتی ہیں چنانچہ کئی کئی
 کا ذکر ہے کہ بازار میں گزرے اور کہہ دیکھتے سنا کہ خیاباں کے دروازے اور کوا و سیوت و جد گیا
 کئی نے جو حال پوچھا تو کہا کہ جب خیاباں کے دروازے میں تو اشار کی کیا قیمت ہوگی یعنی
 خیاباں جو بمعنی کبیرہ کے تھا اوسکو فوراً جمع خیر بمعنی بہتر سمجھ لیا اور ایک اور شخص کا گذر
 بازار میں ہوا اور کہہ دیکھتے سنا یا ستر بری تو اوکو وجد گیا لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا وجد کس طرح
 کا تھا کہا کہ میں نے سنا کہ گویا وہ یہ کہتا ہے **الشیع ترہیجی** یعنی تو کو شش کر میرا سلوک کیہیگا
 حتیٰ کہ فارس والون پر کبھی وجد آجاتا ہے عرب کے اشعار سے اسنے کہ عربی کے بعض کلمات
 فارسی الفاظ کے ہونے ہوتے ہیں اسنے اونسے اور معنی سمجھ لیتے ہیں مثلاً کسی نے یہ
 مصرع پڑھا **ع ما زارنی فی اللیل لا یخیا لہ** اوسپر ایک فارسی نے وجد کیا اوس سے
 لوگوں نے وجد کا سبب پوچھا تو سنے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ مازاریم یعنی لفظ زار فارسی
 میں خفیف اور قریب الکر کو کہتے ہیں اور مانافہ کو فارسی کی ضمیر جمع متکلم سمجھ کر یہ خیال کیا
 کہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ ہم سب آلودہ ہلاک ہیں اور اسوقت اوسکے دل میں اندیشہ آخرت
 کی ہلاکی کا ہوا جو باعث وجد ہوا اور جو شخص آتش محبت الہی میں جل رہا ہو اوسکا وجد سکی
 سمجھ کے موافق ہو اور اوسکی سمجھ اوسکے خیال کے موافق اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ اوسکا
 تخیل شاعر کی مراد کے موافق پڑے یا شعر کی زبان سمجھے تو اس طرح کا وجد حق اور درست
 اور جو کوئی آخرت کے ہلاک ہونے کا خطرہ معلوم کرے تو اوسپر جو کچھ کیفیت منو جائے وہ
 توڑی ہو عقل کا مختل اور اعضا کا مضطرب ہو جانا کیا بڑی بات ہے غرض کہ حقانی وجد اور

لے الفاظ تیسکے بلنوسین کہ بڑا فائدہ نہیں وہ تو جو نالفظ جنس ثبات کا سنیں گے اس سے
اپنا مطالب نکال لین گے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر

چو شوریدگان می پرستی کنند | بر آواز و لابلاب سستی کنند

بلکہ جس شخص پر مخلوق کا عشق غالب ہو اسکو چاہئے کہ کسی لفظ سے راگ نہ سنے اور اس
محتر زہری چپارہم یہ کہ سننے والے میں خرابی ہو یعنی شہوت غالب ہو اور عین بہار طالع
ہو اور یہ صفت اور صفات کی نسبت کراو سپر غالب ہو تو اسکو راگ سننا حرام ہی خواہ
اسکے دلپر کسی معین شخص کی محبت غالب ہو یا نہیں کیونکہ وہ کسی حال میں ہوا کرے مگر جب
وصف زلف و رخسار و رفاق اور وصال کا سنے لگا تو اسکی شہوت جنبش کر گئی اور
اون الفاظ کو کسی معین صورت پر ڈھال لیا جسکو شیطان اسکے دلمیں پہونک دیا اس صورت
میں شہوت کی آگ بڑک اوشیگی اور شر کے اسباب تیز ہو جائیں گے اور اسی کا نام شیطان
کے لشکر کو مدد دینا اور عقل کو جو لشکر الہی ہے اور شیطان سب جاتی ہے شکست دینا ہے اور دل
کے اندر شیطان کے لشکر یعنی شہوات اور اشد تعالے کے لشکر یعنی نور عقل میں ہمیشہ
لڑائی رہا کرتی ہے تجز اس نل کے حسین ایک لشکر کی فتح ہو گئی ہو اور دوسرا بالکل
مغلوب ہو گیا ہو کہ اوہیں جنگ موقوف ہو جاتی ہے اور اب تو اکثر دل ایسے ہی ہیں جب کو لشکر
شیطان نے جیت لیا ہے اور اوپر وہی غالب ہو رہا ہے تو اس صورت میں ضرور ہوا کہ
از سر نو سامان جنگ مہیا کیا جاوے تاکہ لشکر شیطان کا دلمیں سے پاؤں اوکھیرے تاکہ
شیطان کے ہتھیار بہت کر دئے جاوین اور اسکی تلواروں پر بارہ کر ہی جاوے اور بلایز
تو کیلی کر دیجاوین اور اس قسم کے لوگوں کے حق میں راگ ایسا ہی ہے کہ شیطانی لشکر کے
ہتھیار تیز کر دیتا ہے تو ایسے آدمی کو سماع کی مجلس میں سے کلجنا چاہئے ورنہ اسکو سماع سے

ضرر کثیر ہو گا چنانچہ یہ کہ سننے والا عام لوگوں میں سے ہو اور اوپر نہ محبت خدا تعالیٰ کی غالب ہو
کہ سماع اوسکو اچھا معلوم ہو اور نہ اوپر شہوت ہی غالب ہو کہ اوسکے حق میں راکل مشوع
ہو تو ایسے شخص کے حق میں سماع ایسا ہی جیسے اور لذتیں مباح ہیں لیکن اگر عامی شخص ہو کہ
اپنی عادت بنا لیا اور اپنے اکثر اوقات اسی میں صرف کر چکا تو یہی حق ہو جسکی کوئی قبول
نہوگی اسلئے کہ کیل پر موانعت کرنی گناہ کبیرہ ہو اور صریح گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے
کبیرہ ہو جتنا ہی اسی طرح مباح پر اصرار کرنے سے گناہ ہو جتنا ہی مثلاً زنگیوں اور حبشیوں
کے پیچھے پڑا رہنا اور انکے کیل تماشے دمام دیکھنے ممنوع ہیں اگرچہ چل اذکی ممنوع نہیں
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکو کیا ہی اور اوس قبیل سے شریعت
کیلنا کہ یہ بھی مباح ہو لیکن ہمیشہ کیلنا سخت مکروہ ہو اور جس صورت میں کہ اوس کیل
اور لذت مقصود ہو تو مباح اسیوجہ سے ہوتی ہو کہ دلو آرام دینا ہوتا ہی اور بعض اوقات
دلو راحت پہنچانا ہی اوسکا علاج ہوتا ہی تاکہ تھوڑا سا سستا کر باقی اوقات دنیا کے
کاموں میں جہد و جہد کرے تشل کار و بار تجارت کے یا دینی کاموں میں مشغول ہوش
نماز و تلاوت کے اور بہت سی محنت میں تھوڑا سا کیل ایسا سمجھنا چاہئے جیسے رخسار پر تل ہونا
ہو کہ ہر چند کالا ہو تا ہے مگر اچھا معلوم ہوتا ہی اور اگر بالکل رخسار پر بہت تل ہو جاوین
کہ تل کہنے کو جگہ نہ ہے تو ظاہر ہو کہ رخسار نہایت بد صورت ہو جاوینگا اور جو چیز حسن کی تھی
وہی کثرت کے سبب قباحت کی ہو جائیگی تو یہ بات نہیں کہ جو چیز اچھی ہو وہ بہت ہو کر
بھی ابھی ہو اگرے یا جو چیز مباح ہو وہ کثیر ہی مباح ہی رہی بلکہ اکثر ہی ہو کہ کثرت باعث کثرت
اور حسرت کو پہنچ جاتی ہو مثلاً روٹی مباح ہو اور کثرت سے کتنا حرام ہو تو سماع ہی اور سماع
کیطرح ہو کہ کسی کامضائقہ نہیں اور روزمرہ کا معمول ڈالنا مکروہ اور ممنوع ہو تا ہے

اگر یہ کہو کہ تمہاری تقریر سے پایا جاتا ہے کہ سماع بعض احوال میں سباح ہو اور بعض میں سباح
 نہیں تو تم نے اول اس کو سباح مطلق کیوں کہد یا تم تو خود قائل ہو کہ جس امر میں تفصیل ہو
 اس کے باب میں مطلق بان یا نہیں کہد یا خلاف اور غلط ہے تمہارے بد و ن تفصیل مطلق کی جو
 کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اطلاق حکم اس تفصیل میں ممنوع ہے کہ جو خود اس شے میں
 بد و ن لحاظ دوسری چیز کے پائی جاوے اور جو تفصیل کے عوارض کے سبب پیدا ہو تو اس
 مطلق بیان کر دینا ممنوع نہیں دیکھو ہم سے اگر کوئی سوال کرے کہ شہد حلال ہے یا نہیں
 تو ہم مطلق یہی کہیں گے کہ حلال ہے یا وجودیکہ وہ ایسے گرم مزاج والے پر حرام ہو جس کو اس
 ضرر پہنچتا ہو اور اگر کوئی ہم سے شراب کا حال پوچھے تو ہم یہی کہیں گے کہ حرام ہے حالانکہ وہ
 اس شخص کے حق میں حلال ہے جس کے گلے میں لقمہ ایک جاوے اور دوسری چیز اس کے نیچے
 اوتارنے کی نہ پاوے لیکن اسٹس لحاظ سے کہ وہ شراب بلاشبہ حرام ہے صرف حاجت کی
 وجہ سے حلال ہو گئی اور شہد اس اعتبار سے کہ شہد ہے حلال ہے حرام صرف ضرر کے عارض
 ہونے سے ہو جاتا ہے اور جو بات کے عارض کی وجہ سے ہوتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں جیسے
 بیع حلال ہے لیکن اگر جمعہ کی اذان کے وقت پڑے تو حرام ہو جاتی ہے یا سطرچ اور عوارض
 حرمت ہو سکتی ہے مگر اون پر التفات نہیں کیا جاتا پس سماع کو بھی ایسا ہی جاننا چاہئے کہ اگر
 بد و ن لحاظ عوارض کے دیکھو تو اس نظر سے کہ وہ مستناعدہ آواز مفہوم المعنی اور موزون
 ہی سماع ہے اور اس کی حرمت صرف کسی امر خارجی سے ہو جاتی ہے جو اس کی حقیقت ذاتی
 میں داخل نہیں ہوتی پس جبکہ دلیل اباحت کا حال خوب واضح ہو گیا تو اب ہر کوئی
 شخص کی پروا نہیں جو بعد دلیل ظاہر ہونیکے اس کے خلاف کہے اور امام شافعی رحمہ اللہ
 کا تو مذہب ہی نہیں کہ راگ کو حرام کہیں اور اونہونے یہ تصریح کی ہے کہ جو کوئی اس کو

اپنا پیشہ مقرر کر لے اوسکی گواہی درست نہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس قسم کا مکروہ
 ہی جو باطل کا مشابہ ہی اور جو ایسے امر کو اپنا پیشہ بنائے گا تو سفاہت اور بے مروتی کی طعن
 منسوب ہوگا گو سماع حرام ظاہر حرمت والا نہیں اور اگر اپنے آپ کو راگ والا نہ کہلائے گا تو
 نہ اسوجہ سے کوئی اوسکے پاس آوے اور نہ وہ خود اسکی خاطر دوسرے کے یہاں جائے
 بلکہ یوں مشہور ہو کہ کہی کہی کچھ کا کرول خوش کر لیتا ہی تو یہ امر مروت کو ساقط نہیں
 کرتا اور نہ گواہی باطل ہو اور استدلال امام شافعی رحمہ اللہ کا وہی حدیث دونوں
 لیکھو کہ کی ہی جو اوپر گزری اور یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ
 سے پوچھا کہ اہل مدینہ راگ کو مباح کہتے ہیں اسکا حال فرمائیے آپنے فرمایا کہ علماء حجاز
 میں سے میں کسی کو نہیں جانتا جسے راگ کو مکروہ کہا ہو جو اس راگ کے جو اوصاف
 کے بانی میں ہوا اور جو حدی اور منزلوں اور اوسکے آثار کا گنا شغروں کے نعمات کی
 طرح اسکے مباح ہونے میں کچھ تردد نہیں اور یہ جو فرمایا کہ راگ وہ کیل ہی جو باطل
 کے مشابہ ہی تو کیل فرمانا درست ہی مگر کیل اس نظر سے کہ کیل ہے حرام نہیں چنانچہ
 حبشیوں کا کیلنا اور نا چننا ہی ایک کیل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے اوسکو دیکھا ہی اور برائین جانا بلکہ اگر کیل کے یہ معنی ہو کہ ایسا کام کرنا جس میں
 کچھ فائدہ نہیں تو اوسپر خدا تعالیٰ ہی مواخذہ نفرمائے گا مثلاً کوئی آدمی اپنا وظیفہ
 کرے کہ تمام دن میں سویا رہا اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا کرے تو یہ حرکت لغو ہے فائدہ نہ
 مگر اسپر مواخذہ نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو لا یؤاخذنکم اللہ فی الغفوی
 فیما اکتماکم فیہ توجب خدا کا نام بطور قسم کے لینے پر بدو ن اوس شے پر عزم کرے کہ مواخذہ
 نہیں تو شعر اور ناچ پر کیسے مواخذہ ہوگا اور یہ جو اپنے فرمایا کہ باطل کے مشابہ

اسی ہی حرمت نہیں سمجھی جاتی بلکہ اگر باطل ہی فرماوے تو حرمت نہ پائی جاتی اسلئے کہ
باطل باوجود کو کہتے ہیں جہین فائدہ نہ ہو تو فقط امتنا ثابت ہو گا کہ اگر من کوئی فائدہ نہیں
مثلاً اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کہے کہ بیٹے اپنے آپکو حیرے ہاتھ پیچ یا اور وہ جواب دے
کہ بیٹے خرید لیا تو یہ معاملہ باطل ہو بشرطیکہ مقصود ول لگی اور جوکل ہو حالانکہ کیا کرنا
حرام نہیں تا آن اگر اس معاملہ سے اس کے حقیقی معنی مراد لیا اور اپنے آپکو حلوک ٹالیر لیا
تو حرام ہوگی کہ شرح نے اسکو منع فرمایا ہو اور یہ جو فرمایا ہو کہ راگ مکروہ ہو تو اسکی
کراہت اونہیں چند جگہوں میں ہو جنکو ہم نے مذکور کیا ہو یا کراہت تنزیہی مراد ہو جیسے
اپنے شطرنج کیلئے کی تصریح کی ہو اور یہ بھی ذکر کیا کہ میں ہر ایک کیل مکروہ جانتا ہوں
اور آپکا علت بیان کرنا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہو کہ کراہت تنزیہی ہو یعنی اپنے
وجہ کراہت یہ فرمائی ہو کہ یہ امر دینداروں اور اہل مروت کی عادت نہیں اور راگ
پر موانعت کرنے سے جو اپنے گواہی نامنطور کر نیکو ارشاد فرمایا ہو تو اس سے ہی حرمت
پائی جاتی کیونکہ شہادت تو بازار میں کمانے سے ہی نہیں مقبول ہوتی حالانکہ اس
مروت قطع نہیں ہوتی بلکہ نورانی ایک امر مباح ہو مگر اہل مروت کا پیشہ نہیں اسلئے
شہادت کبھی حسین پیشہ کرنے سے ہی نامنطور ہوتی ہو غرض کہ بیان علت سے بھی ملو
ہو تا ہو کہ اپنے کراہت سے کراہت تنزیہی مراد لی ہو اور گمان غالب یہ کہ اور اموں کی بھی
مکروہ تنزیہی مراد لیا ہو اور اگر حرمت مراد لی ہو تو یہ ہے جو کچھ لکھا ہو یہی انکا جواب ہے

چوتھا بیان لوگوں کی لیکون ذکرین راگ کے حرمت کے قائل
ہیں اور ان کے جواب میں

اول محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن ذِکَّرَ بِی لَکُمُ الْحَدِیثِ اَلْحَمْدُ
 حضرت ابن مسعود اور حسن بصری اور نخعی رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ لو احدث راگ ہے
 اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبا
 وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے گانیوالی لونڈی کو اور اسکی فروخت کو اور
 اسکے دام کو اور اسکی تعلیم کو تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں گانیوالی لونڈی
 سے وہ لونڈی مقصود ہے جو شراب کی مجلس میں مردوں کے سامنے گاوے اور یہ ہم پہلے
 بیان کر چکے کہ اجنبی عورت کا گانا فاسقوں کے اور ایسے لوگوں کے سامنے جسے فتنہ کا
 خوف ہو حرام ہے اور عربوں کی گانیوالی لونڈی سے ممنوع ہو گانا گواتے تھے اور اگر صرف مالک
 اپنے سامنے گوانے کو لیتا تو اس حدیث سے اسکی حرمت نہیں سمجھی جاتی بلکہ غیر مالک کو
 بھی راگ سننا درست ہے بشرطیکہ فتنہ نہ ہو اور اسکی دلیل وہی حدیث دو ثون لڑکیوں
 کی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں گاتی تھیں اور آیت میں جو لوگوں
 کا خریدنا مذکور ہے اسکے آگے یہ بھی ہے کہ اس حدیث سے کہ اوست اللہ تعالیٰ کی راہ سے
 گمراہ کرے تو وہ واقعہ میں حرام اور برا ہے اور اس میں گفتگو بھی نہیں مگر ہر ایک غنا ایسا
 نہیں کہ دین کے عوض خریدیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کرنے کے لئے ہو
 اور مقصود آیت شریف میں حرمت ایسی ہی راگ کی ہے بلکہ راگ پر کیا موقوف ہے اگر
 بالفرض قرآن نیت سے پڑھے کہ لوگ گمراہ ہوں تو اسکا پڑھنا بھی حرام ہوگا
 چنانچہ کسی منافق کا ذکر ہے کہ وہ لوگوں کی امامت کیا کرتا تھا اور سورہ عبس کے سوا
 دوسری نہ پڑھتا تھا اس لحاظ سے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم
 پر عتاب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے اس فعل کو حرام بنانا اور اسکے قتل کا ارادہ کیا

اس نظر سے کہ وہ نشانگراہ کر نیکاً تھا تو اگر شر اور راک سے غرض گراہ کرنا ہو تو بطریق اولیٰ
 حرام ہو ورمحبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفِئْتِ هٰذَا الْحَدِيثَ تَجِبُوْنَ
 وَتَصْحٰكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِعُوْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ زبانِ جنم میں سمود راک کو کہتے ہیں جس سے سامدون نکلتا ہے تو اسکا ہونا
 یہ ہے کہ اگر آیت میں مذکور ہو نیکی وجہ حرمت ہے تو چاہئے کہ ہنسنا اور رونانا ہی حرام ہو کہ
 یہ دونوں ہی آیت میں مذکور ہیں اور اگر یہ کہو کہ ہنسنے سے ہنسی مخصوص مراد ہے یعنی
 مسلمانوں پر جو یہ مسلمان ہونیکے ہنسنا تو ہم بھی کہتے ہیں کہ راک سے اشعار اور راک مخصوص
 مراد ہے جو مسلمانوں کے مسخر کے باب میں ہو جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالشُّعْرُ اَعْيَابٌ لَهُمْ
 الْعَاوِدُونَ کہ اس میں شعرا کفار سے غرض ہے یہ نہیں پایا جاتا کہ شعرا کفر کرنا فی نفسہ حرم
 ہو سو وہ محبت یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پندے شیطان نوحہ کیا اور اسنے ہی اول راک گایا اس
 حدیث میں راک اور نوحہ کو اکٹھا کر دیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ کچھ حرج ہمیں آخر نوحہ میں
 سے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ اور گناہ گاروں کا نوحہ ہی خطا تو
 پرستہ ہے اسی طرح راک میں کہ وہ راک مستثنیٰ ہوگا جس سے سرور اور حزن اور شوق کی
 تحریک مباح چیزوں کی طرح مراد ہو جیسے عید کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم کے گھر میں دونوں لڑکیوں کا گانا اور جیل و زاب مدینہ مطہرہ میں رونق افزہ
 ہوئے عورتوں کا اس مضمون کا گانا مستثنیٰ ہے شعرا

بدر طالع گشت بر ما از ثنائ یا و دایح	شکر واجب بہت بر ما تا دما دایح کند
--------------------------------------	------------------------------------

چہارم محبت یہ ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی آواز راگ میں بلند کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ
 روزِ قیامت اس کے دونوں ہونڈ ہوں پر بیچ دیتا ہو کہ وہ دونوں اپنی اڑیاں اور اس کے سینہ
 پر اڑتے رہتے ہیں جب تک کہ چپکا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث راگ کی بعض قسم پر
 محمول ہے یعنی جس آگ سے شیطان کی مراد کو حرکت ہوتی ہو شہوت اور مخلوق کا عشق
 اور بھرے لیکن جس آگ سے شوق الی اللہ یا عید کی خوشی یا لڑکا ہونے کی مسرت یا کشتی آب
 کے آنے کی فرحت یا بی جا وے تو یہ سب امور شیطان کی مراد کے مخالف ہیں اور ان کی
 دلیل قصہ اون دولہ کیوں اور حبشیوں کا اور وہ اخبار میں جو ہم صحاح سے نقل
 کر چکے اس لئے کہ جائز ہونا ایک ہی جگہ میں اباحت کی تصریح کر دیتا ہے اور منع ہزار جگہ میں
 ہی تاویل کا متحمل ہے اور تنزیہ کا بھی احتمال رکھتا ہے مگر فعل میں کچھ تاویل نہیں ہے اس لئے
 کہ جب کا کرنا حرام ہے وہ صرف زبردستی کے فارض ہونے سے حلال ہوتا ہے اور جب کا کرنا باج
 ہے وہ بہت سے عوارض سے حرام ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نیتوں اور قصدوں کی جہت سے ہی
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عام رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی چیزیں کہ آدمی اونسے کیلتا ہے باطل ہیں مگر اپنے گھوڑے کو
 پھیرنا اور تیر کو پھینکنا اور لہریں یا بڑے سے چھل کرنی تو اس کا جواب یہ ہے کہ باطل فرما
 سے مسرت نہیں پائی جاتی بلکہ بیٹا اندہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اگر تسلیم ہی کیا جائے
 تو حبشیوں کی طرف دیکھنے کا کیل ان تینوں میں داخل رہے گا اور حرام نہ ہو گا اور محصور
 میں غیر محصور کو قیاس کی وجہ سے ملا لیا جائیگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ
 ارشاد کہ لا یحل لکم ان تکرہوا ما یکرہ اللہ ورسولہ و ما یکرہ المسلمون و ما یکرہ المسلمون
 جاتا ہے تو ایسے ہی بی بی سے چھل کرتا ہے کہ اس سے بجز لذت کے اور کچھ فائدہ نہیں علاوہ

انہیں باغون کی سیر پرندوں کی آوازوں کا سنا اور دوسرے ہنسی سننے جیسے اولیٰ
 کیلنا ہوا زمین سے کوئی حرام نہیں اگرچہ اوکو باطل کہہ سکتے ہیں ششتم حجۃ یہ ہے
 کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے بیعت کی جو کبھی گیت گایا نہ جھوٹ بولا نہ اپنے واسطے ہاتھ سے آلات متاثر
 تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ قول دلیل حرمت ہی تو پاب ہے کہ واسطے ہاتھ سے آلات متاثر
 کا چونا ہی حرام ہو سوا اسکے یہ کہان سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شش
 کو ترک کرتے تھے وہ حرام ہی ہوتی تھی ہفتم حجۃ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
 عنہ نے فرمایا جو کہ راگ ولین نفاق کو اوگا تا ہو اور بعضوں نے اتنا اور زیادہ کہا ہے جیسے
 پانی ترکاری کو اوگا تا ہو اور بعض لوگوں نے اس قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تک مرفوع کیا جو حالانکہ مرفوع صحیح نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت ابن عمر
 رضی اللہ عنہما کے سامنے احرام باندھ ہی ہوئے گذرے اور انہیں ایک شخص راگ گانا مانا
 اپنے فرمایا دوبارہ کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا سے اور نافع سے مروی ہے کہ میں حضرت
 ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں تھا اپنے ایک چرواہے کی بانسری مانی
 اور دونوں اونگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں اور اس راہ سے دوسری طرف
 ہوئے اور مجھ سے پوچھتے جاتے تھے کہ نافع وہ آواز تو سنتا ہے کہ نہیں یہاں تک کہ جب
 میں نے کہا کہ اب آواز نہیں آتی تو اپنے اونگلیاں کانوں میں سے نکال لیں اور فرمایا کہ
 میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے ایسا ہی کیا تھا اور فضیل
 بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راگ زکا منتر ہو اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ راگ بدکاری
 کا ایلچی ہے اور یزید ابن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ راگ سے کنارہ کرو کہ وہ شہوت

بڑھاتا ہے اور مرد کو ڈھاتا ہے اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ
 کا سا اثر کرتا ہے اگر تم خواہ مخواہ سنو یہ تو راگ عورتوں کا مت سنو کہ وہ زنا کا مقتضی ہے
 تو ان سب اقوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول کہ وہ نفاق کا
 ہی اور اس کی غرض ہے کہ گائیولے کے حق میں یہ تاثیر کرتا ہے کیونکہ اس کی غرض یہی ہوتی ہے
 کہ اپنے آپ کو دوسرے پر پیش کرے اور اپنی آواز اس کو سناوے اور لوگوں سے میل میلے کرنا
 ہے کہ اس کے راگ پر راغب ہوں اور ریجھیں اور یہ نفاق کی بات ہے مگر اس سے حرمت
 نہیں ثابت ہوتی کیونکہ نفاق اور ریاء تو عمدہ پوشاک پہنے اور خوب چمکتے گھوڑے پر
 سوار ہونا اور اقسام آرائش اور کسیتی اور انعام وغیرہ سے باہم فخر کرنے سے بھی ولین
 پیدا ہوتا ہے مگر ان کل اشیا کو مطلق حرام نہیں کہا جاتا اور ولین نفاق اور کئے کیونکہ
 صرف گناہ ہی نہیں ہوتے بلکہ جو مباحات کہ مخلوق کے دیکھنے کے محل ہوتے ہیں وہ بھی باعث
 ظہور نفاق ہو جاتے ہیں اور بڑا اثر کرتے ہیں اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
 نیچے جب گھوڑا جم کر اور بن سنور کر آہستہ چلا تو آپ اس پر اوڑھ پڑے اور اس کی دم
 کاٹ ڈالی کیونکہ اس کی خوش رفتار سے اپنے ولین تکبر معلوم فرمایا تو یہ نفاق سیاح
 سے ہی ہوتا ہے خصوصاً یہ حرام نہیں کہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راگ کو حرام کیا جا
 اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمانا کہ خدا تمہاری دعا قبول نہ کرے اس سے بھی حرمت
 معلوم نہیں ہوتی بلکہ چونکہ وہ لوگ اجرام باندھتے اور ان کو عورتوں کا ذکر مناسب
 نہ تھا اور ان کے آثار سے آپ کو ظاہر ہو گیا کہ یہ راگ وجد کے لئے اور زیارت بیت اللہ کے
 شوق کیواسطے نہیں بلکہ صرف کسب کے لئے ہی اسی جہت سے اونپر انکار کیا کہ بلحاظ ان کے حال
 اور اجرام کے برا تھا اور ظاہر ہو کہ جتنی حالتیں زیادہ ہوتی ہیں اتنی ہی صورتیں ہمال

انہیں زیادہ ہوجاتی ہیں اور آپ کے کانون بین اور نگہیان دینے سے ہی حرمت ثابت نہیں
 ہوتی کیونکہ اسی قسم میں اسکا جواب موجود ہو کہ اپنے نافع کو ارشاد فرمادے کہ تو بھی کامان
 کر کے اور مست سن اور اپنے آپ جو یہ فعل کیا تو اسکی وجہ یہ ہو کہ اپنے دلکو سیر سے اس
 آواز کے سننے سے پاک رکھا کہ عیب نہیں کہ اسکی تحرک ہو کہ جس فکر میں آپ تھے اور اس نافع
 ہو یا جو کہ کرگ کی نسبت کر اولی تھا اور اسے باز کر کے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ واصحابہ وسلم کا فعل ہو کہ اپنے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا تو آپ کے اس فعل سے
 ہی حرمت نہیں پائی جاتی بلکہ یہی معلوم ہوتا ہو کہ اسکا ترک کرنا اولیٰ ہو اور ہمارے نزدیک
 اسکا ترک اکثر حالات میں بہتر ہے بلکہ دنیا کے اکثر صباح اشیا کا ترک بہتر ہو بشرطیکہ گمان غالب
 ہو کہ اسکا اثر دلیں ہو گا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے
 کے بعد ابی جہم کا بھیجا ہوا کپڑا اڑا دیا اور اسکا کہ آمین نقش و نگار تھے جسے آپ کا دل مشغول ہوا
 اب کیا تم اس سے یہ سمجھتے ہو کہ کپڑے پر نقش حرام ہیں تو شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم ہی ایسی حالت میں ہونگے کہ چرواہے کی بانسری کی آواز آ پکوا دوس حالت سے
 روکتی ہو گی جیسے نقش نے نماز میں حضور کامل سے روکا بلکہ جن لوگوں کو ہمیشہ حق کی خبر
 حاصل ہو اور انکو راگ کے حیلہ سے اپنے دل و نہیں سے احوال شریفہ کا پیدا کرنا مقصود ہو اگرچہ یہ
 تدبیر غیر دن کے لئے کمال ہو اور ایسی وجہ سے حصیری نے کہا ہو کہ میں اس راگ کو کیا کر دین
 کہ گائیو الامر جائے تو موقوف ہو جائے آمین یہ اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے سننا ہمیشہ کر
 باقی ہو تو چونکہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ سننے اور دیکھنے کی لذت میں مشغول
 ہیں اور انکو حاجت کسی حیلہ سے سخر کیا کی نہیں اور قول فضیل رحمہ اللہ کا کہ راگ زنا کا اثر
 ہو اور اس طرح اور اقوال جنکا مضمون اسی کے قریب ہو تو وہ فاسقون اور جوان شہوت

پستون کے راگ کا سال ہو اور اگر سب راگوں کا یہی حال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 آلہ واصحابہ وسلم کے خاندان میں اور دونوں لڑکیوں کا راگ کیوں سنا جاتا یہ ذکر
 کتاب وسنت کی دلیلوں کا ہونا اور دلیل قیاسی کی غایت یہ ہے کہ یوں کہا جاوے کہ جیسے
 سارے باجے حرام ہیں ویسے ہی راگ بھی حرام ہے تو راگ میں اور تار کے باجون میں فرق
 پہلے مذکور ہو چکا اور قیاس کرنا شیک نہیں یا یوں کہا جاوے کہ راگ کیل کو دہر تو سکا
 جواب یہ ہے کہ واقع میں ایسا ہی ہے مگر دنیا سب کیل کو دہر چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے اپنی منکو صہ کو فرمایا تھا کہ تو ایک کمانا ہو گھر کے کونے میں اور عورتوں کے ساتھ طرح
 کی چیل کیل ہی ہو جزو تربت کے کہ لڑکا ہو نیک سبب استی طرح ہنسی میں فحش نہو حال ہے
 اس طرح کی ہنسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
 اجمعین سے منقول ہے چنانچہ باب آفات اللسان جلد سوم میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگی
 اور حبشیوں اور زنگیوں کے کیل سے بڑ بڑ کر کونسا کیل ہے اور کی ہی اباحت نص سے ثابت
 ہو گئی علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ کیل و لکورا حرام ہو چکا تاہو اور فکر کا بوجھ اوپر سے ہلکا
 کرتا ہے اگر دلوں سے زبردستی کام لیا جاوے تب بھی کام دیکھے مگر انکو راحت دینے سے اس بات
 کی اعانت ہے اچھی طرح محنت کے ساتھ کام دیوں مثلاً جو شخص فقہ پڑھتا ہو اور سکو چاہئے
 کہ جمعہ کے روز تعطیل کرے اس لئے کہ ایک روز کی تعطیل اور ایام کے لئے باعث نشاط ہوتی
 ہے اور دل تھکتا نہیں اس طرح جو شخص نوافل پر سب وقوتوں میں مواظبت کرے چاہئے کہ
 بعض اوقات میں سستالیوے اور یہیں لحاظ کچھ وقت شریعت نے ایسے مقرر کر دیے کہ انہیں
 نماز مکروہ ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ تعطیل سے عمل پر اعانت ہوتی ہے اور کیل محنت اور جدوجہد
 پر اعانت کرتا ہے اور محض جدوجہد اور لٹنی امر حق پر بجز انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

کے نفوس قدسیہ دوسرے صبر نہیں کر سکتا تو چونکہ کیل دیکے لئے تھکن اور ماندگی کا علان ہو گیا
 اور سکا سبب ہونا چاہئے مگر وہ سکی کثرت نہ کرنی چاہئے جیسے دوا کثرت سے نہیں پیٹے ہیں تو
 اس نیت سے کیل ثواب ہو جائیگا اور یہ اس شخص کے حق میں ہو کہ راگ اور سکے (وہ ہے)
 کوئی صفت محمودہ پیدا کرے جسکی تحریک منظور ہو بلکہ بجز لذت اور صرنا استراحت کے اور
 کچھ فائدہ نہ تو اس کے لئے راگ مستحب ہونا چاہئے تاکہ اسکے ذریعے سے منزل مقصود کو
 پہنچے ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ امر مرتبہ کمال سے ناقص ہونے پر دلالت کرتا ہو بلکہ
 کامل وہ ہو کہ جو اپنے نفس کی راحت دینے میں سوسائے حق کے دوسری چیز کا محتاج نہ ہو
 مگر چونکہ نیک بندوں کی نیکیاں مقربوں کے حق میں برائیاں ہیں تو گوراگ مقربوں
 کے لہذا سے برا ہو مگر اگر اسکے لئے کار آمد ہو اور جو شخص کہ دلوں کے علاج کے علم پر محیط پایا
 لطائف اچیل سے حق کی طرف اور کمالیجا ناہانتا ہو وہ یقیناً جان لیگا کہ ان جیسی باتوں سے
 دلوں کو راحت دینا ایسی دوا نافع ہو کہ بدوں اور سکے کوئی چارہ نہیں ۛ

دوسری فصل سماع کے آثار اور ادب کے بنین

واضح ہو کہ اول درجہ سماع کا یہ ہو کہ جو سنا جاوے وہ جو سمجھ میں آوے اور جو بات کہ سننے والے
 کے ذہن میں آئے اسکو ادب پر ڈھالی لے پھر سمجھنے کے بعد وجد ہوتا ہو اور وجد اعضا پر حرکت
 پیدا کرتا ہو تو اس نظر سے ان تینوں باتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے تین مقاموں
 میں پہلا مقام سمجھنے کے ذکر میں جو سننے والے کے حالات کے اختلاف کے موافق مختلف
 ہوتا ہو اور سننے والے کی چار حالتیں ہیں حالت اول تو یہ ہو کہ سنا صرنا طبعی ہو
 یعنی بجز نعمات اور الحانات کی لذت کے اور کچھ سماع کی کیفیت نہ جانے اور یہ سنا سبب ہے

ہی مگر سماع کے مراتب میں سب سے پہلے کتر ہو کیونکہ اس مرتبہ میں تو اس کا شریک اونٹ اور بہائم
 ہی ہیں بلکہ اس ذوق کے لئے تو صرف زندگی ہی چاہئے کہ ہر ایک حیوان کو آواز خوش
 سے ایک طرح کی لذت حاصل ہوتی ہے دوسری حالت یہ ہے کہ سمجھ کے ساتھ سننے
 مگر مضمون کو کسی مخلوق معین یا غیر معین پر ڈالتا جائے اور یہ سننا جانوں اور شہوت
 والوں کا ہے کہ جو کچھ سنتے ہیں اس کے موافق اپنی شہوتوں اور مقصدات احوال کے
 ڈھال لیتے ہیں اور یہ حالت بھی ایسی نہیں کہ اس کا کچھ ذکر کیا جاوے بلکہ اس کی برائی
 اور اس سے ممانعت پر ہی بس کرنا کافی ہے تیسری حالت یہ ہے کہ جو کچھ سنے اور سکو اپنے
 حال پر ڈھال لے یعنی خدا تعالیٰ کے معاملہ میں جو اسکے حالات بدلتے ہیں کہیں ٹکین ہوتا
 ہے اور کہیں تعذر تو او نہیں پر ڈالتا جاوے یہ سماع مرید کا مخصوص مسئلہ یوں کا ہوتا ہے
 کیونکہ مرید کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہو گا اور اس کا مقصود خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کا
 دیدار اور مشاہدہ باطنی کے طریق سے اس تک پہنچنا اور حقیقت واضح ہوتی ہے اور اس
 مقصد کا ایک راستہ ہے جس کو وہ چلتا ہے اور جو کچھ معاملہ میں جنہر موافقت کرتا ہے اور کچھ
 حالات ہیں جو اسکے پیش آتے ہیں تو جب عتاب یا خطاب کا ذکر سنتا ہے یا قبول خواہ رد
 کا یا وصل و ہجر کا یا قرب و بعد کا یا افسوس فوت شدہ چیز کا یا اشتیاق متوقع کا یا شوق
 کسی انیوالے کا یا طمع کا یا خوف کا یا گہرنے کا یا دل لگنے کا یا ایمانے وعدہ خواہ عہد شکنی
 کا یا خوف فراق خواہ سرور وصال کا یا حبیب کے دیکھنے کا یا رقیب کے برطن ہونیکا یا انکشتانی
 یا متواتر سرگردانی کا یا طول فراق خواہ وعدہ وصال کا یا اور کسی بات کا ذکر سنتا ہے
 جس کا بیان اشعار میں ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ بعض ان حالات میں کے مرید کے مطابق حال
 ہوں تو اونکا سننا ایسا ہوتا ہے جیسا چاق سے آگ کا پیدا ہونا کہ فوراً دل کی آگ

بہرک اوشتی ہی اور شوق کا اوہار اور غلبہ زور پکڑ جاتا ہی اور اسکے سبب حالات اور کمی
 عادت کے مخالف اور پھر جوم کرتے ہیں اور الفاظ کو اپنے احوال پر ڈھکی اور کھوٹی گنجائش
 ہی تو یہ ضرور نہیں کہ وہ اشعار سے وہی معنی سمجھے جو شاعر کی مراد ہو بلکہ ہر کلام کی صورتوں
 پر محمول ہو سکتے ہیں اور ہر ذی فہم اور سہل اپنی سمجھ کے موافق معنی نکال سکتا ہی آج ہم
 کچھ مثالیں لکھتے ہیں کہ لوگوں نے الفاظ کو اپنے مقصود پر کیسے ڈھال لیا تاکہ کوئی جاہل سمجھ
 نہ لگمان کرے کہ جن شعروں میں ذکر غم اور خسار اور زلف کا ہو گا اور اسے تو ظاہر ہی ہی
 معنی سمجھ میں آویگے اور بات کوئی کیا سمجھے گا اور کچھ اسکی حاجت نہیں کہ اشعار سے سمجھنے کی
 کیفیت کو بھی بیان کریں اسلئے کہ یہ امر سماع والوں کی حکایات سے معلوم ہی ہو جاتا
 حیان بہ بیان چنانچہ کہتے ہیں کہ کسی صوفی نے ایک شخص کو کہتے شناسا

مجھ سے کہا رسول نے کل کو لوگے تم

میں نے کہا کہ کتابی کیا کہہ نہ رہی ہے

اس آواز سے اسکو اشتعالک ہوئی اور وجہ میں آکر یہ مسرۃ اول مکر پڑھنے لگا اور
 صیغہ مخاطب کی جگہ مشکل کہنے لگا یہاں تک کہ شدت سرور اور لذت بیہوش ہو گیا جب پوٹھ
 میں آیا تب اس سے وجہ کا سبب دریافت کیا کہا کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا ارشاد یاد آیا کہ جنت والے اپنے پروردگار کی زیارت ہر ہفتہ میں ایک بار کریں گے اور
 رقی نے اس درج سے نقل کی ہے کہ اسے کہا کہ میں اور ابن فوطی بصرہ اور ذیلہ کے درمیان
 و جد پر چلے جاتے تھے کہ اتنے میں ایک محل خوبصورت نظر آیا اس کے برآمدہ میں ایک شخص
 بیٹھا ہوا اور اسکے سامنے ایک لونڈی بیٹھا رہتی تھی

یہ تغیر تیرے احوال میں ہر روز تھا

مجھ کو تو اسکے سوا اور بھی کچھ ہے زیبا

اتفاقاً ایک جوان چناؤ ول ہاتھ میں گدڑی اپنے برآمدہ کے میچے کھٹکتا تھا کہ یہ آواز

اوسکے کان میں پڑی اوس لونڈی سے کہا کہ تجھے قسم ہے خدا کی اور اپنے مولیٰ کی حیات
 کی کہ اسکو دوبارہ کدے اوس نے وہی شعر دوبارہ پڑھا پس کہا جو ان نے کہ بخدا حق کے
 ساتھ میرے حال کا تون یہی ہی پر ایک نعرہ جانشین مار کر مریا راوی کہتا ہی کہ ہم نے کہا
 کہ اب تو ایک اور فرض پہ پیش ہو گیا یہاں ٹھہرنا چاہئے اوسکی تجیز و تکفین کے لئے ہم نہیں گئے
 صاحب مکان نے اوس لونڈی سے کہا کہ تو لو جو اللہ آزاد ہی پر بصرہ والے نکلے اور اور
 جو ان پر نماز پڑھی اور جب دفن سے فارغ ہوئے تو صاحب مکان نے اونسے کہا کہ میں تجھ کو
 گواہ کرتا ہوں کہ جتنی چیزیں میری ہیں اس محل کے سب وقف ہیں اور میری سب لونڈیاں
 آزاد ہیں پھر اوسنے اپنے کپڑے اوارٹھالے اور ایک تھنڈا ہندکروں سربدن پہ ڈالیا
 اور چہرہ کو مونہ پہنچا لیا لوگ دیکھتے رہ گئے یہاں تک کہ اوسکی نظر سے غائب ہو گیا سب
 اوسکے ترائق سے رشتہ تھے پھر اوسکا حال کچھ نہ سنا کہ کہاں گیا اور کیا ہوا اور مقصود یہ ہے
 کہ وہ جو ان ہر وقت اپنے حال میں حق کے ساتھ مستغرق رہا اور معاملہ کے اندر حسرت و پشیمانی
 پر ثابت رہے سے اپنے آپ کو عاجز جانتا تھا اور اپنے دل کے عدم استقلال اور طین حق
 سے مائل ہونے پر تاسف تھا تو جب اوسکے کان میں وہی بات پڑی جو اوسکے حال کے
 موافق تھی تو اوسکو یوں خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھکویں خطا ہے کہ تو میری
 نئے رنگ بدلتا ہی اگر ایسا نہ کرے تو میرے حق میں اچھا ہوا اور جس شخص کا سماع میں اللہ اور علی اللہ
 اور فی اللہ ہوا اوسکو چاہئے کہ معرفت الہی اور اوسکی صفات کی معرفت کا عالم خوب مضبوط
 کر لے ورنہ سماع سے اوسکے حق میں خطر ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسی بات تصور
 کرے جو اوسکے حق میں محال ہو اور اس سے کافر ہو جاتا ہی تو جو مرید مبتدی ہوا اوسکو
 سماع میں خطر ہی مان اگر جو کچھ سمجھے اوسکو اپنے حال پر ڈھالے اس طرح کہ خدا تعالیٰ کے صفات

متعلق نہ ہو تو مضائقہ نہیں ورنہ دقت ہو شلاً شاعر مذکور میں خطا اس طرح ہو سکتی ہے کہ اپنے آپ کو
 حکم سمجھ اور خدا تعالیٰ کو مخاطب اور اس کی طرف مومن کو نسبت کرے تو کافر ہو جائیگا اور
 ایسی غلطی کسی تو محض جہالت ہوتی ہے جو میں کہہ تحقیق کی آمیزش نہیں ہوتی اور کسی ایسی جہالت
 سے ہوتی ہے کہ او میں گو نہ تحقیق ہی ہوتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ شلاً اپنے حالات کا پتلا
 بلکہ تمام عالم کا متغیر ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے جانے تو اتنی بات حق ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کو
 آدمی کا دل کشادہ کرتا ہے اور کسی تنگ اور گاہے نورانی فرماتا ہے اور گاہے ظلمانی اور
 کسی اور کو سخت کرتا ہے اور کسی نرم اور گاہے اس کو اپنی طاعت پر ثبات اور حکم کر دیتا ہے اور
 کسی اور پر شیطان کو مسلط کرتا ہے کہ اس کو طریق حق سے پھیر دے اور یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ہیں جس شخص سے کہ اوقات قریبہ میں مختلف احوال سرزد ہوا کرتے ہیں اور اس کو مادی
 اور عرف میں غیر مستقل اور متلون ہوا کرتے ہیں اور غالباً شاعر نے اپنے محبوب ہی کو متلون
 کی طرف نسبت کیا ہے اس نظر سے کہ کسی قبول کرتا ہے اور کسی مردود اور گاہے نزدیک کرتا ہے
 اور گاہے دور مگر تمام سے اس امر کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کفر محض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ
 شانہ کے ساتھ یہ عقیدہ چاہئے کہ وہ دوسرے کو بدلتا ہے خود متلون نہیں ہوتا اور اس کی طرف
 تغیر ہو اور اس کو تغیر نہیں بخلاف بندوں کے کہ وہ تغیر ہوتے ہیں اور یہ عالم مرید کو متغیر
 تقلیدی اور ایمانی سے حاصل ہوا کرتا ہے اور عارف کو یقین کشفی حقیقی سے اور یہ وہ
 خداوند حقیقی کا کہ دوسرے کو بدل دیتا اور خود نہ بدلتا اور صاف عجیب میں ہے اور اس کے سوا
 دوسرے میں نہیں ہو سکتا کیونکہ جتنے بدل دینے والے اس کے سوا ہیں وہ اس وقت دوسرے کو
 بدلتے ہیں کہ خود ہی بدل جاویں اور بعض ارباب وجد وہ ہیں جن پر ایسا حال غالب ہوتا ہے
 جیسا نشا پیوش کر دیتا ہے ایسے حال میں اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ساتھ عتاب پر کھلبلی

ہو اور اس کا کو بیجا جانتے ہیں کہ دلو اور اسے اپنا مطیع کر رہا ہو اور اس کے حالات کو مختلف
 طور پر تقسیم کیا ہو کہ صدیقین کے دلو صفائی اور حضور کی عنایت کی اور منکروں اور
 مغروروں کے دلو دوری اور مجبوری تو اس کی دی ہوئی چیز کا نہ کوئی روکنے والا
 اور نہ اس کی روکی چیز کا کوئی دینے والا کفار سے جو توفیق منقطع کر دی تو کسی پہلے
 تصور کی جہت سے نہیں اور انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو اپنی توفیق اور
 نور ہدایت سے مدد دی تو کسی سابق کے ذریعہ سے نہیں بلکہ اپنے آپ کو یوں فرمایا ولقد
 سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا اَمْرًا سَلْبَةً اور فرمایا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ
 جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى
 اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اب اگر تمہارے دلیں یہ خطرہ گزرے کہ تقدیر سابق کیوں
 مختلف ہوئی بندہ ہونے میں تو سب مشترک ہیں تو پھر تم کو سرا پر وہ جلال سے لکارا جاوے گا
 کہ خدا سب باہر ہو یہ وہ ذات پاک ہی جسکی شان لَا يَسْئَلُ عَنْهَا اَيُّ فَعْلٍ وَهَهُمْ يَسْئَلُوْنَ
 اور اصل تو یہ ہو کہ زبان سے اور ظاہر میں ادب کرنے پر تو اکثر قادرین مگر دلیں ایسے مختلف
 ظاہری بعید نہ معلوم ہونا کہ کوئی تو ہمیشہ کوششی رہو اور راندہ درگاہ اور کوئی سعید
 جاوید اور مقبول بارگاہ اس امر پر بجز راسخ علم کے قدموں کے ثابت نہیں اور ہمیں
 وجہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کسی نے خواب میں راگ کا حال پوچھا
 تو اپنے فرمایا کہ وہ صاف نتھرا ہو اور سپر بزرگ علمائے قدموں کے اور لوگوں کے قدم نہیں جمتے اور
 یہ اس وجہ فرمایا کہ راگ دلوں کے اسرار مخفی کو شریک کرنا ہی اور جیسے نشہ مدہوش کرنے والا آدمی
 کو پریشان کر دیتا ہی اور ادب کا عقدہ کو لہر دیتا ہی اسی طرح راگ ہی دلوں کو پریشان کرتا
 ہی اس درجہ تک کہ عجب نہیں کہ ادب باطنی بالاسے طاق ہو جائے مگر جسکو خدا تعالیٰ اپنے نور ہدایت

اور محبت بچا لپو سے اور اس پر کبھی کسی کہا ہی کہ کاش ہم راگ سے جو کہ تون ہی جادین کہ
 نہ ہو کہو کہ یہ ثواب ہو نہ عذاب تو شکلاں ہم کے سماع میں اوس سماع سے زیادہ خطر ہی جو شہوت کا
 محرک ہو کیونکہ محرک شہوت کی غایت یہ ہو کہ ترک بصیت ہو جائے چہ تو نہیں کہ کافر ٹھہر جائے
 جو اس آگ کی غایت ہو اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سمجھ کہی سننے والے کے حالات کے لحاظ
 مختلف ہوتی ہو حتیٰ کہ ایک ہی شعر کے دو سننے والوں کو وجد ہوتا ہی حالانکہ ایک کی سمجھ
 درست ہوتی ہو اور دوسرے کی خطا یا دونوں کی سمجھ درست ہوتی ہو مگر ایک کچھ معنی سمجھا
 اور دوسرا کچھ اور ہر چند یہ دونوں معنی ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر ان دونوں میں
 کے حالات کے لحاظ سے ضد نہیں جیسے عتبہ غلام سے مروی ہو کہ اونوں نے کسی کو گائے سنا

پاک ہو قدوس ذات کبریا	سینچ میں رستا ہی عاشق مبتلا
-----------------------	-----------------------------

تو کہا کچھ کہتا ہی اور ایک اور شخص نے جو اوسکو سنا تو کہا کہ جیوش کہتا ہی کسلی بل لے
 فرمایا کہ دونوں درست و سجا کہتے ہیں اسلئے کہ اول کا قول اوس عاشق کا ہی جسکو مراد
 پر دوست رس نہیں ہوئی بلکہ اعراض اور انکار محبوب ہے مبتلا سے آلام فراق ہو اور دوسرا
 کلام اوس عاشق کا ہی جسکو محبت سے انس ہے اور فرط محبت میں سچ انچہ از دوست میرسد
 میکوست پر کار بند ہو در و تکلیف کا اثر نہیں معلوم کرنا ہی بلکہ اوس سمرہ اور لذت
 اوٹھاتا ہی یا ایسے عاشق کا کلام ہو اپنی مراد سے فی الحال کامیاب ہو اور آئندہ فاضل
 اعراض سے واقف نہیں یعنی رجا اور حسن ظن اس درجہ کو اوس کے دل پر غالب ہو ہی کہ فاضل
 سے بالکل فاضل ہے تو اس طرح حالات کے مختلف ہونے سے سمجھ میں اختلاف ہو جاتا ہی اور
 ابوالقاسم بن بردان جو ابو سعید خزاز رحمہ اللہ کی محبت میں رہتے تھے اور بہت برسوں
 راگ سننا چوڑو دیا تھا اونکی حکایت ہو کہ کسی دعوت میں گئے تو ان ایک شخص کو یہ گائے سنا

بر لب چو شنبہ لب استاده ام جام از دستش نمی یابم ہنوز

حاضرین اونٹے اور وجہ کیا جب ساکت ہوئے تو اونہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اسکے
معنی آپ کیا سمجھتے تھے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ احوال شریفہ کا اشتیاق ہو اور باوجود انکے
سامان موجود ہونیکے افسے محرومی ہو اس جوابے اونکی تشفی ہوئی لوگوں نے کہا کہ آپکے
نزدیک کیا مقصود ہو فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ حالات کے بچہ بین ہو اور کرامات محنت کیجا بین
مگر اصل حقیقت سے کچھ نہ عطا کیا جائے اور اوہیں اشارہ ہے کہ حقیقت احوال اور کرامات
کے سوا اور چیز انکے بعد ہی اور اس سے پیشتر احوال ہوتے ہیں اور کرامات اسکے مبادی ہیں
کرامات کے ہونے پر بھی حقیقت پر وصول نہیں ہوتا مثل مقصود دور رہتی ہے اب ان مقصود
میں جو اونہوں نے سمجھے اور اونہیں جو لوگوں نے سمجھے تھے اتنا ہی فرق ہے کہ وہ اور جگہ کا
اشتیاق بیان کرتے تھے اور ابوالقاسم نے اور تہ کی تشنہ لبی بیان کی اور دونوں صحیح
ہیں اسکے کہ جو شخص احوال شریفہ سے محروم ہوتا ہو وہ اول اونہیں کا مشتاق ہوتا ہے
جب اونپر دسترس ہو جاتی ہے تو اونکے بعد کے مقامات کا اشتیاق کرتا ہے تو جس مقام پر
ساکس کو پہنچنا نصیب ہوگا اسکے نیچے کے مقامات کا اشتیاق نہ ہوگا اور پر کے مقامات
کا رغب ہوگا اور شنبہ علی رحمہ اللہ اکثر اس مضمون کے شعر پر وجہ کیا کرتے تھے

بجست الفت تو محبت مساوت است وصل تو قطع باشد و صلیت سیزہ

اس شعر کو کسی مختلف صورتوں پر سمجھ سکتے ہیں کہ اونہیں سے بعض حق ہیں اور بعض باطل
سب ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ اسکو خلق کے باب میں بلکہ تمام دنیا اور ماسوا اللہ کے باب میں
سمجھا جائے اسلئے کہ یہ حال دنیا ہی کا ہے کہ غلابا زوی او یزنا باقی قابل ملن میں اونکو شوق و طہ ہر
دوست ہی جس مکان میں کہ اوس سے عیش بالا مال ہو آخر کو اوسی کا ہر حال ہو ابھی مکان و

شادان اور فرحان ہیں اور ابھی لکھنا اور گریبان چنانچہ حدیث میں بھی اسکا انقلاب
مذکور ہے اور ثعلبی نے اسکا وصف اس مضمون سے بیان کیا ہے

بہاگ دنیا سے نہ نسبت کا اوس تو خیال اوسکے خوفوں کے مقابل میں ہر اہمیریں قلیل خوب کثرت سے کو ہیں و اصفیٰ و اوسکو بادہ گلگون ہے وہ لیکن موت اور کاخار ہر وہ مبارک کہ جسکا حسن مروج فریب	قابل شوہر جو بی بی ہونہ دے اسکو سخیان زائد ہیں اوسکی بے ترد و لاکلام لیکین کتا ہوں اوسکے حق میں تہیہ تمام بادیہی پر چڑھوا دے تو ہو دے بد بھام لیک باطن میں وہ کہتی ہے خباثت کا عام
---	--

غرض کہ شعر مذکور اللہ کے سب مضمون دنیا پر تطبیق ہو سکتے ہیں اور دوسرے معنی ہیں
کہ اس شعر کو اپنے نفس پر اچھی طرح ڈالے کہ خدا تعالیٰ کے حقوق میں نفس کا یہی حال ہے
مثلاً اوسکی معرفت و حالت ہے اسنے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهَاقْدَرَ اللَّهُ حَوَافِدَكُمْ
اور طاعت اوسکی ریاضت اسوجہ کہ اللہ تعالیٰ سے کما بیغی و تانہیں اور محبت بالکل و کمال
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی شہوت اپنی شہوتوں میں کچھ پور تانہیں اسبطح اور
اوصاف کمال کو قیاس کر لینا چاہئے اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو بہتری کرنی منظور
ہوتی ہے اوسکو اوسکے نفس کے عیبوں پر واقف کر دیتا ہے وہ اس شعر کو اپنے حال کا مصداق
سمجھتا ہے گو غافلوں کی نسبت کر وہ عالی رتبہ ہو اور کہیں وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
و اصحابہ وسلم نے فرمایا لَا أَحْصِيْ شَكَائَكَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اور
دوسری حدیث میں فرمایا اِنِّیْ لَا اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً
اور آپ کا استغفار اسی وجہ سے تھا کہ ہر وقت مقامات و احوال کے منازل آپ طر فرماتے
تھے اور مدارج عالیہ کی نسبت اوں مقامات کو بعید سمجھ کر استغفار کرتے تھے گو وہ مقامات

اپنے ماقبل کی نسبت کردرجات قرب میں آتے مگر قرب اور بعد امور اضافی ہیں کوئی
 قرب ایسا نہیں کہ اوسکے آگے اور قرب نہ ہو بے انتہا درجے میں جیسا کہ مولوی روم
 رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اسے برادر بے نہایت درگیت ہرچہ بروے میر سی بروے ہایت

اور درجیات قرب کے اعلیٰ درجہ پر پہونچنا نامحال ہے اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ اپنے
 احوال کے مبادی کو دیکھ کر اوپر راضی ہو اور پسند کرے اور پھر انکے انجمن کو دیکھ کر
 ان حالات کو حقیر جانے یعنی ہر ایک میں پوشیدہ مغالطہ پاوے اور اس امر کو خدا
 تعالیٰ کی طرف سے جان کر جب یہ شعر سنے تو اوسکے تضاد و قدر کی شکایت پر ڈھال دے
 تو یہ کفری جیسا اوپر پہنچے لکھا ہے اور کوئی شعر ایسا نہیں جسکا ڈھالنا کسی معنوی ممکن
 نہ ہو اور یہ امر سننے والے کی کثرت علم اور دل کی صفائی پر موقوف ہے جو تہی حالت میں
 کہ راگ سننے والا احوال و مقامات کو طے کر کے ماسوی اللہ کے سمجھنے سے جاتا رہا ہو یہاں
 کہ اپنے نفس اور احوال اور معاملات سے بیخبر ہو اور ایسا مدہوش ہو کہ گویا عین مدہوش
 کے دریا میں مستغرق ہو اور اسکا حال ان عورتوں کے مشابہ ہو جنہوں نے حضرت
 یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال و یکیتے وقت اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے
 اور ایسی مدہوش ہوئی تھیں کہ ہاتھوں کا کٹنا معلوم نہ ہوا اور اس جیسی حالت کو صوفی
 فنّا عن النفس بولتے ہیں یعنی خودی سے جاتا رہتا ہے اور جب اپنے نفس سے فنا ہو گیا
 تو ظاہر ہے کہ دوسرے زیادہ تر فنا ہو گا تو وہ گویا بحر واحد شہود کے اور سب چہرے
 فنا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مشاہدہ کرنے سے بھی فنا ہو جاتا ہے اسلئے کہ دل اگر شاہدہ
 کرنے کی طرف التفات کر گیا اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو گا کہ میں مشاہدہ کر رہا ہوں

تو مشہود ہے غافل ہو گا بلکہ ماسشقان ہو گا و کو مشاہدہ سے سوکار نہیں رہتا جیسے
 کوئی مرنے پر چیز کا حریص جیسا اسکے دیکھنے میں زیادہ متفرق ہوتا ہو تو اس کو نہ اپنے
 دیکھنے کی طرف التفات رہتا ہو اور نہ آنکہ کی طرف جس سے رویت ہوتی ہو اور نہ دل
 کی طرف جس لذت معلوم ہوتی ہو اس طرح متوال کو اپنے نشی کی خبر نہیں ہوتی اور لذت پانچہ لکھو لذت
 پانچہ کی طرف توجہ ہو بلکہ جس سے لذت ہوتی ہو فقط اسی کا حال جانتا ہو اس طرح کسی چیز
 کا جانتا اور چیز ہو اور اس کے جاننے کا علم ہونا اور ہر توجہ شخص کی ایک چیز کا عالم ہو جب
 اس کے دہیان میں اس کے عالم ہو نیگا علم ہو گا تو وہ اس چیز سے اعراض کنندہ
 نہیں ہوگا اور یہ حالت فناء عن النفس کی کہی تو مخلوق کے حق میں طاری ہوتی ہو اور
 کہی خدا تعالیٰ کے حق میں ہی ہوتی ہو مگر اکثر یوں ہے کہ یہ حالت بجلی کی سی چمک
 ہوتی ہو کہ ثابت اور دائم نہیں رہتے اور اگر ثابت رہے تو اس کے تحمل کی تاب قوت
 بشری میں نہیں بلکہ بعض اوقات اس کے بوجہ میں ایسا اضطراب کرتا ہو کہ اس سے
 اس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہو چنانچہ ابو الحسن نوری رحمہ اللہ کا حال لکھتے ہیں
 کہ وہ ایک مجلس سماع میں موجود تھے کہ اس مضمون کا شعر سننا شروع

ہو چکا ہوں تیری الفت سے واکم ایسی منزلیں

اُترتے وقت جہیں ہوتی ہو عقلوں کو میرانی
 سنتے ہی اڑتے اور وجد میں آکر جذبہ ہر مومنہ ہوا چلنے اتفاقاً ایک جنگل میں ہو چکے
 کہ اوس میں سے بانس کاٹ لئے تھے اونکی جڑیں تیز دھاردار کھڑی تھیں پس اوس میں
 میں کو دتے دوڑتے رہے اور دوسری صبح تک شعر مذکور کا اعادہ کرتے رہے اور پاؤں
 میں سے خون نکلتا جاتا تھا یہاں تک کہ دونوں پاؤں اور پٹلیاں ورم کر گئیں
 اور بعد اسکے آپ چند روز زندہ رہے واصلِ حق ہوئے رحمہ اللہ تو اس طرح کی چیز

اور وجد صدیقون کا درجہ ہو اور یہ سب درجوں میں اعلیٰ ہو کیونکہ سماع احوال
 کے ہونے پر درجہ کمال سے ناقص ہے اور وہ صفات بشری سے مخلوط رہتا ہو جو
 ایک طرح کا قصور ہو بلکہ کمال اسکا نام ہو کہ اپنے نفس اور احوال سے بالکل فناء ہو جاوے
 یعنی نہ نفس کی یاد رہے نہ احوال کی اور انکی طرف التفات بھی نہ رہے جیسے کہ مصر
 کی عورتوں کو یا تھون اور چہری پر التفات نہ رہا تھا اور راک کو لٹا اور بادشاہ اور فی
 سنے اور یہ رتبہ اوس شخص کا ہو کہ ساحل احوال اور اعمال سے پار ہو کر بحر حقیقت میں
 گئے اور صفائی توحید اور اخلاص محض میں رل جائے اور خودی کا نشان
 کچھ اوس میں نہ رہے بشریت بالکل منتفی اور صفات بشری کی طرف التفات یقیناً منفی
 ہو اور ہمارے غرض فنا سے فنا ہے جسم نہیں بلکہ فنا دل مقصود ہو اور دل سے
 مراد گوشت و خون نہیں بلکہ وہ سرسلیف مراد ہو جسکو قلب ظاہری کے ساتھ ایک علامہ
 مخفی ہو اور اس کے بعد روح ہو خود اسے عز و جل کے حکم سے ہو اسکو جو جانتا ہو وہی
 پہچانتا ہو اور جو جاہل ہو وہ نہیں جانتا اور اس سر کے لگو ایک وجود ہو اور صورت
 اوس وجود کی وہ ہو اور اس میں موجود ہو تو جب اوس کے اندر غیر چیز موجود ہوگی
 تو گو یا بحر اوس حاضر چیز کے اوپر چیز کا وجود نہ رہیگا اور اسکی مثال چلا والے آئینہ
 کی سی ہو کہ بذات خود اوس میں کوئی رنگ نہیں ہوتا بلکہ جو چیز اوس میں حاضر ہوتی ہے
 اسی کا رنگ اوس آئینہ کا رنگ ہوتا ہو اور یہی حال شیشہ کا ہوتا ہو کہ خاص اوس میں
 کوئی رنگ نہیں ہوتا بلکہ جو چیز اوس کے اندر قرار پائے اسی کے رنگ سے رنگیں ہو
 ہو تو اس کا رنگ یہی ہو کہ سب رنگوں کے قبول کرنے کی استعداد اوس میں موجود ہے
 اور سر قلب کی حقیقت بلحاظ اوس کے اندر کی چیز کے کسی شاعر کے اس قطعہ سے خوب

معلوم ہوتی ہے قطعہ

صہبا اور آگینے سے دونوں میں فرق
گویا کہ یہ شراب نہیں جام کا وجود

ہر ایک شکل دونوں کی اور ایک آگینے
یا یہ کہ کو کہ ساغر سے یہ نہیں شراب

اور یہ امر معلوم مکاشفہ کے اوں مقامات میں سے ہے جسے بعض لوگوں نے حلول
اور اتحاد ذات حق کا دعویٰ کر کے انا لکھی کہمدا اور فرق نصاریٰ جو عالم لاموت
اور ناسوت کے اتحاد کا دعویٰ کرتے ہیں یا اول کا لباس دوسرے کو بتاتے ہیں یا
اول کا حلول دوسرے میں کہتے ہیں اور ان کے قول کی جہل ہی یہی امر ہے اور یہاں تک
غلطی ہے انکا کلام ایسا ہی جیسے کوئی آئینہ کے اندر کی سرخی کو دیکھ کر اسکو سرخ رنگ
بتا دے اور یہ نہ جانے کہ یہ رنگ آئینہ کا نہیں بلکہ اوس چیز کا ہے جو اس کے سامنے
ہو اور جب کا عکس اس کے اندر پڑا ہو اور چونکہ یہ تقریر علم معاد سے مناسبت نہیں کرتی
اسلئے اب اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ فرق سمجھنے کے وجہات کا لکھ چکے ہیں

دوسرا مقام وجہ خوب سمجھنے اور دہانے کے بعد ہوتا ہے

صوفیہ کرام اور وہ حکما جو سماع کو اسوای سے مناسبت ہونے کی وجہ میں تقریریں کرتے
ہیں دونوں فرقوں کے وجہ کی ماہیت میں بہت سے اقوال ہیں اول ہم ان کے
اقوال نقل کرتے ہیں پھر جو امر محقق ہو اسکو بیان کریں گے صوفیوں کے اقوال تو اس
باب میں یہ ہیں کہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ سماع کے لئے فرماتے ہیں کہ وہ حق کا
وارد ہوا ہے آتا ہے کہ دلون کی تحریک حق کی طرف کرتے تو جو کوئی اسکو حق کے سبب سے
وہ محقق ہو اور جو نفیس کے باعث سنیگا وہ زندیق ہو تو گویا ان کے نزدیک وجہ سماع ہی

کہ دلونکا میل حتی کی طرف ہو یعنی جب سماع کا وار د آوے تو حق موجود پیاو کہ اوسکا
نام ہی وار د حق ہی اور ابو اسین و راج سماع میں و جد کا حال یوں فرماتے ہیں کہ وہ
اوس حالت کا نام ہی جو سماع کے وقت پائی جادے اور کہا کہ سماع مجھ کو رونق کے پیدا
میں دوڑا لگیا اور عطا کے وقت حق کے واجب ہونے نے مجھ کو وجد میں ڈالا پھر
جام صفا سے مجھ کو پلایا اور اوس رضا کے مراتب میں حاصل کئے اور ریاض نہر بہت او
فضا میں مجھ کو سیر کرائی اور شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سماع کا ظاہر توفیق ہی اور باطن
عبادت تو جو کوئی اشارہ کو پہچانتا ہی اوسکو عبرت کا سنا حلال ہی ورنہ وہ خواستگار فتنہ
کا ہی اور بلا میں پڑنا چاہتا ہی اور اکابر فرماتے ہیں کہ اہل معرفت کے لئے سماع غذا الروح
کی ہو اسلئے کہ یہ ایسا وصف ہو کہ سب اعمال سے باریک ہی اور اپنے رقیق ہونے کی وجہ
سے طبیعت کی رقت ہی سے حاصل ہوتا ہی اور بانیو جب کہ جو اسکے اہل ہیں اوسکے نزدیک
یہ صاف اور لطیف ہی تو بجز سر قلبی کی صفائی کے اور کسی بات سے نہیں دریافت ہوتا
اور عمر و ابن عثمان مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وجد کی کیفیت کو کوئی عبارت ادا نہیں
کر سکتی اسلئے کہ وہ ایماندار یقین والوں کی عبادت کے وقت کارا ز آہی ہو اور پھر
فرماتے ہیں کہ وجد حق کی طرف کے مکاشفات کا نام ہی اور ابو سعید بن اعرابی فرماتے
ہیں کہ وجد یہ ہے کہ حجاب کا دور ہونا اور دوست کا مشاہدہ کو نا فہم کا موجود ہونا
اور غیب کا دیکھنا اور راز قلبی سے گفتگو کرنا اور مقصود کو اس دنیا یعنی اپنی خودی
کو زائل کرنے سے مانوس ہو جانا اور یہ بھی او نہیں کا قول ہے کہ وجد خصوصیت کے
درجات میں سے اول ہی اور سب امور غائبہ کی تصدیق کا ہے کہ جب سالک وجد کا
مرزا چکے ہیں اور انکے دل میں نور چمکتا ہی تو انکو کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہتا

اور یہ بھی افدک بھی قول ہے کہ نفس کے آثار کا دیکھنا اور علایق اور اسباب کا تعلق
 وجد کا مانع ہوتا ہے اس لئے کہ نفس اپنے اسباب کے باعث سے مجوس ہے، تو جب اس کے اسباب
 منقطع ہو جائیں اور ذکر خالص ہو اور دل ہوشیار اور رفیق اور صاف ہو اور نصیحت
 او میں اثر کرے اور مناجات کے اجنبی مقام میں پہنچ جائے اور او دہر سے خطا پاتا
 ہونے لگے اور خطاب کو گوش ہوش اور دل حاضر اور سر ظاہر سے منے اور جو بات
 اپنے آپ میں نہ تھی اس کو مشاہدہ کرے تو اس کا نام وجد ہے کہ جو بات معدوم تھی
 اس کو خود میں موجود پایا اور یہ بھی افدک قول ہے کہ وجد وہ ہے جو امور مفصلہ ذیل
 کے وقت ہو یعنی ذکر محرک کے وقت یا خوف تعلق میں ڈالنے والی کیفیت یا تغزش پر
 توجہ کرنی یا کوئی لطیفہ کہنے یا کسی فائدہ کی طرف اشارہ کرنے یا غائب کی طرف اشارہ
 ہونے یا گم شدہ پر افسوس کرنے یا گزشتہ پر نادم ہونے یا کسی حال کی طرف توجہ پہنچانے
 یا کسی واجب کی طرف مائل ہونے یا سر قلبی سے سرگوشی کرنے کے وقت اور وجد کی کیفیت
 یہ ہے کہ ظاہر کو ظاہر کے مقابل کرنا اور باطن کو باطن کے اور غیب کو غیب کے اور سر
 کو سر کے اور جو کچھ تقدیر میں فائدہ لکھا ہے مضر چیز کے بدلے میں اس کو پیدا کرنا تاکہ
 بندہ کی سعی اسباب میں اس کے لئے لکھ لیا وے اور اسی کی جانب سے شمار کیا جائے
 تو اس صورت میں بدون سعی کے تو اس کے پاس سعی ہو جائیگی اور ذکر بدون ذکر
 کے اس لئے کہ شرع میں نعمت دینے والا اور ذمہ ور تو وہی کفیل مطلق تھا اور تمام اعمال
 آئندہ کو اس کی طرف رجوع کر گیا تو علم وجد کا ظاہر یہ ہے کہ جو بیان ہوا اور صوفیہ کے افکار
 و جبر کے باب میں اسی طرح کے بہت ہیں اب حکما کے اقوال کو سنو کہ بعض تو یہ کہتے ہیں
 کہ جیسے ایک عمدہ نصیحت تھی جس کو قوت نطق لفظوں سے نکال سکی پس اس کو نفس نے غفلت

باہر نکالا اور حبیب وہ ظاہر ہوئی تو نفس خوش ہوا اور اس کے سامنے طلب میں آیا تو تم
 نفس سے منکر ہوا اور اس سرگوشی کردار ظاہر ہی مناجات کو ترک کر دو اور بعض یہ
 کہتے ہیں کہ سماع کا نتیجہ یہہ بائین ہیں کہ رائے سے عاجز رہا کا طالب مقتدر بنجائے اور
 جو فکر سے خالی ہوا و سکون فکر حاصل ہو جائے اور جو فہم کا کندہ ہوا و سکی فہم تیز ہو جائے
 حتیٰ کہ جو بات نرمی ہو وہ پھر پھیلی آوے اور جو تنگ گیا ہو وہ حسرت بنجائے اور جو
 میل ہو وہ صاف بنے اور ہر رکاوٹ میں جولانی کرے اور درست رکے خطا نہ لے
 کام کرے مگر تاخیر نہ کرے اور دوسرے حکیم نے کہا ہے کہ جیسا فکر علم کو معلوم کی طرف سے راہ
 بتاتا ہے ویسا ہی سماع دل کو عالم روحانی کی راہ بتاتا ہے اور حکیم سے
 سوال ہوا کہ لغو نین وزن اور گت پر مانتہ پاؤں کا بالطبیح
 بلجانا کس وجہ سے ہوا و سنے کہا کہ یہ عشق عقلی ہے عاشق عقلی اسباب کا محتاج نہیں بلکہ اپنی
 مستشوق سے زبان ہی سے گفتگو کرے بلکہ وہ اس کلام اور سرگوشی تبسم اور یکہ جیسکے اور
 ابرو اور آنکھ کے لطیف اشارے کیا کرتا ہے اور یہ سب پیڑیں بائین کرتی ہیں مگر روحانی
 زبان میں ہیں کہ بدون عقل کے اور طرح نہیں سمجھی جاتیں اور جو عاشق یہی ہیں وہ اپنی
 زبان کو مستعمل کرتے ہیں تاکہ اپنے شوق ضعیف اور کوٹے عشق کو تقریر زبانی سے ملے
 کرین اور ایک اور حکیم کا قول ہے کہ جو شخص حزن ہو و سکون لغات کا سنا چاہیے اسلئے کہ نفس
 پر حسب نعم آتا ہے تو اس کا نور تجھ جاتا ہے اور حبیب خوش ہوتا ہے تو اس کا نور شعل ہوتا ہے اور
 اس کی روشنی جگمگاتی ہے اس صورت میں جب قدر آدمی میں استعداد ہوگی اور روشنی اور
 نایابی سے صفائی ہوگی اور سیدہ اشتیاق پیدا ہوگا اور سماع اور وجد کے باب میں اقوال
 بہت سے ہیں ان سب کے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہیں معلوم ہوتا اسلئے ہم اس حق تک کہتے

ہیں جسکو وجد کہنا چاہیے پس قاضی ہو کہ وجد اوس حالت کا نام ہے جو سماع کا ثمرہ ہوتا ہے
 یعنی ایک نئی حالت راگ سننے کے بعد سننے والا اپنے نفس کے اندر پاتا ہے اور یہ حالت دوز
 قسموں کی خالی نہیں یا تو اسکا انجام وہ مشاہدات اور کاشفات ہوں جو منجملہ علوم اور
 تنبیہات گئے جاویں اور یا تغیرات اور احوال ہوں کہ وہ از قبیل علوم ہوں بلکہ
 مثل شوق اور خوف اور حزن اور قلق اور سرور اور فحسوس اور لذات اور سبب
 اور قبض کے ہوں اور سماع ان احوال کو یا تو جوش میں لاتا ہے یا قوی کر دیتا ہے پس
 اگر سماع ایسا ضعیف ہو کہ نہ تو ظاہر بدن کو حرکت یا سکون نہ کوئی سننے والے کی حالت
 بدلے کہ خلاف عادت پہنے لگے یا گردن جھکالے یا دیکھنے اور بات کرنے سے ساکن ہو جائے
 تو ایسی حالت کو وجد نہ کہیں گے اور اگر ظاہر بدن پر حال کا متغیر ہونا معلوم پڑے گا
 تو اسکو وجد کہیں گے اور جب قدر اسکا ظہور اور ظاہر حال کو بدلنا ہوگا اسی نسبت سے
 وجد نہ کو ضعیف یا قوی ہوگا اور اسکی تحریک اس قدر زور سے ہوگی جس قدر قوت
 کہ وہ حالت آویگی اور ظاہر کو تغیر سے محفوظ رکھنا بقدر وجد و اس کے زور اور ہمت یا د
 کے قابو میں رکھنے کے ہوتا ہے تو اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وجد باطن میں قوی ہوتا ہے مگر ظاہر
 میں تغیر نہیں آتا کہ وجد لینے والا قوی ہوتا ہے اور بعض اوقات اوس حالت جدیدہ ضعیف
 ہونے سے ظاہر میں اثر نہیں کرتا کہ وہ حالت تحریک میں اور عقدہ ضبط کو کھولنے میں
 قاصر ہوتی ہے اور اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے ابو سعید ابن اعرابی نے وجد کی تعریف میں
 کہ رقیب کا مشاہدہ اور حضور فہم اور غیب کا ملاحظہ ہوتا ہے چنانچہ اوپر بیان ہوا اور
 بعید نہیں کہ سماع ایسی چیز کے منکشف ہونے کا سبب ہو جو پہلے سے کمشوف نہ واسکے کہ
 کشف کسی سبب سے ہوتا ہے اول تنبیہ سے اور سماع تنبیہ کرنا والا ہے دوم احوال کا بدلنا

اور او کا شاہدہ اور ادراک کہ ادنیٰ کے ادراک میں بھی ایک طرح کا علم و جوابی باتوں کو
 واضح کر دیتا ہو جو پیشتر معلوم نہ تھے سو م دل کی صفائی اور راک سبب کا دل کی صفائی
 کا چہارم دل کا قوی ہونا اور قوت سے اس سے دل کا سرور اتنا بڑا لگے کہ ہوتا ہو کہ اس
 شدت سے درمیں اون اشیاء کا شاہدہ کر سکتا ہو جس کے شاہدہ پیشتر عاجز تھا جیسے شیراز
 کے باعث وہ بوجھ اٹھا سکتا ہو جس کے اٹھانے کی پیشتر اس کو طاقت نہ تھی تو چونکہ دل کا
 عمل کشف ہونا اور اسرار ملکوت کا ملاحظہ کرنا ہی تو حقیقت دل قوی ہو گا تو اس کا عمل بھی زیادہ
 ہو گا جیسے شتر کے قوی ہونے سے اس کا عمل زیادہ ہوتا ہو جیسی بوجھ کا اٹھانا یا شتر
 انہیں سبب ایک وسیلہ سے سیاح کشف کا سبب ہوتا ہو بلکہ دل جب صاف ہوتا ہو تو جیسے آواز
 امرحق اور سکے سامنے صورت پیکر کر سوجھنے لگتا ہو یا لفظ منطوق بنکر اس کے کان میں پڑتا ہے
 اور اس آواز کو اگر بیداری میں ہوتی ہو تو آواز ہاتھ کہتے ہیں اور سونے کی حالت
 میں ہوتی ہے تو خواب کہتے ہیں اور یہ نبوت کے چہالیس حصوں میں ایک حصہ کہ امرحق
 اس طرح آدمی پر واضح ہو جائے اور عالم معاملہ اس علم کی تحقیق خارج ہو مگر تجربہ شاہد ہو کہ
 صلحا کو اس طرح کے معاملات پیش ہوتے ہیں چنانچہ محمد بن مسروق بغدادی رحمہ اللہ کہتے
 ہیں کہ جن نوین میں جاہل تھا ایک رات نشہ کی حالت میں اس شعر کو گاتا ہوا یا پڑھا شہر
 گزر کر تاپوں میں حیدم بلغ زریز پڑو سنا کہ
 جس نے سنا کہ کوئی یون کتاب ہے شہر
 جہنم میں وہ پانی ہو اگر کوئی ہے اس کو
 تو اک دم میں گلا ڈالے وہ امعا رہنما کی کو
 تو ہی آواز میرے لئے تو بکرنے اور علم و عبادت میں مشغول ہونے کا باعث ہوئی تو اب کیا ہوا
 کہ راک نے اس کے دل کی صفائی میں کیسے اثر کیا کہ حق بات کی حقیقت جہنم کی صفت میں صبر

پکڑ کر اور الفاظ موزون ہو کر اوسکے گوش ہوش میں پڑ گئی اور سلم عبادانی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بیاصلح مری اور عقبہ غلام اور عبد الواحد بن زید اور سلم اسوار سی تشریف لائے اور سائل دریا پر فرکش ہوئے جینے ایک رات اوسکے لئے کھانا تیار کر لیا اور اوسکی دعوت کی چنانچہ صاحب تشریف لائے جیسا کھانا سامنے آچکا تو اتنے میں کسی نے غیب سے پکار کر یہ شعر پڑھا

یا دمکینین کمانون کے مزہ میں مجھے
کچھ نہ کام آو گی یہ لذت نفس آخر کار
اسکو سکر عقبہ غلام نے ایک بیچ ماری اور بیوش ہو کر گر پڑے اور دوسرے لوگ بھی روئے گئے کھانا جون کا تون رکھا رہا کسی نے ایک لقمہ نہ کھایا اور یہ طرح کہ قلیبے صفائی کے وقت ہاتھ کی آواز سنائی دیتی ہو اسی طرح آنکھ سے صورت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی سو جیتی ہے کہ وہ اہل دل کے سامنے مختلف صورت میں شکل پکڑتے ہیں اور اسی جیسی حالت میں فرشتہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامنے صورت پکڑتے ہیں خواہ اپنی حقیقی صورت میں خواہ ایسی شکل میں کہ سیقہ راونکی صورت اصلی سے مشابہت رکھتی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بلکہ جبریل علیہ السلام کو دو بارہ اونکی صورت پر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ انہوں نے افق کو روک لیا اور وہی صورت مراد ہوا ان آیتوں میں عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَكُنَّ عِزًّا قَدْ أَفْلَحَ الَّذِي تَرَىٰ فِي الْآخِرَةِ نَارَ الْآخِرَةِ اور انہیں جیسے احوال میں دلون کا حال آوی ہو معلوم ہو جاتا ہو اور اس معلوم ہو نیکی و تفرس کہتے ہیں اور ہمیں وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتقوا عن فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ کہتے ہیں کہ کوئی یہودی مسلمانوں کے پاس جاتا اور پوچھتا تھا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں

اتقوا عن فراستہ المؤمن تو لوگ اس کے معنی بیان کر دیتے مگر اس کی تشبیہ نہ تو لی گئی
 وہ کسی صوفی صاحب باطن کے پاس گیا اور اس نے بھی وہی سوال کیا اور انہوں نے فرمایا
 کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو زنا ریتیرے کپڑوں کے اندر کمر بن بندہ ہو اس کو توڑ ڈال کر
 کہا کہ اپنے سچ کہا اس کے یہی معنی ہیں اور مسلمان ہو گیا اور کہا کہ اب میں جانا کہ آپ
 ایماندار ہیں اور آپ کا ایمان حق ہی اس طرح ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ جامع بنیاد میں
 چند درویشوں کے ساتھ میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک جوان خرافیت خوبصورت راہی
 خوشبو کا آیا میں نے اپنے یاروں کو کہا کہ کبکیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص یہودی ہے یا نہ
 بات بڑی معلوم ہوئی آخر میں باہر چلا آیا اور وہ شخص بھی چلا گیا پھر ان لوگوں کو
 اگر دریافت کیا کہ شیخ نے میرے باب میں کیا فرمایا تھا اور انہوں نے بتانے میں تکلف کیا مگر
 اس نے اصرار کیا کہ سچ بتا دو تب انہوں نے کہا کہ یوں کہتا تھا کہ تم یہودی ہو پھر وہ
 شخص میرے پاس آیا اور میرے ہاتھوں پر چمکا اور سر کو بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا
 اور کہا کہ میں نے اپنی کتابوں میں یہ مضمون دیکھا ہے کہ صدیق کی فراست خطا نہیں
 کرتی تو میں نے دلیں کہا کہ مسلمانوں کا امتحان ان پر جو مسلمانوں کو تامل کیا تو کہا کہ
 اگر مسلمانوں میں صدیق ہوتا ہو گا تو درویشوں کے فرقہ میں ہو گا کہ یہ خدا تعالیٰ
 کا ذکر کرتے ہیں اس نظر سے میں تمہارے مجمع میں صورت بد لکرا آیا بیشیخ نے فراست ہی
 میرا حال دریافت کر لیا تو میں نے جانا کہ وہ صدیق ہیں تا وہی کہتا ہے کہ پھر وہ جوان
 صوفیوں میں سے ہو گیا اور اسی طرح کے کشف کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہوا کہ
 ان الشیطان یحومون علی قلوب بنی آدم لتنظروا الی ملکوت السماء اور
 شیطانوں کا دورہ دل و پیرا وسیقت ہوتا ہے کہ صفات مذمومہ برے ہوں کیونکہ شیطانوں

حاشا گاہ وہی ہیں اور جو شخص ان صفیات اپنے دلوں میں حاصل کرے شیطان اس کو
 دیکے گردنہیں پرتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا عباد لی منہم المخلصین اور فرمایا
 ان عبادی علیہم سلطان اور سلیم و لی صفائی کا سبب ہے اور پھر فرماتا ہے
 کے جن کا حال سوا کرتا ہے کہ وہ سین حق ہی ستا رہا ہے اور اس بات پر میری روایت و دلالت کرتی
 ہے کہ حضرت ذوالنون مصری بعد از دین داخل ہوئے اور ان کے پاس کچھ صوفی جمع ہوئے
 جنکے ساتھ ایک قوال تھا اور آپ اجازت چاہی کہ یہ شخص ہمارے ساتھ کچھ گایے
 اپنے اجازت دی تو اس نے اس مثنوی کے اشعار پڑھے

تری چوئی سی الفت نے ستایا	۱۱	پڑھی ہوگی تو ہوگی کس غضب کی
اکٹی کر دی تو نے دلیں میرے	۱۰	محبت جو کہ باہم مشترک تھی
ہر ترس آئینا جھکوا دس ہرین پر	۹	اکہ جب ہنسم ہنسی کرتا یہ زاری

ذوالنون مصری اس کو سن کر کہہ رہے ہوئے اور موندہ کے بل گر پڑے پھر ایک اور شخص کھڑا
 ہوا اپنے فرمایا اللہ ہی بیکٹ چین تقویم وہ شخص بیٹھ گیا آکھو دو کے دل کا حال
 معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تکلف سے وعدہ کرنا جو اس نے اس کو جتا دیا کہ اگر غریب کے لئے اور جو
 تو وہی تمہارا مدعی ہو گا جو اوشے وقت شکوہ کی ستا رہا اور اگر وہ مرد سچا ہوتا تو ہرگز نہ مٹتا
 غرض وعدہ کا انجام اس پر آہا کہ وعدہ یا کیا شقہ ہوتا ہے یا حالت اب انہیں ہر ایک کی دوسری
 بین ایک وہ کہ افادہ کے بعد اس کو بیان کر سکین اور ایک وہ کہ بیان نہ کر سکین اور
 شاید تم اس امر کو بعد جانو کہ ایسی حالت اور عالم کسی ہو جسکی حقیقت بیان نہ کیا جاسکے
 تو اس کو بعد بت جانو کیونکہ شکوہ اسکی ظہیر میں اپنے حالات میں مل سکتی ہیں علم کی مثال
 تو یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی فقہ کے سامنے دو مسئلہ ایک ہی صورت کے پیش ہوتے

ہیں اور وہ اپنے ذہن میں اون دونوں کا فرق حکم میں جانتا ہو لیکن اگر اس کو
 کوئی فرق نہ چلتا ہو تو زبان یا رسی نہیں کرتی کہ فرق بیان کر دے گو کیا ہی ضعیف ہو
 اور فرق کا معلوم کرنا ایک علم ہو جو اس کا دل سے ذوق و ریافت کر لیتا ہو اور اس میں
 ہی شک نہیں کرتا کہ ولین اس کے پڑنے کا کوئی سبب تھا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی
 کوئی حقیقت ہو مگر اس کو بتا نہیں سکتا نہ اس کو سمجھ کہ اس کی زبان میں تصور ہو بلکہ اس کو سمجھ
 کہ خود وہ معنی ہی دقیق نہیں کہ لفظوں میں نہیں آسکتے اور جو لوگ ہمیشہ مشکلات کی
 بحث کرتے رہتے ہیں ان کو یہیہ امر معلوم ہو کہ ایسا ہو اگر تا ہی اور حال کی مثال یہ ہو کہ
 اکثر آدمیوں کو جو وقت ولین قبض یا بسط ہوتا ہو معلوم ہو جاتا ہو مگر اس کا سبب نہیں
 جانتے اور بعض اوقات آدمی ایک چیز میں فکر کرتا ہو اور اس کے ولین اثر ہوتا
 پھر اس سبب کو بھول جاتا ہو اور اثر ولین معلوم ہوتا ہو اور باقی رہتا ہو اور کبھی ہی
 حالت سرور ہوتی ہو کہ کسی ایسے سبب کو سمجھنے سے جو موجب سرور ہو ولین قرار کیڑتی ہو
 یا حالت حزن کسی غم کی بات میں تامل کرنے سے پیدا ہوتی ہو اور جس بات میں فکر
 کی تھی وہ یاد سے اتر جاتی ہو لیکن اس کے بعد اس کا اثر باقی رہتا ہو اور یہی
 حالت کبھی ایسی عجیب و غریب ہوتی ہو کہ نہ اس کو سرور کہہ سکتے ہیں نہ حزن اور نہ کوئی
 اور لفظ ملتا ہو جو ٹھیک اس کے معنی بتا دے اور مقصود ظاہر کرے بلکہ ذوق موزون
 شعر کا اور موزون اور ناموزون میں تمیز کر نہ کیا ایسا ہو کہ کسی میں ہوتا ہو اور کسی
 میں نہیں ہوتا یہیہ ایک حالت ہو کہ ذوق والے اس کو معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ موزون
 ہی اور یہ زحاف والی ہو مگر جس کو ذوق نہیں اس کے سامنے ایسی طرح بیان نہیں کرتا
 کہ جس مقصود واضح ہو جائے اور نفس میں احوال عجیب و غریب ہیں کہ اون سب کی ہی

سدرۃ المنتقی اور فردوس برین میں ہوگا، وہ اس کے مشتاق البیہین مگر اس کے خیال پر
 ان باتوں کا علم بجز صفات اور ناموں کے اور کچھ نہیں جیسے کوئی لفظ جماع اور عورتوں
 نام سننے اور کسی عورت کی صورت کی شکل دیکھی ہو نہ مرد کی اور نہ اپنی صورت آئینہ میں کی
 د اوس پر قیاس کر کے جان لے تو اب راگ سننے سے اس کا شوق حرکت کرتا ہو مگر چونکہ
 زیادتی بھل اور دنیا میں مشغول ہونے سے وہ اپنے نفس کو اور اپنے پروردگار کو بھول
 گیا ہو اور اپنا وہ ٹھکانا بھی یاد نہیں جسکی طرف اس کا شوق طبعی ہوا اسلئے اس کا دل ایسے
 امر کا خواہاں ہوتا ہو کہ جانتا نہیں کہ وہ کیا ہی پرورد ہوش اور تخیل اور اضطراب ہوتا ہو اور
 اوس کا گونٹے ہوئے کی طرح ہو جاتا ہو جسکو کیفیت اوس درگد چوٹنے کی معلوم نہ ہو جسکو
 اس طرح کے حالات کی حقیقت پوری معلوم نہیں ہوتی اور نہ حال والا اونکو تقریر سے بیان
 کر سکتا ہو اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ وجد و طرح کا ہوا ایک وہ کہ اس کا بیان لفظوں میں
 ہو سکے اور ایک وہ کہ ہوسکے پھر معلوم کرنا چاہئے کہ وجد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ غم
 بخود دل پر ہجوم کرے دوسرے وہ کہ بتکلف وجد کیا جا اس دوسری صورت کو تواجد یعنی
 حال لینا کہتے ہیں اور تواجد میں اگر مقصود رہا ہو یا احوال شریفہ کا اپنے آپ میں ظاہر
 کرنا حالانکہ واقعہ میں اوتنگ مغسٹ ہے تب تو برابر ہو اور اگر اسلئے ہو کہ احوال شریفہ کا اپنے
 اندر حاصل ہونا اور اونکو سب کرنا اور تہہ پیر سے کینچ لانا چاہتا ہوتا چاہا اس نظر سے کہ آخر سب
 کو احوال شریفہ کے کینچ لانے میں دخل ہو اور اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے تلاوت قرآن مجید میں فرمایا کہ جس شخص کو روانہ آوے وہ روتی صورت بنا ہو اور
 بتکلف حزن کرے کیونکہ یہ احوال ہر چند ابتدا میں بتکلف کئے جاتے ہیں مگر انجام میں
 ثابت اور متحقق ہو جاتے ہیں اور اس کا انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ جو شخص قرآن مجید کی تکرار

وہ

حاج

اول بڑے تکلف سے یاد کرتا ہو اور تکلف کے ساتھ خوب سوچ سوچ کر ذہن لگا کر پڑھتا ہو
 مگر غیب یاد ہونے کے بعد زبانی پڑھتا ہو یا چاہے جانتا ہو کہ نماز وغیرہ میں غفلت کی حالت میں
 ہی تمام سورت پڑھ جاتا ہو اور تمام ہونیکے بعد جو پڑھتا ہو یا جانتا ہو کہ غفلت میں
 پڑھا تو اس طرح کہ اب اول میں بڑی محنت لکھنے پر کرتا ہو پھر عیش چوہہ چلاتی ہو تو کہنا
 بہشتی ہو جاتا ہو حتیٰ کہ ورق کے ورق نکلتا اور نقل کرتا چلا جاتا ہو اور دل دوسری
 فکر میں ڈوب رہتا ہو حاصل یہ کہ جن صفات کو نفس اور اعضا قبول کرتے ہیں انکے
 کتاب کی صورت اول میں ہی ہوتی ہے کہ تکلف اور بناوٹ کرنا پڑتا ہو اور آخر کو
 عادت بنتا ہو جاتی ہیں اور یہی غرض ہے اس قول سے کہ عادت طبع پر پس اگر احوال
 کسی شخص کے اندر منقود ہوں تو اپنے نا پسندی کرنی نہ چاہئے بلکہ چاہئے کہ اور کو چھوٹا
 راگ سے اور کسی تدبیر سے حاصل کرے کیونکہ عادت میں ایسا دیکھا گیا ہے کہ جس شخص نے کسی
 دوسرے پر عاشق ہونا چاہا ہو اور پہلے سے عاشق نہیں تھا تو اسے یہ تدبیر کی کہ ہر روز
 کے سامنے اس کا ذکر مدام کرنا اور جو باتیں اس میں عذرہ اور اخلاق حمیدہ تھیں ان کا ذکر
 کرنا اور علی الدوام اس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس پر عاشق ہو گیا اور عشق اور
 دل میں ایسا ہو گیا کہ اس کے جدا اختیار سے بے گلیا پر اسے اس کے بعد اس سے چھوٹا چاہا
 تو نہ چھوٹ سکا تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے دھیرے کا شوق اور اس کی شکل
 کا خوف اور دوسرا حوالہ شریف اگر آدمی میں نہیں تو چاہئے کہ اس کے حاصل کرنے کی تدبیر
 کرے اس طرح کہ جو کون جان حالت سمجھتا ہو تو اس کے باطن میں لوگوں کو احوال دیکھا کر اور اس کی صفات و ثلیمات چاہنا
 کرے اور راگ سننے میں اس کا شریک ہو خدا تعالیٰ کی جناب میں ایسا آدمی تضرع کرے کہ یہ
 حالت مجھ کو یہی مرحمت کر اور اس کے سامان میرے لئے حیا فرما اور ان احوال کے سامان

میں سے ایک یہ بھی ہو کہ راگ سنے اور نیکیخت بندوں اور خوف کرنیوالوں اور محبوبوں اور
 مشتاقوں اور خاشعین کے پاس بیٹھے اس لئے کہ جو شخص دوسرے کے پاس بیٹھتا ہو اسکی صفات
 اس کے اندر بھی سرایت کر جاتی ہے ایسی طرح کہ اسکو خبر بھی نہیں ہوتی اور اسباب کی بہت
 محبت وغیرہ احوال کے حاصل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہ
 ارشاد دلیل ہے کہ اپنے دعائیں فرمایا اللہ صراطہم زقہ حبیب وحب من یحبہ وحب من
 یحبہ بنی الصدیق تو دیکھو اس دعائیں اپنے محبت کی طلب فرمائی اگر یہ امر شرعی ہوتا تو
 اسکی درخواست کیسے ہوتی نہایت کہ بیان معلوم ہو کہ وہ جبکی دو تیسرے میں کاشف
 اور حالت اور پر دو تیسرے میں ایک وہ کہ اسکا اظہار ممکن ہو دوسرے کہ اسکا اظہار
 ممکن نہ ہو اور نیز وہ جبکی دو اور تیسرے میں ایک وہ کہ شکیف ہو دوسرے کہ طبعی ہو
 اب اگر یہ کہو کہ یہ کیا بات ہے کہ صوفیوں کو قرآن مجید کے سننے سے جو اللہ تعالیٰ کا
 کلام ہے وہ جبر میں ہوتا اور راگ پر جو کلام شکر کا ہے وہ جبر ظاہر ہوتا ہے اگر بالفرض وہ جبر
 تعالیٰ کی عنایت ہی سے ہوتا اور جبر ہوتا اور شیطان کے فریب اور باطل ہوتا تو
 چاہئے تھا کہ راگ کی نسبت کہ قرآن مجید سے بطریق اولیٰ ہو اکر تا تو اسکا جواب یہ ہے
 کہ جو جبر جبر ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فرط محبت اور صدق ارادت اور اسکے شوق
 دیدار سے پیدا ہوتا ہے اور اسطرح کا وہ قرآن مجید کے سننے سے ہی جوش کرتا ہے اور جو
 وہ کہ خلق کی محبت اور مخلوق کے عشق سے ہو اکر تا ہے وہ البتہ قرآن مجید کے سننے سے
 جوش میں نہیں آتا اور قرآن مجید سے وہ جبر ہونے پر خود قرآن مجید گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ارشاد فرمایا لا ینکر اللہ طمئین القلب اور فرمایا متاکی نقشہ سجدہ مجلوسہ الدین یختار
 ربہم ینم بلکہ مجلوسہ ہک قلبہم الی ذکر اللہ تو طمانیت اور بد نہیرونگٹا کڑا ہو جاتا

اور خوف اور دل کی نرمی جو ان آیتوں میں مذکور ہیں وہ وجد ہی میں آئے
 کہ وجد وہی ہوتا ہے جو سننے کے سبب سننے کے بعد نفس میں پایا جاوے اور دوسری
 جگہ یوں ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
 اور فرمایا لَوْ اَنزَلْنَا هَذَ الْقُرْآنَ عَلَىٰ كُلِّ لُغَةٍ لَّكُنَّ مِنْهَا قَوْمًا
 خَشِيَةً لِلَّهِ تو ان آیتوں میں ترس اور خشوع وجد ہی حالات قبیل سے گو مکاشفہ
 کے قبیل سے نہیں مگر کہی مکاشفات اور تنبیہات کا سبب ہو جاتا ہے اور اسی لحاظ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زینب دو قرآن کو اپنی آواز سن اور
 حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا القداوتی من ماکرام
 من امیر الیٰ حماد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور جن حکایات سے معلوم ہوتا
 ہے کہ اہل دلو قرآن مجید سننے کے وقت وجد ہوا ہے وہ بہت ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا شَیْبَةُ بْنُ سَوْرَةَ هُوَ تَوْبَهُ بِي وَجْدٍ خَبِرَ
 اسے کہ بڑا پاسزن اور خوف سے حاصل ہوتا ہے اور حزن اور خوف وجد میں داخل
 اور مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 کے سامنے سورہ نسا پڑھی جب اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
 رَّسُولًا وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا آپ نے فرمایا کہ بس کرو اور دونوں آیتوں
 سے اسکا جاری تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 نے خود پڑھا یا کسی اور شخص نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی اِنَّ لَدَيْنَا لَهُمْ جَزَاءً
 وَظَعًا مَّا ذَا عَصَوْا وَعَذَابًا اِلَیْہَا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہَا اور ایک روایت میں
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس آیت کو پڑھ کر رکوع اِنْ تَعَدَّ اَبْہَدُ

قَدْ نَعَّمْ مُعْبَادًا لَكَ هَ الْآيَةُ اور یہ آپ کا دستور تھا کہ آیت رحمت پر گزرتے تو دعا مانگتے
 اور بشارت کی درخواست کرتے اور بشارت کی التجا وجد ہو اور جو لوگ قرآن مجید پر
 وجد کرتے ہیں ان کی تشریف خدا تعالیٰ نے کی ہو چنانچہ فرمایا وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ
 مِنَ الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّفْعِ صَاعًا مِّنَ الْحَقِّ اور مروی
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے آپ کے سینہ مبارک میں
 ایسا جوش ہوتا تھا کہ ہنڈیا کی کہد بند ہونے کی آواز ہوتی ہو اور صحابہ اور تابعین
 نے جو قرآن پڑھ دیکھا ہو ان کی نقلیں بہت سی ہیں کہ بعضوں نے چھپاڑ کھائی اور
 کچھ رو اور کچھ بیہوش ہو گئے اور بعض غشی کی حالت میں مر گئے چنانچہ کہتے ہیں کہ
 ذرارہ بن ابی اونی رقبہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے کہ کسی کثرت میں یہ آیت پڑھی
 فَأَذَانُ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ اسکو پڑھتے ہی بیہوش ہو کر
 گر پڑے اور حجاب ہی میں مر گئے یہ بزرگ تابعین میں سے تھے اور حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ نے ایک شخص کو پڑھتے سنا ان سے عذابِ ربّک لَوَاقِعٌ مَّهَالِكٌ مِّنْ دَفْعِ
 آہنے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے لوگ مکان پر اوٹھا لائے ایک مہینے پر
 آپ بیمار رہے اور ابو جریز تابعی کے سامنے صلح مری نے قرآن میں کچھ پڑھا وہ چیخ
 مار کر مر گئے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے کسی قاری کو یہ پڑھتے سنا ہذا
 يَوْمَ لَا يَنْفَعُونَ وَلَا يُؤْنَسُونَ لَوْ كَانُوا فِي حَقِّهِمْ فَيَعْتَذِرُونَ أَيْكُوشٌ اگیا اور صلح
 فضیل رحمہ اللہ نے کسی قاری کو پڑھتے سنا یَوْمَ يَفْقَهُمُ النَّاسُ رَبَّ الْعَالَمِينَ
 تو غش کھا کر گر پڑے حضرت فضیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہی تم کو روکے گا
 واللہ تعالیٰ نے تمہ سے معلوم کر لیا ہو اسبطح بہت سے لوگوں کا اسطرح کی کایتیں

مشتول ہیں اور ایسا ہی موقوفوں کا حال ہو چنانچہ کہتے ہیں کہ شبلی رحمہ اللہ رمضان
 کی شب میں ایک امام کے پیچھے اپنی مسجد میں نماز پڑھتے تھے امام نے یہ آہ پڑھی کہ
 شَيْئًا لَمْ تَدْرُكْ مَا لَدَيْهِ اَوْ حَيْثُ اَلَيْكَ حضرت شبلی نے ایک بیچ ایسی ماری کہ
 لوگوں کو لگاتار ہو کہ آپ کا طائر روح نفسِ حقیر کی پرواز کر گیا اور آپ کا رنگ سار و دھیر
 اور شانہ و عزت اٹھ گئے اور یہی بار بار کہتے تھے کہ احباب کو ایسی ہی طرح خطاب کیا کرتے
 ہیں اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے پاس گئے کہتے ہیں
 کہ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک شخص کو غش آیا ہوا ہے مجھ سے فرمایا کہ یہ ایک شخص ہے کہ وہ ان
 جمید کی آیت سن کر اس کو فاش آگیا ہے میں نے کہا کہ آپ یہی آیت دو بار پڑھو جب وہ آیت
 پڑھی گئی تو اس کو واقف ہو گیا حضرت سری سقطی نے پوچھا کہ یہ مضمون تم نے کہاں سے
 کہا میں نے کہا کہ حضرت یعقوب علی بنیہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مابینا میں مخلوق کے
 باعث سے تھی تو مخلوق ہی کے سبب اپنے ہو گئے اگر آپ کا اپنا ہونا حق کے واسطے ہو
 تو مخلوق کے سبب اپنا ہوئے حضرت سری سقطی نے اس جواب کو اچھا کہا اور جو تیرے
 حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمائی تھی اوسی کیطرن شاعر کا قول اشارہ کرتا ہے **شیخ**

میں نے اول تو پیے جام مزہ میں اگر اور ثانی ہے بدیہیہ کہ ہو دور خار

اور کسی صوفی کا قول ہے کہ میں ایک شب اس آیت کو پڑھ رہا تھا کہ نفس خالقہ
 الموت میں نے اس کو کر پڑھنا شروع کیا اتنے میں عجب ایک آواز آئی کہ کہا جسک
 اس آیت کو کر پڑھ گیا چار بن تو تو نے قتل کر دئے جنہوں نے روز و لایہ کے اپنا اسم ملن
 کیطرن نہیں اڑھایا تھا اور ابو علی بنیہا نے شبلی رحمہ اللہ سے کہا کہ بعض اوقات
 میرے کان میں کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھتی ہے تو مجھ کو دنیا سے اعراض کرنے کی

کشش کرتی ہے پھر چنانچہ کاروبار اور لوگوں کی طرہ رجوع کرتا ہوں تو کیفیت صدر
 پر باقی نہیں رہتا حضرت شبلیؒ نے فرمایا کہ اگر قرآن سن کر تم متوجہ اور مائل الی اللہ ہوتے
 ہو تو یہی خدا تعالیٰ کی توجہ اور عنایت ہی اور اگر تمکو تمہارے نفس کی طرہ رجوع کرتا
 ہے تو یہی اسکی شفقت اور رحمت ہی کیونکہ اسکی طرف متوجہ ہونے میں تمکو بجز اس امر کے
 اور کچھ شایان نہیں کہ اپنی تہذیب اور قوت سے بری ہو جاؤ اور کسی صوفی نے ایک
 قاری کو یہ پڑھتے سنا یا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ النَّفْسَ الْمَکْحُوۃَ اَنْ تَجْعَلَ لِّیْ سَبْعَ سَاضِیۃٍ
 کَہْ ضَیۡقَہُ طَوَّاءِ وَ سَبْعَ قَارِیۃٍ سَہْ دَوَّارَہُ پڑھا کہ کیا کہ نفس کو یک ایک کئے جاؤں کہ رجوع
 کر اور یہ رجوع نہیں کرنا ہر حالت میں اگر ایسی چیز ماری کہ جان گل گئی اور بکربن جان
 نے کہ کیا پڑھتے سناؤ اَنْ تَدِیْہُمْ رَہْمَہُمْ اَلَا زَیۡفَۃٌ اَلَا یَہُ تَوَّاضِعَ ہُوئے پر چڑھ کر
 کہا کہ حکم کرو چپ کو تونے ڈرایا اور ڈرانے کے بعد یہی وہ تہذیب طاعت پر متوجہ ہوا
 اَتَا کَبِکْرَہُ کَبِکْرَہُ اُکْشِ اُکْشِ اور ابراہیمؑ ابراہیمؑ رحمہ اللہ جب سکیو اِنَّ السَّمَاءَ اُنْشَقَّتْ یَا رَہْمَہُ
 سننے تو آپکے جو ایسے مضطرب ہوتے کہ گویا بند بند کا پتہ ہی اور محمد بن حبیب کہتے ہیں کہ
 ایک شخص فرائض کے اندر غفل کرنا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی کنارہ پر یہ تہذیب تھا
 مَکَلَّوْا اَمَّا زُوْا اَلِیَوْمَ اَیُّہَا اَہْجَیُّ مَوْنٌ تُووہ نہا نیوالا تہذیب لگا ہوا تھا کہ ڈوب کر
 مر گیا اور کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کسی جوان کو تلاوت کرتے
 دیکھا اور جب وہ ایک آیت پر پہنچا تو اس کے روئین کرے ہو گئے حضرت سلمان کو اس
 محبت ہو گئی چند روز جو اس کو نہ دیکھا تو لوگوں نے اس کا حال دریافت کیا کتنی کہا
 کہ وہ بیمار ہو آپ اسکی حیادت کو تشریف لیکے دیکھا تو وہ دم نزع میں تھا اور اسے حضرت
 سلمانؑ کہا کہ جو پھر تیری کہ اپنے پیسے بدلیں ملاحظہ فرمائے تھے وہ بہت اچھی صورت بن کر میرے

پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے سب گناہ بخش دئے حاصل یہ کہ اہل قرآن
 قرآن سننے کے وقت ہی وجہ خالی نہیں ہوتے اور اگر قرآن کا سننا اوسین ہرگز
 اثر کچھ نہ کرے تو اوسکو اس آیہ کا صدق سمجھنا چاہئے **لَا تَنْفَعُ الْاَعْمٰی سَمْعًا وَلَا تَنْفَعُ الْاَسْمٰی بَصَرًا**
لَا تَنْفَعُ الْاَعْمٰی سَمْعًا وَلَا تَنْفَعُ الْاَسْمٰی بَصَرًا مگر وہ جو سمجھنے والا نہ ہو اور نہ دیکھنے والا نہ ہو
 بھی اثر کرنا ہی چاہیے جعفر خلدی کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسانی حضرت جنید کی خدمت میں
 حاضر ہوا اوس وقت آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اولیٰ پوچھا کہ آدمی کے
 نزدیک اوسکے شاہخان اور برائی کئے والے یکساں کب پہنچتے ہیں کسی درویش نے
 کہا کہ جب آدمی شفاخانہ میں جاتا ہو اور دو قیدون میں مقید ہوتا ہو حضرت جنید
 رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جواب تمہارے شان کے شایان نہیں ہے آپ اوس خراسانی
 کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ نوبت اوس وقت ہونی چاہیے کہ میں مخلوق پر
 اوس شخص نے ایک چیخ ماری اور مر گیا اب اگر یہ کہہ سکے کہ اگر قسمہ ان کا سننا و بعد
 پیدا کرنا ہی تو صوفی تو اوں کے راگ سننے پر کیوں جمع ہوتے ہیں قاریوں قرآن مجید
 اکٹھے ہو کر کیوں نہیں سنتے مناسب تو یہ تھا کہ اؤ کا اجتماع اور حال لینا قاریوں
 کے حلقہ میں ہوتا نہ ڈھاڑیوں کے طائفہ میں اور یہ بھی چاہئے تھا کہ ہر ایک دعوت
 میں اجتماع کے وقت کوئی قاری بلا یا جاتا نہ قوال کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام راگ سے
 بلا شہ افضل ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گو قرآن مجید کا سننا باعث وجد ہو مگر اوسکی نسبت
 کہ وجد کا جوش سماع سے زیادہ ہوتا ہو ثبات و جہون کے سبب وجہ اول یہ ہے کہ
 قرآن مجید کی سب آیتیں سننے والے کے مناسب حال نہیں اور نہ اس قابل ہیں کہ
 سب کو سمجھیں حال میں وہ مبتلا ہو اور سپرد مال لے مثلاً جس شخص پر حزن اور شوق

اور نہ است غالب ہو تو اس کے حال کے مناسب یہ ہے کہ کیسے ہوگی یٰٰیٰ صبیحکم اللہ عوف
 اَوَّلَ الذِّکْرِ مِثْلَ حَظِّ الْاَنْثِیٰیْنِ ط اور یہ آیہ وَالَّذِیْنَ یَرْصُدُوْنَ الْحُسْنَیَّ
 اور اس طرح اور آئین جن میں احکام میراث اور طلاق اور حدود وغیرہ کے ہیں اور دل
 کی بات کی حرکت وہی چیز ہوتی ہو جو اس کے مناسب ہو اور اشعار کو جو شعرانے نظم کیا ہو
 تو حالات دل کے ہی ظاہر کرنے کے لئے ہو اور ان اشعار سے حال کے سمجھنے میں کچھ تکلف نہیں
 کرتا پڑتا تاہاں جن شخص پر حالت زبردست غالب ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسری حالت
 کی گنجائش ہی ہو اور اس کی تیزی طبع اور ذکاوت میں اتنا ہو کہ الفاظ میں سے دور دور
 کے معنی سمجھ لیا کرے تو ایسا شخص البتہ ہر قول کے سننے پر وجد کر سکتا ہو مثلاً اگر کوئی شخص
 یٰٰیٰ صبیحکم اللہ عوف اَوَّلَ الذِّکْرِ سے موت کی حالت سمجھے جس سے وصیت کی حاجت ہوتی ہو اور
 یہ کہ ہر انسان کو ضرور یہ کہ اپنا مال و لاد وجود دنیا کے اندر دو محبوب چیزیں ہیں زمین
 سے ایک محبوب کو دوسرے کے قبضہ کے لئے چھوڑے اور دونوں سے مفارقت کر جائے تو اس خیال سے
 اوسر غم اور فزع غالب ہو جائے یا یٰٰی صبیحکم اللہ عوف میں صرف اسم ذات سکر مدہوش
 ہو جائے نہ اس کے آگے کے معنیوں کی خبر ہی نہ پیچھے کے معنیوں کی یا دل میں یہ گدڑ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کو دیکھنا چاہئے کہ بندوں کی میراثوں کی تقسیم کا معاملہ
 ہی خود ہوا کہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں بندہ پر عنایت رہے اور اس سے
 یہ خیال کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرنے کے بعد ہماری اولاد پر شفقت فرمائی ہو تو
 بیشک وہ ہم پر ہی نظر رحمت فرمائے گا اور اس خیال سے رجا کی حالت جو شکر کریں اور موجب اس کے
 سرور اور استبشار کا ہوگی یا اللہ کر مثل حظ الاَنْثِیٰیْنِ سے دل میں یہ خیال بند
 کہ مرد کو مردیت کے باعث سے عورت پر فضیلت ہو اور آخرت میں فضیلت اول مردوں کو

نہیض ہوا جاتا ہی اور تیسری بار تو گویا رہتا ہی نہیں اور اگر بالفرض کسی ایسے شخص کو کہا جاتا
 ہے جو جہد غالب ہو کہ ہمیشہ ایک ہی شتر پر توڑے توڑے عرصہ میں ایک دن یا ہفتہ کے
 اندر حال لیا کرے تو اوس سے کہی نہوسکیگا اور اگر شتر بدل دیا جاوے گا تو البتہ اوسکا اثر
 اوسکے دل میں نیا پیدا ہوگا گو مضمون وہی ہو جو پہلے شتر کا تھا مگر لفظ اور وزن و
 قافیہ کا پہلے سے جدا ہونا نفس کو حرکت دیتا ہو گو قوال وہی ہو اور قاری سے ممکن
 نہیں کہ ہر وقت نیا قرآن پڑھے اور ہر دعوت میں نئی تلاوت کرے اسلئے کہ قرآن تو
 محصور ہوا آسمان کے کچھ بڑے نہیں سکتا نہ الفاظ بدل سکیں وہ تو کل محفوظ ہے اور بہت دفعہ
 سنا جاتا ہی اور یہی وجہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اعراب کو دیکھا کہ
 قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اوسکو سنتے ہیں اور سنا دین تو فرمایا کہ ہم بھی کہی ایسے ہی تھے
 جیسے تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے تو اوس سے یہ گمان نہ کرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا
 دل اجلاں عربی ہی زیادہ سخت تھا یا آپ کو اللہ تعالیٰ اور اوسکے کلام سے محبت اتنی نہ تھی
 جتنی اوں لوگوں کو تھی بلکہ اصل یہی تھی کہ دل پر مگر گزرنے سے عادی سے ہو گئے تھے اور
 کثرت استماع کی جہت سے اوس سے اتنا آئیں تھا کہ اثر کم معلوم ہوتا تھا کیونکہ عادت ہیں حال
 ہی کہ کوئی سننے والا ایک آیت سے جسکو پہلے نہ سنا ہو اور گریہ کرے ہر بین برتن کہ ہمیشہ
 اوسیکو مکرر پڑھ کر دیا کرے حالانکہ آیت وہی ہو مگر چونکہ نئی بات نہیں ہوتی اسلئے کچھ اثر
 نہیں ہوتا اور یہ شور ہے کہ کُلِّ جَدِّ لَدُنَّہُمْ ہر نئی بات کا ایک صدمہ ہوتا ہی اور یہ
 مالوف کے ساتھ اس ہوتا ہی جو صدمہ کے مخالف ہے اور اسیدہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 قصد کیا تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ کا طواف کثرت سے نہ کرنے دین اور فرمایا کہ مجھ کو خوف ہے
 کہ لوگ کہیں اس گھر سے مانوس نہ ہو جائیں اور ہر وقت ولین کتر ہو جاوے اور جو شخص

حج کو جاتا ہو اور پیشتر خانہ کعبہ پر اسکی نگاہ پڑتی ہو تو روزِ تہی اور چلا تہی اور بعض وقت
 دیکھتے ہی غش آجاتا ہو اور پہرہ اتنا ناکہ نظمہ میں ہمیشہ ہر ٹہر تہی تو وہ بات اپنے دل میں
 نہیں پاتا حاصل یہ کہ قوال اجنبی اور نئے اشعار ہر وقت پڑھ سکتا ہو اور آیتوں میں
 قاری سے ایسا نہیں ہو سکتا تیسری وجہ یہ ہو کہ کلام کے موزون ہونے سے شعر کا مدد
 بدل جاتا ہو اور وہاں میں اثر جدا لگتا کرنا ہو کہ چونکہ اچھی آواز موزون دن اور بدلی ہے
 اور کلام طبع ہے وزن اور ہوتا ہو اور وزن اشعار ہی میں پایا جاتا ہو آیات میں نہیں
 ہوتا اور وزن کو اس باب میں اتنا دخل ہو کہ اگر قوال جس شعر کو پڑھتا ہو تو سینہ حافض
 کر دے یا غلطی کرے یا الکی حدیث فقہ میں ہوتی ہو یا نکل ہو جائے تو سننے والے کا دل گہرا
 اور اس کا وجد و سماع باطل ہو جائیگا طبیعت کو عدم مشابہت کی جہت و دہشت ہوگی اور
 جب طبیعت پریشان ہوگی تو دل پہلے پریشان ہوگا غرض کہ باہرین مٹا کر وزن کو اثر
 ہو کر آتا ہو اگر مین شعر ہی مطلوب ہو اچوتھی وجہ یہ ہو کہ شعر موزون کی تاثیر دل میں
 نغموں کی جہت سے مختلف ہوتی ہو حکوثر اور اگر کہتے ہیں اور یہ باتیں صرف مقصود
 کو بڑھانے اور مدد کو گھٹانے اور کلمات کی جہت میں وقف کرنے اور بعض کو منقطع اور بعض
 کو موصول کرنے سے ہوتے ہیں اور یہ تصرفات شعر میں درست ہیں مگر قرآن مجید
 جائز نہیں کیونکہ انہیں تلاوت اسی طرح چاہئے جیسے خداوند کریم نے نازل فرمایا
 اگر قصداً تلاوت کے خلاف آئیں ہر جگہ قصر یا اسکا عکس یا وقف یا وصل یا افتاء
 ہوگا تو وہ حرام یا مکروہ ہوگا اور اگر قرآن مجید کو سادہ طور پر جیسے نازل ہوا ہو پڑ
 جائیگا تو آئیں وہ اثر نہ ہوگا جو نغموں کے سرون ہوتا ہو حالانکہ تاثیر میں وہ تیسرے
 ہیں گو سبجہ نہ جاوین جیسے تار و کج باجے اور نفیری اور شاہین اور تمام آواز

جو سمجھ میں نہ آوین اثر دیکھا جاتا ہی پانچویں وجہ یہ کہ نجات موزوں کی تاکید اور آواز
 موزوں سے بھی ہو جاتی ہے جو خلق سے نہیں بکلتی مثلاً لکڑی سے گت لگانے یا دھوکے مال غنیم
 سے اثر دو بالا ہو جاتا ہی اسلئے کہ وجد ضعیف جب ہی اوپر تباہی کہ اور سبب قوی ہو اور
 سبب ان سب باتوں کے یکجا ہونے سے قوی ہو جاتا ہی اور انہیں سے ہر واحد کو تاثیر میں داخل
 ہی اور واجب ہے کہ قرآن مجید ان جیسے قرآن سے بچا یا جاوے اسلئے کہ عوام کے نزدیک ان
 قرآن کی صورت کیل کی سی ہو اور قرآن تمام خلق کے نزدیک کیل نہیں پس حق محض میں
 ایسی چیز ملانی جو عوام کے نزدیک کیل ہو یا خواص کے نزدیک کیل کی سی صورت ہو گو وہ
 اسکو اوس نظر سے نہ دیکھتے ہوں کہ کیل ہی جائز نہ ہوگی بلکہ قرآن کی تعظیم کرنی چاہئے
 کہ راستہ نمبر نہ پڑا جاوے اور نہ جناب کے جلال میں اور نہ بے وضو ہونے کے وقت میں
 بلکہ ایسی مجلس میں پڑھا جاوے جہاں سکون اور سکوت ہو اور ظاہر ہی کہ حق حرمت قرآن کا
 بحر اون لوگوں کے اور کسی سے پورا نہیں ہو سکتا جو اپنے احوال کے نگران رہیں اسی لحاظ
 سے راگ کی طرف میل کیا جاتا ہی حسین حاجت اس نگرانی اور لحاظ کی نہیں اور رہیں وہ
 شادی کی شب میں دن بجا نامع قرآن کی تلاوت کے درست نہیں حالانکہ دن بجا نیک
 حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کحل کو ظاہر کر دو کہ چلنے ہی بجائے
 سے ہو یا کسی اور عبارت ارشاد کیا جسکے معنی یہ ہیں اور دن بجا ناشع کے ساتھ درست
 ہی نہ قرآن کما حقہ اور اسی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیعت بنو
 کے گرمین اونکی شادی کے روز تشریف لیکئے اور اونکے پاس کہہ لو نڈیان گار ہی تیر
 پس اپنے ایک کی آواز سنی کہ وہ یہ کہنی ہی شعر

خدا نے بھیجا ہی وہ سید الرسل ہم میں	کہ جو معاملہ کل ہو گا اوسکو ہے معلوم
-------------------------------------	--------------------------------------

اپنے فرمایا کہ اسکو ترک کر اور جو پہلے کچھ تھی وہی کہہ اور اسکی وجہ یہی تھی کہ یہ نبوت کی
 شہادت تھی اور اگر اسکیل جو اور شہادت نبوت کیل نہیں تو اسکو ایسی چیز سے ملانا
 نہ چاہیے جو کیل کی صورت پر ہو کہ اس صورت میں اول اسباب کی تقویت و ثبوت ہوگی جسے
 سماع دل کی توحید کرنا ہی تو اسلئے اسکو اس قول سے منع فرمایا اور راگ کی اجازت دیدی
 پس جیسے اس کو مذہبی پر شہادت نبوت سے راگ کی طرف انحراف و طبع ہوا اسیسطرح حضرت
 قرآن مجید کے مقتضی ہو کہ اس سے بھی راگ کی طرف منحرف ہونا چاہیے جسکی وجہ یہ ہو کہ قول
 کہی کوئی شعر ایسا بیہوشاں کیستے والے کے حال کے موافق نہیں پڑتا اسلئے وہ اس کو
 برا جانتا ہی اور قوال کو روک دیتا ہی کہ اسکو دست کو دو سر شعر پڑھو کیونکہ ہر کلام ہر حال کے
 موافق نہیں ہوا کرتا پس اگر دعوتوں میں قاری سے کچھ پڑھوایا کہتے تو عجب نہیں کہ وہ
 ایسے آیت پڑھتا جو اس کے حال کے موافق نہ ہوتے اسلئے کہ قرآن مجید ہر حال کے موافق
 کے لئے شفا ہی مگر باعتبار حالات ہی مثلاً رحمت کی آیتیں مخالفانہ کے حق میں شفا ہیں اور
 عذاب کی آیتیں بخلاف اور مخالفہ میں پڑے ہوئے شخص کی شفا ہیں اسیسطرح ہر آیت کو
 معلوم کرنا چاہیے تفصیل وار لکھنا بہت طویل چاہتا ہی تو اب قرآن پڑھنے میں یہاں تک
 کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت حاضر مجلس کے حال کے موافق نہ پڑے ہی اور اسکا نفس اسکو
 برا سمجھائے اور کلام الہی کے برا جاننے کے خطرہ میں مبتلا نہ ہو جائے کہ پھر اس سے چوتھے کی کوئی
 سبیل ہی نہ ملے اس خطرہ سے احتراز کرنا نہایت واجب اور ضروری اسلئے اس سے
 خلاص ہونے کی تدبیر یہی ہو کہ کلام کو اپنے حال پر ڈھالے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو مٹ
 اسی صورت پر ڈھال سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مقصود اور وہی صورت پر اسکا ڈھالنا
 جائز نہیں اور شاعر کے شعر کو جائز ہو کہ اسکی مراد کے سوا پر ہی ممول کر لیا جائے غرض کہ

قرآن مجید میں یا تو خطرہ اس کے بڑا جاننے کا ہی یا تاویل غلط کا جو حال کے موافق ہو تو کلام
 الہی کو ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھنا اور اس کی توفیر کرنی واجب ہے یہ ہمہ وجہیں
 قرآن مجید کے نہ سننے اور راگ کی طرف فرقہ حنفیہ کے میل کرنے کی مجاہد و سوجھی ہیں وجہ سناؤ
 وہ ہے جس کو ابو نصر سراج طوسی نے ذکر کیا ہے اور قرآن سے سماع نہ کرنا عذر اس طرح لکھا ہے
 کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ایک صفت ہے اس کی صفات میں ہے اور چونکہ وہ حق ہے اور
 غیر مخلوق ہے تو بشریت جو مخلوق چیز ہے اس کو اس کی تاب نہیں اور اگر ایک ذرہ قرآن مجید
 کے معانی اور ہیبت کا واضح ہو جائے تو بشریت کی صفات ہٹ جائیں اور بد ہوش
 و متحیر ہو جائیں مگر نعمات عمدہ کو طبیعتوں سے مناسبت ہے اور ان کی نسبت لذتوں کی
 سی نسبت ہے نہ امور حقہ کی سی اور شر کی نسبت ہی محفوظ کی سی ہے تو جب اشعار کے
 اشارات اور لطیفہ نغموں اور آوازوں سے ہیں تو ایک دوسرے کے ہم شکل ہو جاتے ہیں
 اور لذتوں سے قریب تر اور دلونہر بلکہ معلوم ہوتے ہیں اس نظر سے کہ مخلوق کا جوڑ مخلوق
 سے خوب ہوتا ہے تو جب تک بشریت رہتی ہے اور ہم اپنی صفات اور خطوط پر ہیں تو ہم کو
 راحت نعمات و دلکش اور اصوات خوش سے ملتی ہے اسی لئے ان خطوط کے بقا کے مشاہدہ
 لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اشعار کی طرف راغب ہوں اور کلام الہی سے جو اللہ تعالیٰ کی صفت
 ہے اور اوستی سے اس کا آغاز اور اوستی پر اس کا انجام ہے محفوظ ہے جو یا نہوں یہ علامہ
 ہے ابو نصر کی تقریر اور عذر کا اور ابو اسن دراج کہتے ہیں کہ میں نے بغداد سے یوسف بن
 حسین رازی کی زیارت اور سلام کے لئے سفر کیا جب رخصت ہوا تو میں نے داخل ہوا تو میں سے
 اس کا حال پوچھا تو نے یہی کہا کہ اوس نے ندیق سے تم کو کیا کام ہے میرا دل تنگ ہوا تھا
 کہ ابراہہ واپس آئیگا کیا پر دلمین سوچا کہ اتنا بڑا سفر میں کیا ہے اور کچھ نہ تو ادا ہو

دیکھ تو لون غرض پوچھا پوچھا اونکے پاس گیا دیکھا تو وہ ایک مسجد کی محراب میں بیٹھے
 ہیں اور اونکے سامنے ایک شخص ہوا اور خود قرآن پاتھ میں لئے تلاوت کرتے ہیں تمنا
 خوبسترا اور جبکہ دیکھ کے آدمی قطع ڈاڑھی والے ہیں اپنے سلام کیا اور نمونہ میری
 طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم کہاں آئے ہو مجھے کہا بغداد سے پوچھا کہ کس لئے آئے ہو مجھے
 کہا کہ آپ کے سلام کرنے کو آیا ہوں فرمایا اگر بالفرض ان شہروں میں جہانکوم آئے ہو کہ
 تم سے یوں کہتا کہ تم ہمارے پاس شہر جاؤ ہم تمہاری لئے گریالونڈی مول لئے دیتے ہیں
 تو یہ امر تمہارے آئینکا مانع ہوتا یا نہیں مجھے کہا کہ اب تک تو اللہ تعالیٰ نے میرا امتحان
 کسی بات سے نہیں لیا لیکن اگر اس طرح میرا امتحان لیتا تو نہ معاویہ اور سوقت میں کیا
 ہوتا پیرا و نمونہ مجھ سے کہا کہ تمکو کچھ گانا آتا ہے میں نے کہا ہاں آؤ انہوں نے کہا کہ تو کچھ
 کہو میں نے یہ قطعہ پڑھا قطعہ

بنائے ہجر تو کرتا ہے دیکھتا ہوں ہلام	جو ہوش ہوتا تجھے کرنا یہ بنائے ہمار
پڑا ہے کام مجھے تم سے اوس گری حیدم	کہ لفظ کینٹ سے بہتر نہیں تہیں گفتا
تو کاش پڑتا مجھے پالا ایسی ساعت میں	بہانہ جوی سے نکو نہوتا کچھ سر و کار

اونہوں نے قرآن مجید تو بند کر دیا اور اتنا روئے کہ ڈاڑھی اور رومال تر ہو گیا
 حتیٰ کہ رونے کی کثرت سے مجھے بھی اونکے حال پر ترس آ گیا پھر فرمایا کہ بیٹا رک کے لوگ
 مجھکو ملاست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوسف ز ندیق ہوا اور میرا یہ حال ہے کہ صبح کی نماز
 سے قرآن پڑھتا تھا مگر میری آنکھ سے ایک قطرہ ہی نہیں گرا اور ان اشعار و سن مجھے
 قیامت ٹوٹ پڑی حاصل یہ کہ دل ہر چند خدا تعالیٰ کی محبت میں ہونے کے ہونے ہوں
 تاہم شعر ابھی اونہیں وہ جوش پیدا کرتا ہے جو قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں ہوتا

اور یہ بات شعر کے وزن اور طبیعتوں کے ساتھ اس کے ہمشکل ہونے سے ہوتی ہو اور چونکہ نصیحت
 بشری کے مناسب ہوتے ہیں اسلئے آدمی شعر بنانے پر قادر ہو لیکن قرآن چونکہ کلام شری
 کے اسلوب اور طریق سے باہر ہے اسلئے قوت بشری میں نہیں کہ ویسا کلام کہہ سکے کیونکہ
 اسکی طبیعت کے ہمشکل نہیں ہو سکتے ہیں کہ ایک شخص والنون مصری رحمہ اللہ کے اوشاد
 اسرافیل کے پاس آیا اور انکو دیکھا کہ زمین پر اونگلی ہو کر تین اور ایک شعر گاہیں پھاڑا اسکو پوچھا کہ
 تمہارے کوئی چیز اچھی طرح گانی آتی ہو اسنے کہا کہ نہیں آپنے کہا کہ تو بیدل کا آدمی ہو آئین
 یہ اشارہ تھا کہ جو شخص دل والا ہو اور اپنی طبیعت کو جانتا ہو اسکو معلوم ہو کہ دلوں میں
 اور نغموں میں وہ حرکت ہوتی ہو جو دوسری چیز سے نہیں ہوتی اسلئے وہ ترکیب کا طریق
 پیدا کرتا ہو خواہ اپنی آواز سے ہو خواہ غیر کی آواز سے یہاں تک ہم دو مقاموں کا حکم کہ
 چکے یعنی سماع کے سمجھنے اور ڈھالنے کا اور وجد کا جو دل میں معلوم ہوتا ہو اب ہم وجد کا
 اثر ظاہری یعنی جینا گریہ کرنا اور ہلنا اور کپڑوں کا پھاڑنا وغیرہ بیان کرتے ہیں :

تیسرا مقام سماع کے آداب ظاہری اور باطنی کے ذکر میں
 اور اس باب میں کہ وہ کیا آثار ہیں کون اچھا ہو اور کونسا بُرا ہے

سماع کے آداب تو پانچ ہیں اول ادب یہ ہو کہ وقت اور جگہ یا ران جلسہ کا لحاظ کرنا
 چنانچہ جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سماع تین یا تون کی حاجت رکھتا ہے
 ورنہ سننا نہ چاہئے وقت اور جگہ اور یا ران جلسہ وقت کی رعایت سے یہ مراد ہے
 کہ کمانا ہو جو ہونے کے وقت یا جگہ کے وقت یا نماز کے وقت یا اور کسی وقت میں
 کوئی مانع پیش ہو اور دل نہ لگنے سے سماع سے کچھ فائدہ نہیں اور رکان کی رعایت

دیکھ تول ہو کہ چلتا رہتا ہے یا بڑی صورت کا مکان نہو یا زمین کوئی ایسا سبب نہو کہ
 جس سے دل اور سرف بٹے تو ایسے مکانوں کا اجتناب چاہئے اور یا ران جلسے میں غرض سے
 کہ کوئی غیر جنس سماع کا سکر زائد شک و لوگ کے لطائف سے بے بہرہ مجلس میں نہو کیونکہ ایسے
 شخص کا موجود ہونا اگر ان گزر گیا اور دل و سکی طرف مشغول ہو گا اور یہی صورت
 اگر کوئی سکر دنیا دار ہو گا کہ اور سکا لحاظ پاس کرنا چاہے یا کوئی بنا ہوا صوفی کہ وہ
 اور ناپسند اور کپڑے پہنا کر نہو کے لئے کہ تو اس طرح کے لوگ دل پریشان کرتے ہیں
 اسے ہی اجتناب چاہئے حاصل یہ کہ اگر یہ شرطیں نہوں تو راک کا یہ سنا بہتر ہو تو
 والے کو ایسا لحاظ چاہئے ورنہ ادب یہ کہ شیخ کو حال موجودین کا دیکھ لینا چاہئے یعنی
 اگر اسکے مریدوں کو سماع سے ضرر ہوتا ہو تو ان کے سامنے راک نہ بیٹھے اور اگر اسے ہی تو
 ان کو کسی اور شغل میں لگا دے اور جس مرید کو سماع سے ضرر ہوتا ہو وہ تین طرح کے شمار
 میں سے ایک ہوتا ہے اول جو سبب میں کہ رتیبہ ہو وہ مرید ہو جسے طریق سلوک میں سبب اعمال
 ظاہری کے اور کچھ نہیں معلوم کیا اور اس کو سماع کا مزہ ہی نہیں تو ایسے مرید کا سماع
 میں مشغول نہ بیٹھا دے ہر اسکے کہ نہ تو وہ کیل والوں میں ہو تاکہ کیل ہی کیلے اور
 نہ ذوق والوں میں ہو کہ سماع کے ذوق سے مزہ پائے تو ایسے شخص کو ذکر میں یا اور
 کسی کام میں مشغول ہونا چاہئے ورنہ راک میں مفت تفتیح اوقات ہوگی ورنہ وہ
 کہ اس کو سماع کا ذوق تو ہو مگر اسی تک اور میں کچھ حفظ نفس اور شہوات اور صفات
 بشری کی طرف التفات باقی ہو اور ایسا منکسر ہو کہ صفات بشری اور شہوات کی آفات
 مایوں ہو جائے تو بعض اوقات عجب نہیں کہ سماع اس کے حق میں مقتضی ہو اور شہوات
 کا ہوجانے اور جس طریق میں وہ مصروف ہو اس سے باز رکھے اور کیل سے روک دے

سو سو وہ مرید ہو کہ اس کی شہرت ہی ٹوٹ گئی ہو اور اس کی آفتون ہی محفوظ ہو اور بصیرت
 مفتوح اور دل پر محبت الہی غالب ہو مگر اس نے علم ظاہر کی تحصیل بخوبی نہیں کی اور نہ اللہ تعالیٰ
 کے اس اور صفات سے واقفیت ہم ہو چالی اور نہ یہ معلوم کیا کہ خدا تعالیٰ پر کون
 چیز جائز ہو اور کون محال تو ایسے شخص کے سامنے اگر باب سماع مفتوح ہو گا تو جو کچھ سنے گا
 اور سکو خدا تعالیٰ کے حق میں ڈیالیکا خواہ واقع میں جائز ہو یا ناجائز اس صورت میں راک
 سے جو فائدہ ہوتا اس کی نسبت کم تر زیادہ ہو گا کیونکہ اکثر باتیں جو لایں جناب کبریائی
 نہیں اور سکے ڈالنے سے کافر ہو جائیگا سہل تر سہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس جبر کا
 شاہد قرآن اور حدیث انہو وہ باطل ہو پس ایسے شخص سماع کے قابل نہیں اور نہ وہ جنگا
 دل دنیا کی محبت اور لوگوں کی تعریف و ثنا کے شوق میں ملوث ہو اور نہ وہ لایق ہون
 جو شرف و عزت اور بالطبع اچھا معام ہون سکتے ہیں اسلئے کہ سماع ان کی عادت ہو جاتی ہو اور عبادت و عمل کی
 نگرانی سے روک دیا ہو اور براہ کو طے کرنے کے لئے تہادہ ترک ہو جاتا ہو حال یہ کہ سماع قدم کے لغزش کر چکی جا ہو
 ضعیفوں کو اور مستحقین کو رکھنا واجب ہو حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
 کہ میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا اور اس کو پوچھا کہ تجھ کو ہمارے یار و پیروں ہی کچھ قالو
 چلتا ہوا سننے کہا کہ ہاں دو وقتوں میں ایک سماع کے وقت دو نمز کے وقت کہ ان
 دو وقتوں میں مجھ کو ادھر نعل مل جاتا ہو آپ نے جو اس خواب کو بیان کیا تو کسی بزرگ نے
 فرمایا کہ اگر میں اس کو دیکھتا تو یوں کہتا کہ تو بڑا احمق ہو بھلا جو کوئی سننے کے وقت
 خدا تعالیٰ ہی سے شے اور دیکھنے کو وقت اس کی طرف دیکھے تو اس پر تو کیسے جیتے گا اپنے
 فرمایا کہ تم نے درست کہا تیسرا ادب یہ ہے کہ قوال جو کچھ کہے اور سکو خوب دل لگا کر سنے اور
 اوپر التفات کم کرے اور سننے والوں کو نہ تاکے اور جو کچھ اوپر وجہ کی کیفیت ظاہر ہو

نہ دیکھے بلکہ آپنی ہلن و بیان کرے اور دل کی نگرانی کرے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ
 میرے باطن میں اپنی رحمت سے کیا چیز فرماتا ہے اور حرکت کو رکھ کر جو باران مبارک کے دلوں
 پر نشان کرتی ہے بلکہ ایسی طرح بیٹھے کہ اعضا و ظاہری سے کچھ نہ بٹے کہ شکار لے اور جانائی
 لینے سے اعتراف کرے اور کروں نیچے کو ڈال لے جیسے کوئی بڑی گہری فکر میں ڈوبا ہوا
 تالی سبانا اور ناچنا اور تمام حرکتیں بناوٹ کی اور نمود کی کچھ نہ کرے اور ناشائستہ
 میں وہ کلام نہ کرے جسکی ضرورت نہ ہو اور اگر وجہ غالب ہو اور بے اختیار ہلے تو اس میں
 وہ مجبور کچھ ملامت کے قابل نہیں مگر جب اتفاق ہو اس وقت پر سکون اور وقار اختیار
 کرے یہ نہیں چاہئے کہ اسی حالت پر باقی رہے اس شرم سے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اچھا
 وجد تھا جو ذرا سی دیر میں جاتا رہا اور نہ یہ چاہئے کہ زبردستی وجد ظاہر کرے تاکہ
 لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑا سخت دل ہے اور حشائی اور رقت سے بے بہرہ ہے جو کہتے ہیں کہ
 ایک جوان حضرت عبید رحمہ اللہ کے ساتھ رہتا تھا جب کوئی ذکر سنا تو چلے پڑتا
 اپنے ایک روز اس کو سفر پایا کہ اب اگر ایسا پھر کر دے تو میرے ساتھ رہنا اسکے لیے
 وہ اپنے نفس کو اتار دینے لگا کہ ہر بال میں اس کے پانی کا قطرہ نکلتا ہے نہ مارنا
 ایک روز جو اس نے اپنے نفس کو بہت روکا تو کھلا گھٹنے لگا آخر ایک نفر ایسا مارا کہ اس کا
 دل پھٹ گیا اور جان نکل گئی اور مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے بنی اسرائیل میں وعظ کیا اور میں نے ایک شخص نے اپنا کپڑا یا کرتا پھاڑ ڈالا
 اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی کہ اس کو
 کہہ دو کہ ہمارے لئے اپنے دل کے ٹکڑے کرے کپڑے نہ پھاڑے ابوالقاسم نصر آبادی
 نے ابو عمر بن عبید رحمہ اللہ سے کہا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کچھ لوگ جمع ہوں اور

اؤنکے ساتھ میں کوئی قوال کہہ گا وے تو یہ امر اس بہتر ہی کہ وہ لوگوں کی غیبت کریں
 اور ابو عمر نے کہا کہ راک میں نمود کرنے یعنی جو حالت اپنے اندر نہواؤ سکون ظاہر کرنا
 بریں کی غیبت کرنے سے بھی بری اب اگر یہ کہو کہ افضل وہ شخص ہے کہ جو ضبط کے بیٹھا
 رہی اور سماع اوسکے ظاہر میں کچھ اثر نہ کرے یا وہ افضل ہی جس پر اثر ظاہر ہو تو اسکا جواب
 یہ ہے کہ اثر کا نہ ظاہر ہونا کسی طرح سے ہوتا ہی کہتی تو اسوجہ سے ہوتا ہی کہ وجد ہی کم ہو
 تب تو البتہ نقصان میں داخل ہو اور کہی اس طرح ہوتا ہی کہ وجد تو باطن میں قوی ہوتا
 ہی مگر جو مکہ ضبط اعضا کی قوت سالک میں بدرجہ کمال ہوتی ہو اسلئے ظاہر نہیں ہوتا تو
 یہ بدرجہ کمال کا ہی اس میں نقصان نہیں اور کہی اسلئے ظاہر نہیں ہوتا کہ حالت وجد کی
 سالک کو ہر وقت اور ہر حال میں یکساں رہتی ہو تو سماع سے کچھ زیادہ اثر معلوم نہیں
 ہوتا یہ بدرجہ نہایت اسلئے ہی کمال کا کیونکہ وجد والوں کا وجد غالباً ہمیشہ نہیں ہا کرتا
 تو جو شخص وجد دائمی میں ہو تو وہ حق سے وابستہ اور عین شہود کا ملازم ہو اوسکو
 احوال عارضی بدل نہیں سکتے اور عجب نہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو ہر
 سے فرمایا تھا کہ ہم بھی کہی ایسے ہی تھے جیسے کہ تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے اس عقل
 سے وجد دائمی کا اشارہ ہو یعنی ہمارے دل قوی اور مضبوط اس درجہ کو ہو گئے ہیں
 کہ ہر حال میں وجد کے ملازم رہنے کی طاقت رکھتے ہیں اسیوجہ ہم کو یا قرآن کے معنی ہمیشہ
 سنتے رہتے ہیں ہمارے حق میں قرآن کوئی نئی بات اور عارضی نہیں کہ اوسکے ہم متاثر
 ہوں غرض کہ وجد کی قوت متحرک ظاہر کیا کرتی ہو اور عقل اور روک کی قوت اوسکو
 ضبط کیا کرتی ہے اور بعض اوقات ان دونوں میں ایک چیز دوسرے پر غالب
 ہو جاتی ہو یا تو اسوجہ سے کہ خود نہایت درجہ کو قوی ہوتی ہو یا اسوجہ سے کہ طرف مقابل

کر در ہوتی ہے اور نقصان اور کمال یکے پر حسب ہوا کرنا ہی تو تمکو یہ گمان کرنا ہے چاہے
 کہ جو شخص خود زمین پر نہ بیٹھا ہو وہ تو وہ زمین کا مل ہے اور جو اپنے اندر اس کو مضبوط
 ہے وہ ناقص ہے بلکہ بہت ضعیف بہ نسبت زمین والے کے وہ زمین کا مل ہوتے ہیں چنانچہ
 حضرت جنید رحمہ اللہ شریع سماع میں کچھ حرکت کیا کرتے تھے اور آخر کو بالکل جنبش کرتے
 تھے کسی نے جو اس کا سبب پوچھا تو اپنے یہ آیت پڑھی وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسِبُهَا جَمًا زَکَا
 وَهِيَ قَمَرٌ مِّنَ السَّحَابِ صُفْعٌ لِّلرَّحْمٰنِ اِنَّ مَلَائِكَةَ كُفُّنٍ كُلٌّ شَيْءٍ اَمِیْنٌ یہ اشارہ ہے کہ
 دل تڑپ رہا ہے اور ملکوت میں جو لائیاں کرنا ہے اور ظاہر میں اعتداساکن اور پیشتر
 ہوئے ہیں اور ابواکس محمد بن احمد جو بصرہ میں تھے کہتے ہیں کہ میں ساتھ برس سہل
 تشری رحمہ اللہ کے ساتھ رہا مینے اونکو کبھی نہیں دیکھا کہ کبھی کسی ذکر یا قرآن کی
 سنکراؤ میں کچھ تغیر ہوا ہو جب وہ آخر عمر میں پہنچے تو ایک شخص نے اونکے سامنے بیٹھا
 پڑھی کَالْیَوْمِ لَا یُؤْمِنُ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ
 تھا کہ کر پڑھیں جب وہ اصلی حالت پر آئے تو مینے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی اپنے فرمایا کہ
 شفقت من ابہم ضعیف ہو گئے اس طرح ایک بار یہ آیت سنی اَللّٰکَ یُؤْمِنُ فِیْکُمْ فِیْکُمْ فِیْکُمْ
 اللہ شفیق تو تڑپ گئے ابن سالم جو آپ کے مرید تھے اونہوں کی وہ پوچھی فرمایا کہ میں
 ضعیف ہو گیا کسی نے اونے عرض کیا کہ اگر یہ بات ضعف سے ہے تو بحال کی قوت کیا
 اپنے فرمایا کہ قوی بحال رہے کہ جو وارد اور سپر آوے اور کو اپنے حال کے زور سے گل
 کوئی واردات کیسی ہی زبردست کیوں نہ ہو اور کو تغیر نہ کر سکے اور باوجود وہ نہ کہ
 ضعیف ظاہر پر قادر ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ہر وقت کے شہود سے سب حالتیں یکساں
 ہو جاتے ہیں چنانچہ سہل تشری رحمہ اللہ کا قول بقول ہے کہ میری حالت شاز سے پیشتر

اور اس کے بعد ایک ہوا اس لئے کہ آپ ہر وقت دل کے نگار ان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ملا رہے
تھے تو اس طرح کا شخص سماع سے پہلے اور نیچے یکساں رہیگا کیونکہ اس کا وجد اور حال دائمی
ہوگا اور اشتیاق برابر اور ذوق متواتر رہیگا اس طرح کہ سماع سے اوس میں کچھ ترقی
نہوگی چنانچہ مروی ہو کہ ممشاد وینوری ایک جماعت پر گزرے کہ ان میں قوال کچھ
کہہ رہا تھا وہ آپ کو دیکھ کر چپ ہو گئے آپ نے فرمایا کہ تم اپنا کام کرو سمیرکان میں تو اگر تمام
دنیا کے ملا ہی اکٹھے ہونگے تب بھی میری بہت کو نہ روکین گے اور نہ میری حالت میں
کچھ ترقی ہوگی اور حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم کے فضل کے ہوتے ہوئے وجد
کا نقصان کچھ ضرر نہیں کرتا اور علم کا فضل وجد کے فضل سے زیادہ کامل جواب اگر یہ
کہو کہ ایسا شخص بہر سماع میں کیوں آتا ہو تو اس کا جواب یہ ہو کہ ان لوگوں میں سے
بعض نے تو سماع کو بوڑھاپے میں چھوڑ دیا تھا اور بہت کم سماع میں آتے تھے یعنی کسی
بیانی کی خاطر اور اس کے دل خوش کر نیکی کو کبھی اتفاق ہو جاتا تھا اور بعض اوقات اس لئے
شریک ہوتے تھے کہ لوگ اونکی قوت کے کمال کو دیکھیں اور جانیں کہ ظاہر کا وجد کچھ کمال
کی بات نہیں اور ظاہر کا ضبط کرنا اونسے سیکھیں کہ تکلف اور بناوٹ سے اس طرح علیحدہ
رہتے ہیں گواونسے اونکی پیروی نہ کیے اس وجہ سے کہ یہ امر اونسے مثل سرشت ہو رہا ہو اور
اگر وہ لوگ اتفاق ابنا جنس کے سوا اور کسی سماع میں جاتے ہیں تو بد نوع اور کئے شریک
رہتے ہیں اور دل و دل و دل سے دور رہتے ہیں جیسے بدون سماع کے غیر جنسوں میں اگر
کسی ضرورت سے بیٹھتے ہیں تو وہاں بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ظاہر اور ضمیر ہوتا ہے اور باطن
ملکوت میں اور کچھ لوگوں کے سماع کا ترک منقول ہو اور گمان ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کو
برا جانا ہو مگر واقعہ میں سبب ترک کا یہی ہے کہ ان کو سماع کی حاجت نہ تھی دائم الوجد تھے اور

بعض لوگ اسوجہ زائد تھے کہ انکو سماع میں حجاز و جمالی تھا اور نہ اہل ہوتے تو
 اسلئے ترک کر دیا کہ سیفائہ بات میں کیوں مشغول ہوں اور بعضوں نے اسلئے ترک
 کیا کہ انکو مایان جلسہ غیر منہوی پینا سچہ کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم راگ کیوں نہیں سنتے
 اسنے جواب دیا کہ کس سیتون اور کسے ساتھ چوتھا ادب یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو
 روک سکتا ہو تو نہ کثر ہو اور نہ رونے میں آوارہ بند کرے لیکن اگر ناچنی اور زوئی صورت
 بناوے تو مباح ہو بشرطیکہ ریاضطور ہو کیونکہ رونی صورت بنانے سے حزن پیدا ہوتا ہے
 اور سرور نشاط کی تحریک کا سبب رقص ہوا کرتا ہے اور سرور مباح کی تحریک ہمارے ہی اور
 اگر مایان مرام ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ساتھ حبشیہ کو نہا پتے نہ دیکھتیں چنانچہ آپ بعض روایات میں یوں ہی فرماتے ہیں
 کہ وہ ناچ رہی تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہی بعض اکابر کا مایان سرور کثرت
 مروی ہے اور وہی سرور موجب انکے رقص کا ہوا ہے چنانچہ حضرت امیر عمرہ رضی اللہ
 عنہ کے بیٹے کے قصہ میں جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر آچکے ہیں
 اور زید بن عارضہ رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہوا کہ اس لڑکی کی پرورش کون کرے
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہ فرمایا
 کہ تو چمکے اور میں تبتہ سے انکو ستر کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اوچلنے لگے اور حضرت
 جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور ستر کے مشابہ ہو گیا تو وہ حضرت علی
 رضی اللہ عنہ سے ہی زیادہ اوچلے اور اپنے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو
 ہمارا بنائی اور مویں ہو تو وہ حضرت جعفر سے ہی زیادہ اوچلے پر اپنے فرمایا کہ یہ لڑکی
 جعفر پاس ہیگی کیونکہ اسکی نالہ جعفر کی منکوحہ ہے اور خالہ کو یا والدہ ہی ہے اور کیا

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے شوہر کا نالچ پسند ہے غرض کہ نالچ اور اوچھلنا خوشی کے سبب ہوتا ہے تو اس کا حکم بھی خوشی ہی پر مبنی ہو گا یعنی جن صورت میں کہ خوشی آجی ہو اور نالچ او سکوترقی اور تاکید ہو تو وہ نالچ محمود اور اچھا ہو گا اور اگر خوشی سبب ہوگی تو نالچ ہی سبب ہو گا اور اگر بری ہوگی تو وہ بھی برا ہو گا تاہن یہ حرکت اکابر اور مقتدا لوگوں کی شان کے لائق نہیں کیونکہ یہ علم اکثر لوگوں کے لیے ملتا ہے اور جو بات کہ لوگوں کی صورت پر لوگوں کی نظروں میں ہو تو اس سے مقتداؤں اور پیشواؤں کو اجتناب کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کی نظروں میں حقیر نہوں اور لوگ ان کا اقتدار نہ چھوڑیں باقی رہا کپڑے پہنا کر نالچ اور اس کی اجازت نہیں مگر اس صورت میں کہ آدمی اپنے اختیار میں نہ رہے اور یہ کچھ بعید نہیں کہ دل پر وجہ کا غلبہ اس وجہ کو ہو کہ وہ اپنے کپڑے پہنا کر اسے اور وجہ کے نشہ میں او سکوترقی ہو یا معلوم ہی ہو مگر یہ وہ کپڑے پہنا کر کے نفس کو ضبط نہ کر سکتا ہو تو اس شخص کا حال ایسا ہو گا جیسے رعبوستی کسی سے کوئی کام لیا جاوے کیونکہ وہ تو تڑپنے اور کپڑے پہنا کر میں سنا کی صورت دیکھ کر مجبور ہی سے او سکوترقی کرنا ہی چاہیے بیمار آہ مجبوری سے کرتا ہے اگر کوئی او سکوترقی سے روکے تو ہرگز اس سے صبر نہ ہو سکے گا تاہو دیکھ کر فعل اختیار ہی کیونکہ یہ ضرور نہیں کہ جن فعاون کا حاصل ہونا ارادہ ہوا انسان اس کے ترک پر قادر ہی ہو مثلاً سانس لینا ہی ارادہ سے حاصل ہوتا ہے لیکن اگر کسی سے کہا جاوے کہ ایک ساعت کو سانس روک لو تو وہ اپنے اندر سے کہہ کر سانس لینا اختیار کرے گا یہی حال پیچھے اور کپڑے پہنا کر کا ہے کہ یہ بھی ایسی ہی طرح ہوتے ہیں تو ان کو

حرام نہیں کہہ سکتے چنانچہ سری سقلی رحمہ اللہ کے سامنے ذکر تیز و جہد اور غالب کا ہوا آپ
 فرمایا کہ ہاں وجہ غالب ہوتا ہے کہ اگر وجہ والے کے موافق ہو تو اس کو خبر نہ لوگ
 نے دوبارہ پوچھا اور اپنے گمان میں بےید رہا نا کا اس حد کو وجہ ہو جائے اسلئے بہت
 اصرار کیا مگر اپنے پرکھ نہ کہا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بعض اوقات میں بعض شخصوں
 کو ایسا ہی وجہ غالب ہوتا ہے کہ کیسی ہی ایذا و نکو دیا ہو وہ معلوم نہیں کرتے
 اب اگر یہ کہو کہ سماع کے بعد اور وجہ سے فارغ ہونے پر جو صوفی نے کپڑے چیر کر اور
 چوٹے چوٹے ٹکڑے کر کے لوگوں کو دیتے ہیں اور اس کو نام خرقة کہتے ہیں تو اس باب
 میں تم کیا کہتے ہو یہ امر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سماع ہی بشرطیکہ پارچہ پٹا ہوا
 مربع قابل پیوند لگانے کیڑوں یا جانناز کے ہوا اسلئے کہ پہاڑ نے میں کچھ ممنوع بات
 نہیں آخر تھان کو بھی پہاڑ کر ہی کپڑا کرتے بناتے ہیں اور مال کا ضائع کرنا بھی نہیں
 اسلئے کہ اس پہاڑ نے سے ایک عرض متعلق ہے یعنی پیوند لگانا کہ وہ چوٹے پتی کر کے
 لگا یا جاتا ہے اور سب کو بافتنا اس نظر سے کہ خیر میں سب شریک ہوں مباح اور مقصود
 اسلئے کہ ہر مالک کو اختیار ہے کہ اپنے تھان کے تنو ٹکڑے کر کے مثلاً سونقیر و نکو دیے
 لیکن ہاں یہ چاہئے کہ وہ ٹکڑے ایسے ہوں جو پیوندوں میں کام آویں اور سماع
 میں جو ہم نے کپڑے پہاڑنے کو منع لکھا ہے تو اسے پہاڑنیکو منع کیا ہے جس سے کچھ کپڑا
 جاتا اور کسی کام کا نہ ہو کیونکہ یہ محض ضائع کرنا ہے تو اختیار کے ساتھ جائز نہیں ہے
 میں مجبوری ہے پانچواں ادب یہ ہے کہ کپڑا ہونے میں لوگوں کی موافقت کرنی چاہئے
 یعنی اگر کوئی شخص جبر صاوق میں آکر بدون نمودار بناوٹ کے کپڑا ہو جاوے
 یا بدون اظہار وجہ کے با اختیار خود کپڑا ہو اور لوگ اس کے لئے کڑے ہو جائیں تو

اونکے ساتھ آپ بھی کھڑا ہو جائے کہ یا ران جلسہ کی موافقت آداب صحبت میں ہے
 اسطرح اگر لوگوں کی عادت یہ ہو گئی ہو کہ اگر وجہ والے کی پگڑی گر جائے تو وہ ہی
 اپنی پگڑیاں اسکی موافقت کو اٹار لیں یا اسکی چادر اتر جائے تو اپنی ہی اٹار لیں
 تو ایسی باتوں میں جسکے موافق کام کرنا خودی آداب صحبت اور عشرت میں داخل ہو گئے کہ
 ہر ایسوں کی مخالفت کرنی موجب وحشت ہو اور ہر قوم کی رسم جدا گانہ ہو تو جیسا دین
 ویسا بھیس کرنا چاہئے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہو خالکو
 الناس باخلافہ یعنی لوگوں کی اونکی عادتوں کے موافق بلخصوص جب ایسے خلاق
 ہوں کہ اونمیں حسن عشرت اور دلون کا خوش کرنا موافقت کرنے سے پایا جاتا ہو تو
 اوسکا استعمال ضروری ہو اور یہ جو معترض کہتا ہو کہ یہ امر بدعت ہی صحابہ رضی اللہ عنہم
 کے وقت میں نہ تھے تو یہ اوس صورت میں صحیح ہو کہ جتنے مباحات ہیں وہ سب صحابہ
 رضی اللہ عنہم سے منقول ہوں حالانکہ کچھ ضرور نہیں کہ مباحات صحابہ رضی اللہ عنہم سے
 منقول ہوں بلکہ ممنوع وہ بدعت ہی جو مخالف کسی سنت کے ہو جسکے کہ نہ کیا حکم شارع ^{الصلوات}
 والسلام نے دیا ہو اور امر متنازع فیہ میں کسی طرح کی مخالفت منقول نہیں اور انبیاء کے
 کو آئیکے وقت کھڑا ہو جانا عرب کی عادت میں منتہا یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے بھی بعض احوال میں کھڑے نہوتے تھے جیسا کہ حضرت
 انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہو مگر چونکہ اس میں کوئی نہی عام ثابت نہیں ہوئی تو
 جن شہر نہیں آئیوالے کی تعظیم کی عادت کھڑے ہونے سے ہو انمیں کسی کے لئے کھڑا ہونا
 کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ مقصود تو اسکی تعظیم اور عزت اور دل خوش کرنا ہو تو جس
 بات میں موافقت کرنیے دوسرے کا دل خوش کرنا مقصود ہو اور لوگوں نے اوسکو دل خوش کرنی کی اطلاع ملے ہو تو ایسی چیز

اونکی موافقت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بہتر یہی ہو کہ موافقت کرے بجز اس صورت
 کے جس پر سختی وار رہو اور اسکی تاویل کچھ نہو اور ایک ادب یہ ہو کہ لوگوں کے ساتھ ناپسند
 کو نہ دیکھو اگر وہ لوگ اسکا تاج بڑا جانتے ہوں اور انکے احوال میں ابتری نہ ڈالے
 اسلئے کہ جو تاج بدون اظہار وجہ لینے کے ہو تو وہ سیاح ہو اور جو تاج ابد کے نام سے ہوتا
 ہو اس میں سبکو بناوٹ کا اثر معلوم ہوتا ہو اور جو صدق کے ساتھ کھڑا ہوتا ہو اسکو
 طبیعتیں ثقیل نہیں جانتی ہیں غرض کہ حاضرین جلسہ اگر اہل باطن ہوتے ہیں تو انکے
 دل راستی اور کھلف کی کسوٹی ہوتے ہیں چنانچہ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ وجہ بیچ کیا
 ہو تو بیچ فرمایا کہ اسکا صحیح ہونا یہ ہو کہ وجہ دیا اسکو قبول کریں بشرطیکہ اسکے
 موافق ہوں مخالف نہوں اب اگر یہ کہو کہ کیا بات ہو کہ طبیعتیں قص سے نفرت کرتے
 ہیں اور ظاہر ایہ گمان ہوتا ہو کہ رقص باطل اور لہو اور دین کے مخالف ہو کہ جب کوئی
 دین میں کوشش کرے تو اسکو دیکھتا ہو تو اسکا انکار ہی کرتا ہو تو اسکا جواب یہ ہو
 کہ کوئی کتنا ہی لہو کا زہد ہو اسکے جہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے
 زیادہ نہو گی حالانکہ اپنے مسجد میں حبشیوں کو ناپسند دیکھا اور انکار فرمایا کیونکہ
 وہ وقت ہی اسکے لائق تھا اور وہ لوگ اسکے لائق تھے یعنی عید کا دین تھا اور حبشی
 تاج رہتے تھے ان تاج سے باہر لہو و طبیعتیں متنفر ہیں کہ اکثر اسکے ساتھ لہو و لعب
 ہوتا ہو اور لہو و لعب ہر چند سیاح ہو مگر ایسوں ہی کے لئے جیسے زندگی اور حبشی ہیں
 اور منصب والوں کے لئے مگر وہ ہو کہ اونکی شان کے لائق نہیں اور جو چیز اسوجہ مذکورہ
 ہو کہ منصب والوں کے لائق نہیں اسکو حرام نہیں کہہ سکتے مثلاً اگر کوئی سائل کسی فقیر
 سے کہہ مانگے اور وہ اسکو اکیروٹی دیدے تو یہ دنیا و عذرہ جائز ہے اور اگر کوئی بادشاہ

کچھ سوال کرے اور بادشاہ اوسکو ایک یا دو روٹی دے تو تمام خلق کے نزدیک بڑا ہوگا اور
 ناریخونین کا بایا بیگا کہ منجملہ بادشاہ کی برائیوں کے ایک یہ حرکت تھی اور اوسکی اولاد و حفا
 کو اوسکے بستے لوگ ننگ دلائین گے مگر باوجود اسکے یوں نہیں کہہ سکتے کہ بادشاہ مذکور
 جو حرکت کی وہ حرام تھی اسکے کہ اوسنے بائین لحاظ کہ فقیر کو دیا اچھا فعل کیا ہے مگر اپنی خاک
 اعتبار سے ایک روٹی کا دنیا مثل دینے کے ہی اور بڑی اسطرح ناچ اور دوسرے
 سباحات کا حال ہے کہ عوام کے حق میں سباح بین اور نیک بندوں کے حق میں برائیاں
 بین اور نیکوں کی بدلائیاں مقرب بندوں کے حق میں برائیاں ہیں لیکن یہ حکم
 اوسی صورت میں ہے کہ اوسکو بلحاظ منصب و کمین ورنہ اگر بلحاظ کسی منصب وغیرہ کے
 و کمین تو یہی حکم کرنا واجب ہوگا کہ ہدایت خود اس میں کچھ حرکت نہیں واللہ اعلم تفصیل گذشتہ
 سے یہ ثابت ہوا کہ سماع چار قسم ہے حرام اور مباح اور مکروہ اور مستحب سماع حرام اون
 لوگوں کے حق میں ہے جو جوان ہوں اور بچہ دنیا کی شہوت غالب ہو کہ سماع اون میں کسی قسم
 کی تحریک نہ کر گیا بجز اسکے کہ جو بری صفتیں اونکے دل پر غالب ہیں وہ حرکت میں آجائیں
 اور مکروہ اون لوگوں کے حق میں ہے کہ جو سماع کو شائق کی صورت پر تو نہیں ڈھالے مگر
 اکثر اوقات اوسکو عادت پڑ گیا ہے کہ طو پر اور مباح اون لوگوں کے حق میں ہے جو
 سماع سے کوئی بہرہ سوا خوش آوازی سے مزہ پانیکے نہیں اور مستحب اون لوگوں کو ہے
 جنہ خدا تعالیٰ کی محبت غالب ہے اور سماع بجز صفات محمودہ کے اور کسی چیز کی تحریک نہیں
 نہیں کرتا والحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً و صلی اللہ علی کل عبد مصطفی
 تمام ہوتی عبارت کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم کی اور یہ ترجمہ پورا آٹھ
 باب کا بالاسی باب ہے اور اب بیان سے بعض اور کتابوں معتبر کا ترجمہ عبارت ورج

ہوتا ہی تو اول رسالہ شریف کے ترجمہ کا اتفاق ہوا و ہوتا ہوا

باب بیان سماع میں

فرمایا اللہ تعالیٰ و تقدس فی بشرۃ عباده الذین یستمعون القول فلیتعون
 احسنہ ط یعنی پس جو شجر ہی سے اُون سیر مذکور جو سنتے ہیں قول کو بہ اتباع کرتے
 ہیں اوستین احسن اور بہتر اوسیکہ اور حرف لازم لفظ قول میں تعلیم اور استعراق کا ہی اور
 دلیل اس پر یہ کہ انکی مدح کی ہو ساتھ اتباع احسن کے اور فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 تمہارے فروع و ضمیمہ محکوم و ط اور تفاسیر میں ہے کہ یہ سجدوں یعنی سماع کے ہی اور
 جان کہ سننا اشعار کا ساتھ الحان طیبہ اور نغمہ ہاے ملذذہ کے اگر سننے والا معتق کسی
 امر ممنوع کا نہواور کسی صفت مذمومہ فی الشرع پر سماع نہ کرنا ہو اور اسکا سماع ایسا نہو کہ ملان
 خواہش نفسانی کے کہنے اور نہ داخل کرے لہو میں تو یہ سماع سماع ہی فی ایک اور اختلاف
 نہیں ہوا میں کہ تحقیق اشعار پر ہے گئے ہیں مگر نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم کے اور اپنے اشعار کو سننا ہی اور کسی پر اشعار میں انکار اور منع فرمایا سو جبکہ
 ہو سننا اشعار کا بدوین الحان طیبہ اور خوش آوازی کی تو حکم نہیں بدلتا سننے میں
 ساتھ الحان کے اور نہ اظہار ہی چہرہ بات کہ واجب کرے سننے والے پر نور و حریت
 کو طاعات پر اور یاد کرنے ایسی چیز و مذکور جو ہوا اور طیار کی ہیں اللہ تبارک سبحانہ و
 اپنے بندوں متقی کے درجات سے جبکہ یہ امر باعث ہوتا ہی آدمی کو اور بچنے کے باعث
 اور پوچھنا ہی ملان قلب کے فی اسما صغالی و اروا کو تو یہ بات مستحبہ دین میں اور
 مختار ہی شرع اطہر میں اور تحقیق کہ جاری ہوئے ہیں لفظ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسے کہ قریب ہیں شتر سے اور نہیں مقصود
 کہ وہ شتر ہوں یعنی بلا ارادہ قریب شتر کے صدار ہوئے ہیں اور خود بنفس نفیس قصد ہوں
 کرنے شتر کا نہیں کیا پناہ غزوہ خندق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم خندق کو دور پہنچے اور یہ وزن کہہ رہے تھے

نحن الذين بايعوا محمداً | على الجهاد ما بقينا ابدًا

پس جو ابد یا ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ

اللهم لا تعيش الا عيش الآخرة | كرم الانصار والمهاجرة

اور یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نہیں ہیں اوپر وزن شتر کے اور
 نہ اوپر ارادہ شتر کے لیکن قریب شتر کے ہیں اور تحقیق کہ سننے ہیں سلفا مقتدین اور
 اکابر رحمہم اللہ نے آیات ساتھ خوش آوازی کے پس منجملہ قائلین بالاباحت کے سلف
 حضرت مالک بن انس اور اہل حجاز ہیں کہ یہ سب مباح رکھتے ہیں غنا اور راگ کو لیکن راگ
 صدار پس اجماع ہی انکا اسکے جواز پر اور تحقیق کہ وارد ہیں اور پہنچے ہیں آثار اسباب میں
 اور مروی ہے ابن جریج رحمہم اللہ سے کہ یہ شخص اور اجازت دیتے تھے سماع کی تو آواز نہ کہا
 گیا کہ جب آپ روز قیامت کے میدان شتر میں بلائے جاوے گا اور آپ کے سنات اور سیات
 حاضر کے جاوینگے تو یہ سماع آپکا کہ کسی جہت اور جانب میں ہوگا تو فرمایا کہ نہ جانب سنات
 میں اور نہ جہت سیات میں ہوگا یعنی مطلب یہ ہے کہ سماع منجملہ مباحات کے ہی لیکن حضرت
 امام شافعی رحمہم اللہ سوا آپ اسکو حرام نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر اور عوام روایات میں کہو
 فرماتے ہیں یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے اپنے حرفت اور پیشہ راگ کا کیا ہو اور نصف ہو علی الذرا
 سماع کا بروجہ لہو کے تو روز قیامت ہی اپنے شہادت اسکی اور نہ فرمایا ہو اسکو منجملہ الیہ

کے کہ جسے مروت بانی سہتی ہو اور ساقط ہوتی ہو اور لاحق نہیں کیا ہو اسکو سات مروت
 کے اور ہمارا کلام نہیں جو اس قسم کے سماع میں کیونکہ یہ طائفہ بزرگ اور بلند درجہ ہیں اگر
 کہ سماع کو بطور لہو کے سنیں اور جیسے راگ کے پسند فرمادیں اور ہووین ساتھ و لوگ اپنے
 کے فکر کر نوالے منہا میں لغو میں آیا سنیں بطور صفت خیر اور کفر کے اور تحقیق کہ مروی ہیں
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے آثار باجست سماع میں اور اسید طرح حبیب اللہ بن جعفر
 بن ابیطالبؑ اور اسید طرح حمز بن اخطاب رضی اللہ عنہ سے مدار وغیرہ میں اور پر ہے
 گئے روبرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اشعار پس نبی کریم صلی
 اپنے اوس اور مروی ہو جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ پڑھو گئے اپنے اشعار مثلاً
 مستور اور ظاہر کے یہ ہو کہ آپ داخل ہوئے خانہ جناب صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا میں اور وہاں دو لڑکیاں گاتی تھیں سو اپنے منع فرمایا او کو چنانچہ بطول سنا
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ تحقیق حضرت ابو بکر داخل ہوئے انکے باطن
 وہاں لڑکیاں گارہی تھیں ایسے واقعہ جو ہوئے تھے انصار میں روز بیعت کے ہو
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ مزار شیطان کا خانہ و ولت جناب رسول اللہ صلی
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 نے کہ چوڑ و و انکو لے ابو بکر پس تحقیق کہ واسطے ہر قوم کے ایک عید ہوتی ہو اور ہمارا جو
 یہ روز ہو اور یہی بطول اسناد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ ان دنوں
 نکاح کیا تھا ایک اپنے رشتہ دار عورت کا انصار سے پس تشریف لائے جناب نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور کہا کہ آیا رخصت کرو یا تم نے لڑکی کو جو عرض کی حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے کہ مان بہر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ کسی گائیو لگا

اوسکے ہمراہ پہونچایا ہر غرض کی کہ نہیں پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تحقیق انصار میں غزل ہوتے ہیں پس اگر پہونچا دیتے تم کوئی ایسا کہ کشاکش اتینا کہ اتینا کہ فحیانا و حیثا کہ یعنی تو خوب تھا اور یہی بطول سنا دے گی حضرت برابر بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سنائیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حسن زیادہ کرو تم قرآن مجید کا ساتھ اپنی آوازوں کے پیش تحقیق کہ خوش آوازی زیادہ کرتی ہو قرآن مجید کا حسن پس دلالت کی اس خبر نے اور فضیلت خوش آوازی کے اور یہی بطول سنا دے گی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ واسطے ہر چیز کے ایک زیور ہوتا ہے اور زیور قرآن مجید کا خوش آوازی ہے اور یہی بطول سنا دے گی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ دو آواز ملعون ہیں ایک تو آواز ویل کا وقت مصیبت کے اور دوسرا آواز مہمار کا وقت راک کے پس مفہوم خطاب کا مقتضی ہے اباحت سوا ان دو آواز غیر ان دونوں مالون میں یعنی حالت مصیبت اور حالت راک میں والا باطل ہوگی وجہ خاص کرنے کی اور اخبار اس باب میں بہت ہیں اور زیادتی اس قدر پر ذکر روایات سے خارج کرتی ہے کہ جو مقصود کہ جو اختصار ہے اور تحقیق مروی ہے کہ ایک شخص نے ریشہ کا پڑ پڑے رو بہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شعر

عَارِضَانِ كَالسَّجِ
وَالْفَوَادِ فِي الْوُجِ
قَدْ عَرَفْتُ فِي اللَّجِ

اقبلت فلاح لها
ثم ادبرت فقلت لها
عادلتي ونيكها

هل علی حکمان ان عشقت عن حراج

پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لا حرج انشاء اللہ
 تعالیٰ کہما مصنف کتاب رسالہ قشیریہ یعنی اوستاد ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن
 قشیری رحمہ اللہ نے کہ کہا اوستاد رحمہ اللہ نے کہ تحقیق خوش آوازی سجدہ انعامات
 الہی تعالیٰ شانہ کے ہو جسکو کہلے آدیوں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یزید فی الحقیقۃ
 مائیکہ کہا گیا تفسیر میں کہ مراد اس زیادتی سے جو ایہ شریفین مذکور ہو خوش آوازی
 ہو اور دم کی اللہ تعالیٰ و تقدس آواز بد کی اور فرمایا تعالیٰ سبحانہ نے ان الکلام
 الا صوات لصوت الجہد یعنی تحقیق کہ منکر تر آوازوں کی آواز کہ ہے کہ
 اور لذت پانا دلوسکا اور مانوس ہونا اور اسکا ساتھ آواز طیبہ کے اور راحت پانا اسکا
 اسکے ایسا ہو کہ اس میں ہکا کرنا امکان نہیں کہتا کیونکہ اگر کاجیہ ساکن ہوتا ہو آواز
 طیبہ سے اور اوش تحمل کرتا ہو سختی سیر اور شدت بوجہ کا اور آسانی پاتا ہو ساتھ جلد
 کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا يَنْظُرُونَ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ كَيْفَ خَلَقَتْ اَوْرَاقًا
 کیا ہو اسمیل بن علیہ سے کہا کہ میں جبار ہوتا ہمارا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے وقت
 دو کپڑے پہنے ہم ایک موضع میں کہ وہاں ایک شخص کہیہ ہوتا تو اپنے فرمایا کہ چلو
 اور میل کرو طرف اسکے پھر مجھ سے فرمایا کہ کیا طربناک کرتا ہو تم کو یہ تو بیٹے کہا کہ میں
 فرمایا کہ تجھے قوت حس کی نہیں ہو اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ نہیں کان لگایا اللہ تعالیٰ نے ساتھ کسی چیز کے مثل کان لگانے اسکے کہ
 واسطے نبی کے کہ تعنی کرے ساتھ قرآن مجید کے مروی ہو ساتھ طول اسناد کے حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہیں کان لگایا آخر حدیث تک اور کہا گیا ہے کہ سنتے تھے قرات حضرت داؤد علی نبینا و
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن اور انس اور وحش اور طیور جبکہ پڑھتے تھے آپ زبور اور
 اوٹھائے جاتے تھے آپ کی مجلس سے چار سو جہازہ اون لوگوں کے کہ جو مرتے تھے بسبب
 سننے قرآن کی کہ اور فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ
 اشعری رضی اللہ عنہ کو کہ تحقیق دی گئی ہے تم کو ایک فرماں مجھ مزامیر آل داؤد سے اور
 کہا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم سے کہ اگر میں جانتا کہ تحقیق آپ سنتے ہیں تو البتہ آراستہ کرتا مین قرات کو اور
 بطول اسناد مروی ہو حکایت ابو بکر بن داؤد و دیورنی رحمہ اللہ سے کہا کہ میں
 ایک جنگل میں تھا سو پوچھا میں ایک گروہ کے نزدیک قبائل عرب کہ ضیافت کی ایک
 نے اوس گروہ سے میری سودیکھا بیٹے اوسکا ایک سیاہ غلام قید وہاں اور دیکھا
 بیٹے اونٹوں کو مردہ صحن گہر میں پس کہا مجھ سے اوس غلام نے کہ تم آجکی رات مہمان
 اور میرے مالک کے نزدیک گرامی ہو تو میری سفارش کرنا کہ وہ
 تمہاری سفارش روز کر گیا پس کہا بیٹے صاحب خانہ سے کہ میں کہانا نہ کہاؤں گا
 جب تک کہ تورہا کرے اس غلام کو تو اوسنے جواب دیا کہ اس غلام نے فقیر اور محتاج کر دیا
 مجھے اور برباود کیا مال میرا پس بیٹے اسکی حقیقت اوس دریافت کی تو کہا اوس نے اور
 جواب دیا کہ یہ غلام خوش آواز ہو اور میں اپنا گزارہ ان اونٹوں سے کرتا تھا سو لاوا
 اسے اونپر بوجہ بہاری اور گایا دیکھے واسطے راگ حمار تو کاٹا اونہوں نے راستہ تین
 روز کا ایک دن میں پس جبکہ اوتا را اونپر سے باز تو مر گئے وہ سب لیکن شیر میں نے
 انشاؤ سے شہم کو اور کھول دی غلام سے قید چہر جبکہ صبح ہوئی تو چاہا بیٹے کہ سنون اوکی

آمانا و رسوا کیا مالک اسکا اور امر کیا اسنے غلام کو کہ مدار واسطے ان آدمیوں
 کے جو وہاں کنوئے پر تھے اور پانی بہرتے تھے سو کہا اسنے راگ مدار اور گرے اونٹ
 اپنے موہو پیر اور ٹوٹو ڈالین۔ بیان اپنی اور میں گمان نہیں کرتا کہ میں سنی کوئی
 آمانا اس سے بہتر اور گرامین اپنے موہو کے بل ہائیک کہ اسنے اشارہ کیا غلام کو خاموشی کا اور
 کہا حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہ کیا حال ہے انسان کا کہ ہوتا ہے راہ باب اور جبکہ شتا ہے
 راگ تو اضطرار کرتا ہے پس فرمایا کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبکہ مخاطب کیا اور یا
 کو میثاق اول میں ساتھ قول اَلْکُتُبِ بِیْچکھ کے تو سیلاب کیا شیرینی اس کلام نے
 ارواح کو تو جبکہ سنتے ہیں سماع تو سحر کیا دیتا ہے وہ ذکر اور نکو اور سنائے اور ستاد اور
 علی رحمہ اللہ سے کہ کہتے تھے سماع تین حال پہ ایک حرام ہے اور یہ عوام کا سماع ہے اسو ایک
 انکے نفس بحال خود باقی ہوتے ہیں اور دوسرا سماع ہے اور یہ زیادہ نکو ہے اسو ایک
 کہ اونکو مجاہدہ حاصل ہوتا ہے اور تیسرا سماع ہے اور یہ ہم لوگوں کا یعنی صوفیہ صافی کا
 ہے اسو ایک کہ اکاد دل زندہ ہوتا ہے اور سنائے اور ستاد ابو علی رودباری رحمہ اللہ
 کہ جارت محاسبی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ نہیں
 تو اونسے نفع مندی حاصل کیا وے اور بے اونکو کم کیا ہے یعنی بہکو وہ بیس نہیں ہیں
 ایک خوبصورتی ہے جو اس اور خدایات کے ساتھ ہو و جو خوش آوازی جو دیانت کے
 ساتھ ہو تیسرے بہتر برادری جو وفاداری کے ساتھ ہو اور پوچھا گیا حضرت ذوالنون
 مصری رحمہ اللہ سے حال خوش آوازی کا تو فرمایا کہ یہ مخاطبات اور اشارات ہیں کہ بعد
 رکھا ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے واسطے ہر طیب اور طیبہ کے اور دوسری بار پوچھا گیا تو فرمایا
 کہ سماع ایک وار و حقانی ہے کہ پیشہ ہے تیا ہے و لو نکو طرف حق کے سو جو کوئی کہنے اسکو

ساتھ ہی کے وہ محقق ہی اور جو کوئی کہ سنے اور سکو ساتھ نفس کے وہ زندیق ہی اور فرمایا
 حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہ نازل ہوئی ہو رحمت الہی فقر پر تین مقام میں ایک وقت سماع
 کے کیونکہ یہ لوگ نہیں سنتے مگر حق سے اور نہیں کہہ سکتے مگر وجد سے دوسرے وقت
 کہانا کمانے کے کیونکہ یہ لوگ نہیں کہاتے مگر فاقہ سے تیسرے وقت ہمکلامی علم کے کیونکہ
 یہ لوگ تذکرہ نہیں کرتے مگر صفت اولیا کا اور فرمایا انہوں نے کہ سماع فتنہ ہی اس
 شخص کو کہ طالب ہوا اسکا اور حکایت کیا گیا ہو اسے کہ فرمایا سماع کو احتیاج تین چیز کی
 ہی ایک وقت دوسرے مکان تیسرے برادران کی اور پوچھا گیا حضرت شبلی رحمہ اللہ
 سے حال سماع کا تو فرمایا کہ ظاہر اسکا فتنہ ہی اور باطن اسکا عبرت ہی سو جو کوئی کہ جانتا
 ہو اشارہ تو حلال ہو اسکو سماع ورنہ وہ شخص طالب فتنہ کا ہو اور پیش ہو اور واسطے
 بلا کے اور کہا گیا ہو کہ لایق نہیں ہو سماع کا مگر وہ شخص کہ نفس اسکا مردہ ہو اور قلب
 زندہ ہو اور نفس اسکا فہم کیا گیا ہو ساتھ شمشیر مجاہدہ کے اور زول زندہ ہو ساتھ
 نور موافقت کے اور پوچھا گیا ابو یعقوب نر جو ری سے حال سماع کا تو فرمایا کہ ایک حال
 ہو کہ شروع کرنا ہو رجوع کو طرف اسرار کے بحیثیت احراق کے اور کہا گیا ہو کہ سماع لطیف
 غذائے روحانی ہی واسطے اہل معرفت کے اور سنائیے استاد ابو علی رحمہ اللہ سے کہ کہتے
 تھے کہ سماع مہر ہے مگر جو کہ موافق شرع اطہر کے ہو اور حرافت ہی مگر جو کہ حق سے ہو اور فتنہ ہی
 مگر جو کہ عبرت سے ہو اور کہا گیا ہو کہ سماع دو قسم ہے ایک سماع بشرط علم اور صحو کے ہے پس
 بشرط ایسی سامع کی ہو معرفت اسامی اور صفات کے ورنہ واقع ہو گا کفر محض میں اور
 دوسرا بشرط حال کے ہے پس بشرط ایسے سامع کی ہو فانی ہونا اپنے احوال بشرط سے اور جو
 ہونا آثار خلط سے بسبب ظہور احکام حقیقت کے اور حکایت کیا گیا احمد بن ابی احواری

کہ کیا پوچھا میں ابولیمان سے حال سماع کا تو کیا کہ دوستی اگر ہو تو یہ دوست تیرا میرے
 نزدیک اس کے ایک ہی ہوا اور پوچھا گیا ابو اکسین نوری سے حال صوفی کا تو کیا صوفی
 وہ ہو کہ جو میں نے سماع کو اور اختیار کرے اسباب کو اور پوچھا گیا ابولہادی بدباری سے حال سماع
 کا کیا روز تو کیا کہ ایسے کاش خلاص اور زلمائی باورین ہم ادب سے بالتمام سنائے شیخ
 ابو عبد الرحمن سلمی سے کہ کہتے تھے سنائے ابو عثمان مغربی سے کہ کہتے تھے جو شخص کہ
 دعویٰ کرے سماع کا اور نہ سماع کرے صوت طیور پر اور آواز کو اثر پر اور آواز ہو اور تو
 وہ مدعی فریبی ہے سنائے ابو عالم سجستانی سے کہ کہتے تھے سنائے ابو نصر النساج سے
 کہ کہتے تھے کہ سنائے ابو الطیب احمد بن مقاتل علی سے کہ کہتے تھے کہا جعفر نے کہ تھان
 نیری اصحاب بعیدہ رحمہم اللہ سے ایک شیخ فاضل سوا کثر حاضر ہوتے تھے موضع سماع میں
 تو اگر خوش آتا تھا انکو کچھ تو سچا لیتے تھے اپنے تہ بند اور بیٹے تھے اوپر اور کہا گیا ہے کہ
 صوفی مع اپنے نذیکے ہی اگرچہ خوش آتے اور کہا گیا کہ سماع واسطے ارباب قلوب کے ہیں
 لے شیخ اور اوٹھایا جوتا اپنا اور سنائے محمد بن حسین بطول اسناد کہ پوچھا گیا حضرت
 رومی سے حال وجود صوفیہ کا وقت سماع کے تو جواب دیا کہ وہ مشاہدہ کرتے ہیں اور
 معانی کا کہ جو غائب ہیں غیر انکے سے سوا اشارہ کرتے ہیں طرف انکے سماع کہ متوجہ ہوں
 میرے پس ثابت و یحیاتی ہو ساتھ انکے خوشی سے ہر واقع ہوتا ہی حجاب تو خود کرتا ہے
 یہ سرور طرف بجا اور گرہ کے پس بعض کہے پاڑتے ہیں اور بعض حج مارتے ہیں اور
 بعض روتے ہیں اور ہر آدمی اپنے قدر اور انداز پر ہی اور بطول اسناد مری ہی
 حدیثی سے کہ کیا اونہوں نے اپنے بعض کلام میں میں کیا کرتا ہوں ایسا سماع کہ
 منقطع ہو جا جو وقت کہ منقطع کرے او سکون کا نہ والا چاہئے کہ اس سماع اور سکون منقطع

اور کہا و نہوں کہ چاہئے کہ ہوشنگی دائم اور شرب دائم اور حقد ر شرب اور پینا زیادہ
 ہو اور سید قدر پیاس بڑھتی جاوے اور آیا ہی مجاہد رحمہ اللہ سے تفسیر قول الہی
 تعالیٰ میں کہ فَمَنْ رَوَّضَهُ لَظْمِ لَحْمٍ بِحَبْرٍ وَنَظْمٍ لَدَيْهِ کہ بجز و ن کے معنی سماع کے ہیں جو
 حور الصین سے ایسے الفاظ کے مانند ہو گا نغم الخالدات فلا نفوت ابدا ونغم
 المناجات فلا بنوس ابدا اور کہا گیا ہے کہ سماع تسخر ہے اور حیدار ثاولی اچھے ہے
 اور باسناد ابو عثمان مغربی سے مروی ہے کہ کہا کہ دل اہل حق کے حاضر ہوتے ہیں اور
 کان اگلے کشادہ ہوتے ہیں اور اسے نہیں سنا کہ قول ابوسہل معلق کی کا نقل کرتے
 تھے کہ سماع سننے والا در بیان حجاب اور تجلی کے ہوتا ہے پس حجاب واجب کرنا ہی واجب اور
 شعاع زنی کو اور تجلی موجب ہوتی ہے راحت پانے کو اور حجاب سے پیدا ہوتے ہیں حرکات
 مریدین کے اور یہ مقام ضعف اور عجز کا ہے اور تجلی سے پیدا ہوتا ہے سکوت و صلیں کا اور
 یہ مقام استقامت اور تکمیل کا ہے اور یہی ہے صفت حضور کی کہ نہیں ہے مگر جو ہونا
 شیخ واروات ہدایت کے فرمایا اللہ تعالیٰ السجاء فلما حضروا قالوا انصتوا لکما ابوتما
 نے کہ سماع تین وجہ پہ ہے ایک وجہ واسطے مرید و کج اور مبتدیان کے ہے کہ وہ ساتھ اس
 سماع کے طالب ہوتے ہیں احوال شریفہ کے مگر آسمین انہر خوف فتنہ آور یا وغیرہ کا ہونا
 ہے اور دوسری وجہ واسطے صنادقوں کے ہے کہ وہ ساتھ اس سماع کے طالب ہوتے ہیں
 زیادتی کے اپنے احوال شریفہ میں اور حاصل کرتے ہیں اس سماع سے وہ جو موافق
 ہوا انکی اوقات کے اور تیسری وجہ واسطے اہل استقامت کے ہے عار قوت سو یہ گروہ
 باشکوکہ نہیں اختیار کرتے اللہ سبحانہ تعالیٰ پر یقینی کسی غیر کو در بیان اس چیز کے کہ
 جو دار و ہوا انکے قلوب صاف فیہ پر حرکت اور سکوت اور بطول اسناد مروی ہے ابو علی

رودبار سی ہے قول ابو سعید خدری از رحمہ اللہ کہ جو شخص کہ دعویٰ کیے مغلوب ہونے
 اپنے کا باوجود فہم کے یعنی سماع میں اور یہ کہ حرکات بالکب ہیں اسکے یعنی بے اختیار صادر
 ہوتے ہیں تو نشانی اسکے صدق کی ہیں کہ تحسین کریں اسکی وہ اہل مجلس کہ نہیں اسے
 وجہ کیا ہی کہاشیخ ابو عبد الرحمن نے کہ ذکر کیا میں اس حکایت کو ابو عثمان مغربی سے تو فرمایا
 انہوں نے کہ یہ نشانی صدق کی ادنیٰ ہی بلکہ علامت صحیحہ یہ ہو کہ نہ باقی رہی مجلس میں کوئی
 اہل حق مگر کہ اس حاصل کرے ساتھ اسکے اور نہ باقی رہی کوئی اہل باطل مگر کہ دشت عامل
 کرے اس کے کہ ابندارین حسین رحمہ اللہ نے کہ سماع تین وجہ پر ہو یعنی سماع کا سماع بالطبع ہوتا
 اور بعض کا بالحال اور بعض کا باقی ہوتا جو پس انہیں سے جو کہ سماع بالطبع ہو تو اسکے شریک
 سب خاص اور عام ہیں اس واسطے جبلت بشری یہی لذت پانا ہو ساتھ آواز خوش کے آواز
 جو کہ سماع بالحال ہو تو وہ تامل کرنا ہو اور میں کہ جو وارو ہوا سپر ذکر عتاب اور خطاب اور صل
 اور ہجر اور قرب اور بُعد اور افسوس گذشتہ اور شنگی آئندہ آواز و فاعل و موداد و قیدی و
 و عید اور توڑنے پیمان اور ذکر قتل اور شتیاق اور خوف و فراق اور فرحت وصال
 وغیرہ سے اور جو کہ سماع باقی ہو پس وہ سماع بانیدہ اور سماع لہجہ اور وہ نہیں ہوتا
 ہونا ساتھ ان احوال کے کہ جو مخلوط ہیں ساتھ مخلوط بشریہ کے کیونکہ وہ مخلوط باقی
 ہیں ساتھ اپنے اسباب اور علل کے پس وہ یعنی سماع باقی سماع میں حیثیت منفی
 توجیہ ہے نہ خط ہے اور کہا گیا ہو کہ اہل سماع تین طبقہ پر ہیں ایک طبقہ ابتداء و
 ہیں کہ یہ رجوع کرتے ہیں اپنے سماع میں طرف مخاطبہ کرنے کے کہ انکو جو اور دو طبقہ
 وہ ہو کہ یہ مخاطب کرتے ہیں حق تعالیٰ کو ساتھ اپنے اپنے دلوں کے ساتھ اور معانی
 کے کہ جبکہ سماع کرتے ہیں اور طلب کرتے ہیں ساتھ صدق کے اوسمین کہ اشارہ کرتے

ہیں ساتھ اس کے طرف خداوند کریم کے اور تیسرے طبقہ وہ فقیر مجروح ہیں کہ اونہوں نے قطع کیا ہے تعلقات کو دنیا اور آخرت سے اور سماع کرتے ہیں یہ ساتھ خوشی قلوب اپنی کے اور یہ طبقہ قریب تر انہیں کا ہے طرف سلامتی کے اور مروی ہے کہ پوچھا گیا ابو علی و بابی رحمہ اللہ سے حال سماع کا تو کہا کہ یہ مکاشفہ اسرار کا ہے طرف مشاہدہ محبوب کے اور پوچھا گیا خواص رحمہ اللہ سے کہ کیا حال ہے آدمی کا کہ حرکت کرتا ہے نزدیک سننے غیر قرآن مجید کے ایسا کہ نہیں وجہ کرتا سننے قرآن مجید میں تو جواب دیا کہ اس واسطے کہ سننا قرآن مجید کا ایک صدمہ عظیم ہے کہ ممکن نہیں کسی ایک کو یہ کہ حرکت کر سکے اس میں بسبب شدت غلبہ کی گئے اور سننا قول کا راحت پانا ہے تو اس میں حرکت کرتا ہے اور عبد الرحمن رازی رحمہ اللہ نے قول حضرت جنید رحمہ اللہ کا نقل کیا کہ حیثیت کہ دیکھتے تو ہر ایک کو کہ وہ دوست رکھتا ہے سماع پس جان لے کہ اس میں بقیہ بطلالت کا ہے اور قول سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا ہے کہ سماع ایک علم ہے کہ متاثر ہے ساتھ اسکے خاص اللہ پاک کہ اس کو بجز اس کے کوئی نہیں جانتا اور منقول ہے کہ حضرت ذوالنون بصری رحمہ اللہ جبکہ پہونچے بغداد میں تو جمع ہوئے انکے بار تمام صوفی اور انکے ساتھ قوال بھی تھا تو سب نے آپ سے اجازت چاہی کہ قوال آپ کے روبرو کچھ کہے پس آپ نے اجازت دی تو شروع کیا یہ قول شعر

صغیرۃ ہواک عذابی	فکیف بہ اذا احقنکا
وبعد رضاک تقتلنی	وقتل لا یجمل لکا
فانت جمعت من قلبی	ہوی قد کان مشرکا
لا تری ملکئیک	اذا اضحک الخلی بکا

پس کھڑے ہوئے ذوالنون اور گرس اپنے موندہ کے بل اور خون پکیتا تھا اول کی

پیشانی سے مگر نہیں گزرتا تما زین پر پہر کھڑا ہوا ایک اور شخص اس گروہ سے کہ وجہ کر کے گیا
تو کہا اوسکو ذوالنون رحمہ اللہ نے الذا حقیر الکی جین لقوم میں بھیج گیا وہ شخص کہا
ابوعلی رحمہ اللہ نے اس حکایت میں کہ تھے حضرت ذوالنون رحمہ اللہ صاحب الطلح کے
اوس شخص پر کہ خبردار کر دیا کہ یہ مقام مقام اوسکا نہیں ہوا اور تھا وہ شخص صاحبانہ
کا کہ قبول کیا اوسنے یہ اور لوٹ کر بیٹھ گیا اور منقول ہو کہ ملک مغرب میں دو شخص تھے اور
انکے اصحاب اور شاگرد تھے کہ ایک کا نام جبلہ تھا اور دوسرے کا نام زریق تھا تو ملاقات
کی زریق نے ایک روز مع اپنے یاروں کے پس بڑا ایک شخص نے یاران زریق سے کہہ تو
خج ماری ایک نے یاران جبلہ سے اور مگر گیا پر جبکہ صبح ہوئی تو کہا جبلہ نے زریق سے کہ
تجے وہ شخص جسے پڑا تھا کل کے روز اور چاہے کہ پڑے آج ہی کوئی آیت پس پڑ ہی
اوسنے ایک آیت اور پھر ماری جبلہ نے سو مگر گیا پڑھنے والا تو کہا جبلہ نے کہ ایک بار لکھا
کہ اور ابتدا کر نیوالا ظالم تر ہو اور پوچھا گیا ابراہیم راستانی سے حال حرکت کرنے کا وقت
ساع کے تو کہا کہ پہونچا ہی مجھے یہ کہ تحقیق حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعظ
فرما رہے تھے بنی اسرائیل میں پس پناہ مانگے سے ایک نے قمیض اپنا تو وحی فرمائی اللہ تعالیٰ
و تعالیٰ نے کہ کہو تم اوس کہ پہاڑ واسطے میرے دل اپنا اور رت پہاڑ کپڑا اپنا اور پوچھا
ابوعلی مغربی نے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے اور کہا کہ اکثر پوچھتی ہو میرے کان میں آیت کتاب
عزیز کی تو کہینچی ہو مجھے اور ترک کرنے اشیاء کے اور اعراض کرنے کے دنیا اور پھر رجوع کرنا
ہوں طرف اپنے احوال اور لوگوں کے پس کہا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے وہ جو جذبہ کرنا
ہو تجھے طرف اپنے پس وہ الطاف اور اعطاف ہیں اوس تجھ پر اور وہ جو وار و ہوتا ہی ہے
نفس پر پس وہ شفقت ہو اوس تجھ پر اس واسطے کہ بنو زہم کو مرتبہ برترے اور انقطاع طاقت

اور قوت سے توجہ الی اللہ میں صحیح نہیں ہوا ہی اور منقول ہے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے کہ آپ ایک رات مسجد میں تھے ناہ رمضان میں اور نماز پڑھتے تھے پیچھے اپنے امام کے کہ راوی نے کہ میں ان کے پہلو میں کھڑا تھا کہ امام نے پڑھا وَلَکِنْ شَتَّانَا کُنْذُ هَبْکَ بِاللَّحْلِ اَوْ حَبَّتَا الْبَلْکِ تو پیچھے آپ ایک چیخا کہ میں سمجھا کہ الکی روح پرواز کر گئی اور وہ ٹپٹپتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی طرح پر خطاب کیا جاتا ہے احباب کو مکر کرتے تھے اسکو بہت بار اور حکایت ہے حضرت جنید رحمہ اللہ سے کہ ایک دن گیا ایک روز حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے نزدیک اور دیکھا وہاں ایک شخص بیہوش پڑا ہوا تو بیٹھے اور سکاٹا دریافت کیا کہ اہا کہ اسے سناتا تھا ایک آیت کو کتاب اللہ عز وجل سے پس کہانی کہ بڑی ہی ہکا اسپر وہی آیت دوبارہ سو پڑھی گئی اور اسکو افاقہ بھی ہو گیا پس کہا مجھ سے کہ تم نے یہ کہا ہے جانا تو کہا بیٹے کہ تحقیق پیرا ہن حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا گئی نہیں بسبب اسی کے آنکھیں حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں پر بعد میں لوٹ کر بھی اسی سبب بنیا ہوئیں تو اسکو مجھ سے اونہوں نے پسند کیا اور منقول ہے کہ ایک جوان حضرت جنید رحمہ اللہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا اور جب کہی کہ سناتا تھا کچھ ذکر سے توجہ مارا کرتا تھا تو کہا اسکو حضرت جنید رحمہ اللہ نے ایک روز کہ اگر ہر تو نے ایسا کیا تو ہماری صحبت میں مت آنا پس وہ جب سناتا تھا کچھ تو متغیر ہوتا تھا اور اپنا نفس ضبط کرتا تھا یہاں تک کہ ہر جن سے سے قطرے ٹپکتے تھے پہلے روز اسکو ایک چیخ ماری اور کل گئی جان اسکی اور منقول ہے ابو الحسن دیراج رحمہ اللہ سے کہ کہانی ارادہ کیا جاوے گا پاس یوسف بن اسعین رازی کی بعد اسے پس جبکہ داخل ہوا میں شہر رنج میں تو تلاش کیا بیٹے اونکا مکان سوچو کوئی کہ میں اس تلاش کرتا تھا کہ سناتا تھا

مجھ سے کہ تو کیا کر گیا اور زندق کو یہاں تک کہ یہ بات سننے سے میرا سینہ تنگ ہو گیا
اور یہاں تک کہ میں نے اس کو لٹھ مارا اور لوٹنے کا کیا پس شب باغی کی بیٹے ایک سحر میں اس بات اور
کہا میں نے یعنی اپنے دل میں کہ میں آخر اس شہر تک آیا ہوں اور کچھ نہیں تو ان کی زیارت
ہی کر لینا چاہئے پس لگا میں پوچھنے یہاں تک کہ پوچھا میں ایک مسجد میں کہ وہ اس کی
مذہب میں بیٹھے تھے اور ان کے روبرو رطل پر قرآن مجید رکھا تھا کہ تلاوت کرتے تھے
اور وہ ایک شیخ تھے خوبصورت اور خوبصورت ریش و کتوتزدیک ہو کر سلام کیا میں نے اور
جواب دیا اونہوں نے سلام کا اور پوچھا کہ تم کہاں آئے جینے کہا کہ میں بغداد سے بارادہ
زیارت شیخ کے آیا ہوں پھر کہا اونہوں نے کہ اگر راستہ کے بعض شہروں میں کوئی کہتا کہ
تم بیان شہر و ہمارے پاس کہ ہم تم کو مکان یا چوکری خرید کر دیں گے تو آیا تم کو یہ بات میری
زیارت مانع ہوتی جینے کہا کہ یا سیدی ابھی تک تو خداوند کریم نے میرا امتحان کیا نہیں فرمایا
اور اگر ایسا ہوتا تو نہیں معلوم کہ میں کیا کرتا پھر کہا کہ تجھے کیا خوش آتا ہے کہ کہے تو کچھ میں نے
کہا ہاں اور کہا میں نے یعنی بالبحان شیخ

سراپتہ تبی داتا کافی قطیعتی | ولو کنت ذاحم لہذا مت ما کتبہ

پس بند کر دیا اونہوں نے مصحف مجید اور لگے رونے یہاں تک کہ تر ہو گئی ڈاڑھی اور
کپڑے اور ان کے اور یہاں تک کہ مجھے رحم آیا ان کے شدت رونے پر پھر کہا کہ اے فرزندِ نبوت
ملا مت کہ تو اہل زندق کو ان کے کہنے پر کہ یوسف بن حسین زندق ہی اور حالانکہ وقت نماز سے
رہشک میں پڑتا تھا قرآن مجید اور نہ گرامیری آنکھ سے ایک قطرہ اور نہ تحقیق کہ قائم ہوئی
مجھ پر قیامت اس بیت سے اور منقول ہی انہیں دلچ رہے کہ کہ میں اور ابن
فرطی جاتے تھے دریا و بلہ پر دریاں بصرہ اور ایلہ کے کہ ناگاہ وہاں ایک محل بلند اور

بہتر تھا اور ایک اوسین جبرو کا تھا اور اوسین ایک شخص تھا کہ اوسکے روبرو ایک چوکری
کا رہی تھی اور کہہ رہی تھی

فی سبیل اللہ و دکان فی لک بیدل | کل یوم تتلون غیر ہذا ابک اجمل

اور ناگاہ ایک جوان نیچے جھوکے کے تھا کہ اوسکے ہاتھ میں ایک لوٹہ تھا اور گدڑی ٹوٹا
پہنے تھا وہ سنتا تھا پس کہا اوسنے اسے لونڈی تھو کہ اپنے مولیٰ کی زندگی کی قسم کہ اس
ٹٹائی مصرعہ کو پھر لوٹا کل یوم تتلون غیر ہذا ابک اجمل سوٹوٹا یا اوسنے یہ مصرع
تو کہا فقیر نے کہ قسم یہ خدا کی یہ حال سیر تلون کا ہی ساتھ حق کے اور ماری ایک چچ اور
مر گیا پس کہا مالک محل نے چوکری سے کہ تو لوجہ اللہ آزاد ہو اور بکے اہل بصرہ اور فاسخ ہو
اوسکے کفن اور نماز اور دفن سے تو کہہ اہوا مالک محل کا اور کہا کہ تم لوگ مجھے کیا نہیں جانتے
میں حکو شاہد کرتا ہوں کہ جو چیز میری ملک ہے وہ خدا کی ہے اور جو ملک میرے ہیں وہ آزاد ہیں
پر تہہ بندہ نما ایک اور چاروڑ ہی ایک اور صدقہ کر دیا محل اور خود چلا گیا اور نہیں
دیکھا گیا بعد اسکے وہ اور نہ سنی گئی اوسکی کچھ خبر اور منقول ہے کہ ابوسلیمان دمشقی نے کسی
کو چہ گرو سے سنا کہ وہ کہتا تھا یا سعیدی بڑی تو گر پڑے وہ بیہوش پس جبکہ اٹھا تو ہوا
اٹھو تو اسکی کیفیت دریافت کی گئی پس کہا اونہوں نے کہ میں سمجھا کہ یوں کہتا ہوا سماع
نری ہوئی اور منقول ہے کہ عبد اللہ بن سنان ایک شخص سے کہ کہتا تھا سبحان باب السماء
ان الحب لفی عناء تو کہا عتبہ نے کہ سچ کہا اور سنا ایک دوسرے شخص نے یہی قول تو کہا کہ
جھوٹ کہا تو ہر ایک شخص سماع کرتا ہی بحیثیت اپنے رتبہ کے اور منقول ہے رویم سے کہا کہ سوال
کیا گیا اون سماع رحمہ اللہ سے جو سمجھتے تھے سماع میں یعنی حال سماع کا تو کہا کہ مانند اور
گلہ کے ہو کہ پڑے اوسین بہیر یا اور حکایت ہے ابوسعید خدری سے کہا کہ دیکھا میں نے علی بن ابی

حالت سماع میں کہہتے تھے مجھے کٹر کرد و تو کٹر کر دیا او کو پس کہہے ہوئے وہ اور وجہ
 کیا پر کہا کہ میں شیخ زمانہ کا ہوں اور کہا گیا ہے کہ کہہے ہوئے رقی ایک ات کو صبح تک
 کہہے ہوئے تھے اور گرتے تھے اس بیت پر اور لوگ کہہے رو رہے تھے

بِاللّٰهِ فَارِد و فَوَاد مَلَكْتَب | لیس لہ من حبیبہ خلف

اور منقول ہے خادم سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے کہا کہ خدمت کی بیٹے انکی بہت برسوں
 تو نہیں دیکھا میں نے او کو متغیر ہوں نزدیک سماع کے بلکہ سنا کرتے تھے ذکر اور قرآن مجید
 وغیرہ پڑھ کر انکی آخر عمر ہوئی تو پڑھا انکے روبرو اس آیت کو قَالُوا لَمْ يَكُنْ لَكَ
 مِنْكُمْ فِدٌّ بَلْ تَكُنْ لَكُمْ تَغِيْرًا اور لڑنے لگے اور قریب تھا کہ لڑیں
 پھر جبکہ رجوع کیا حالت صحیحہ کی طرف تو پوچھا میں نے اسے سبب اسکا تو فرمایا کہ اے حبیب میرے
 میں ضعیف ہو گیا ہوں اور حکایت ہے ابن سالم سے کہا کہ دیکھا میں نے ایک دفعہ دوسری
 بار کہ انکے روبرو پڑھا اس آیت کو اَلْمَلِكُ يُؤَمِّنُكُم بِرَحْمَتِهِ لِيْ تَرْضَوْا تَوْتَعِيْرُ بُوْكُمْ
 اور قریب تھا کہ گر پڑیں تو کہا میں نے اسے یہ حال تیس جواب دیا او نہوں نے کہ میں ضعیف
 ہو گیا ہوں اور یہ صفت ہی حضرات اکابر کی کہ نہیں قرار دے سکتا ہوں او نہ کوئی واردا کو
 قوی ہو کر یہ کہ وہ قوی تر ہوتا ہوں اس سے سنا میں نے شیخ ابوعبدالرحمن سلی سے کہ وہ کہتے تھے
 داخل ہوا میں او پر بیٹھ عثمان مغربی کے اور پایا میں نے کہ وہ ہلاتے تھے پانی کو کوٹے سے چرخی
 پر پس کہا اے عبد الرحمن آیا جانتا ہے تو کہ کیا کہتی ہے یہ چرخی کہا میں نے کہ نہیں جانتا کہا کہ
 کہتی ہے ایشا اللہ اور مروی ہے حضرت اسد اللہ الغالب جناب علی بن ابوطالب رضی اللہ
 عنہ سے کہ سنی اپنے آواز ناقوس کی تو فرمایا اپنے اصحاب سے کہ تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے کہ
 کہ نہیں پس کہا اپنے کہ کہتا ہے یہ کہ سبحان اللہ حقان المولای یقی ایذا اور

منقول ہو کہ ایک جماعت صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم کی جمع تھی قراۓ کے گھر میں اور ان کے
 ہمراہ قوال تھے کہ وہ راگ گاتے تھے اور وجد کر رہے تھے پس آئے اور پیر مشاد دینوری رحمۃ
 علیہ تو یہ لوگ خاموش ہو گئے تو فرمایا انہوں نے کہ تم رجوع کرو اپنے کام کی طرف جو کہ یہ
 تھے کیونکہ اگر جمع ہوں تمام دنیا کے ملا ہی میرے کان میں تو تہ مشغول کرے میرے دل کو
 اور نہ بدلے جو حال کہ مجھ میں ہو اور منقول ہو ابو علی رو و باری رحمہ اللہ سے کہا کہ پوچھا
 ہو کہ اس معاملہ میں مثل تیزی شمشیر یعنی دلیل قاطع کی کہ اگر ہم سب مل کرین کچھ تو آگ میں
 بین اور منقول ہو کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعظا فرما رہے تھے کہ چچ
 ماری اون میں سے ایک نے سو گھر کا اور جہڑ کا اوسکو حضرت موسیٰ نے پس وحی فرمائی اللہ
 تبارک و تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ یہ لوگ ساتھ خوشبو میری کے خوشبودار ہوئے اور
 بیچ محبت میری کے تباہ ہوئے اور بیچ وجد میرے کے چنے شوق مست منع کرو میرے بند و پیر
 اور منقول ہو کہ سنا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کسی کہنے والے کو کہ کہتا تھا الخیار عشق
 بدلتی تو چچ ماری اونہوں نے اور کہا کہ جینیاں ایک دانگ کے دس ہوئیں تو شرار
 کا کیا حال ہوگا اور کہا گیا ہو کہ جہوت راگ کر سبکی ہو رین جنت میں تو لہر اوینگے اشجار اور
 کہا گیا ہو کہ تے خون بن عبد اللہ کہ اکر تے تے چو کری کو جو انکی تھی اور خوش آواز
 تھی پس وہ گاتی تھی اپنی آواز ورنہ انک کے ساتھ یہاں تک کہ روتے تے لوگ اور پوچھا
 گیا ابو سلیمان دارانی سے حال سماع کا تو فرمایا کہ جو دل کہ چاہے خوش آوازی کو تو وہ
 ضعیف ہو علاج کیا جاوے اوسکا جیسے کہ علاج کیا جاتا ہو لڑکا جبکہ چاہتے ہیں کہ وہ سچا
 پھر کہا ابو سلیمان نے کہ تحقیق خوش آوازی نہیں داخل کرتی دلیں کچھ مگر یہ کہ حرکت
 دیتی ہو اوس چیز کو کہ جو دلیں ہو کہا ابن ابی احوار سی رحمہ اللہ نے کہ سچ کہا واللہ ابو سلیمان

نے اور کہا میری نے کو نو اس بابین کے معنی میں کہ یعنی سننے والے اللہ تعالیٰ سے
اور کہنے والے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور سوال کیا گیا بعض سے سماع کا تو کہا کہ یہ ایک
بجلی ہو کہ چمکاتی ہو اور دیر ہو جاتی ہو اور نور ہو کہ جہلک جاتا ہو اور پیر پوشیدہ ہوتا
ہو کیا مزہ دار ہو اگر باقی رہی اپنے صاحب کے ساتھ ایک پلک مارنے تک پیر پیر شعر پڑھا

خطرت فی السرمندہ خطرۃ	خطرة البرق ابتداء لہ
اضھل ای نورک لو تضاد	وھلک بک لو حقائق

اور کہا گیا ہو کہ سماع میں حصہ تمام اعضا کا ہو پس جو کہ واقع ہوا نکتہ پر توری ہے
اور جو کہ واقع ہو زبان پر توجہ مارتی ہو اور وہ جو واقع ہو ہاتھ پر تو پناہ جاتی ہو
اور مارتا ہو طمانچہ اور وہ جو واقع ہو اوپر پاؤں کے تو ناچتا ہو اور کہا گیا ہو کہ ایک باؤ
بحکم کار گیا تھا اور چھوڑا تھا اوسنے ایک لڑکا اپنا پس چاہا لوگوں نے کہ بیعت کریں اور
سو کہا کہ کیونکہ ہم معلوم کریں اسکی عقل اور ذہن کو تو اتفاق کیا اسپر کہ بلاوین کسی قول
کو کہ کہ وہ کچھ تو اگر اسنے اچھی طرح سنا تو معلوم ہو جاوے گی اسکی سمجھ اور کیا ستا
لائے وہ قول اور کہا قول نے کچھ تو ہنسنے لگا وہ سچہ دودہ پیتا تو بوسہ دیا سنے اسکے
رو برو زمین کو اور سعیت کی اوس اور منقول ہو ابو علی سے کہا کہ جمع ہوئے ایک جگہ میں
ابو عمر بن نجید اور نصر آبادی اور طبقہ پس کہا نصر آبادی نے کہ میں کہتا ہوں کہ تیرے
جمع ہو قوم اور کہے ایک اونہیں کا کچھ اور خاموش ہوں باقی تو بہتر ہے اس کہ غیب کرے
کسی کی پس کہا ابو عمر نے کہ البتہ اگر غیب کرے کسی کی تیس سال تو یہ امر سید نجات بڑی
کا ہو تمکو اس سے کہ ظاہر کرے تو سماع میں جمہور نہیں سمجھیں اور منقول ہو استاد ابو علی
سے کہا کہ لوگ سماع میں تین قسم پر ہیں ایک تسبیح ہو دوسرا تسبیح ہو تیسرا سماع ہو چوتھا

وہ جوئے بمقتضا وقت اور مجمع وہ جوئے ساتھ حال کے اور سماع وہ ہی جوئے ساتھ کچھ
 اور پوچھائے استاد ابو علی دقان سے مکرر کہ چاہتا تھا میں رخصت سماع کی تو وہ حیکہ کرتے
 تھے ایسا کہ جو واجب کرے منع ہونا اس پر بعد تکرار کے فرمایا کہ تحقیق مشائخ رحمہم اللہ نے
 کہا ہے کہ وہ سماع کہ جو جمع کرے تیرے دل کو طرف اللہ تعالیٰ کے تو مضائقہ نہیں اور میں
 اور مروی ہے باسناد طویل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وحی فرمائی اللہ تعالیٰ
 نے طرف حضرت موسیٰ علی بنینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ تحقیق میں پیدا کئے ہیں تھیں
 دس ہزار کان تھا آنکہ سنا تو نے کلام میرا اور پیدا کیں میں دس ہزار زبان تھا آنکہ جواب دیا
 تو نے اور محبوب ترین کاموں کا طرف میرے اور قریب تر اوٹکا یہ ہی کہ بہت پہنچا وہ تو
 درود اوپر حبیب میرے کے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں اور اونکی آل پر
 اور کہا گیا ہے کہ دیکھا بعض نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں تو فرمایا
 کہ غلطی سماع میں اکثر ہوتی ہے اور منقول ہے باسناد طویل ابو حارث اولاسی کہنا کہ دیکھا تھا
 ابلیس کو خواب میں اوپر بعض چیتوں اولاس کے اور میں ہی چیت پر تھا اور اوپر دیکھا
 اسکے کے ایک جماعت تھی اور اوپر بائیں اسکے کے ایک جماعت تھی اور اوپر لباس
 لطیف پاکیزہ تھے پس کہا ایک جماعت کو اوٹن سے کہ کہو کچھ سو کہا اوٹنوں اور غنا کیا
 تو خوش آئی مجھے خوش آوازی اونکی نہایت کہ میں چاہا کہ اپنے کو چنت سے گرا دوں چہر
 اسنے کہا ناچو سونا پیے وہ خوب ناچ پر مجھ سے کہا کہ لے ابو حارث نہیں پائی میں کوئی
 چیز ایسی کہ سبب اسکے دخل پاؤں میں تم لوگوں پر مگر یہ اور مروی ہے عبد اللہ بن علی
 کہنا کہ بیٹھا میں ایک رات ساتھ حضرت شبلی رحمہ اللہ کے پس کہا قوال نے کچھ سوچنا کہ
 حضرت شبلی نے اور وجد کیا تو کہا گیا اسنے کہ لے ابو بکر کیا ہوا تمکو درمیان اس جماعت کے

پہر کھڑے ہوئے اور وجد کیا اور کہا کہ مجھے دینٹے ہیں اور دوسرے بھلاؤنگو ایک لاش ہے
 میں مخصوص ہوں انہیں سے اکیلا اور منقول ہے ابو علی رودباری سے کہا کہ چڑھایا
 ایک محل پر پس دیکھا میں نے ایک جوان خوب روپڑا ہوا اور گرد اس کے لوگ جمع تھے سو دریاقت
 کیا میں نے حال اس کا تو کہا او نہوں نے کہ چڑھایا تھا یہ اس محل پر اور ایک چوکری یہ
 کا رہی تھی

کبرت ہمت عین طمعت فی ان براءک | وما حسب لعین ان تو میں قدر لہا

پس چچ ماری اسنے ایک پتہ اور گر گیا ہانگ تمام ہوئی عبارت مترجم کتاب رسالہ فقیری
 کی جو تحقیق سماع میں ایک باب لکھا ہے وانشا علم

اب بیان کتاب مقصد اس علم ترجمہ عین العلم کہ جو ترجمہ فقیر نے کیا ہے لکھا مصنف عین العلم
 رحمہ اللہ نے نوین باب کتاب مذکور میں جو آفات اللسان کے بیان میں ہے تحقیق سماع

میں لکھا ہے کہ نظر اہل تحقیق کی اباحت اور حرمت سے غنائین بقول صحیح کے مطابق
 اثر کے ہو دینے پس مستحب ہے اگر مشتاق کرے راگ سامع کو طرف حج اور غزاکے کہ جو وہاں

ہو بن سخافات اوس وقت کے کہ یہ واجب نہوں اور والدین اسکی اجازت نہ دیوں
 یا غالب ہو خوف ہلاک کا راستہ میں اور مثل اسکے دوسرے موانع میں اگر ہوں اور یہی

مستحب ہے راگ اگر اندوہ یکم کرے سامع کو تفسیرت دینے پر اور باعث ہو دینے پر ہلاک
 اور مکافات اوسکے کے چنانچہ مروی ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے

اور جیسے کہ پڑھتے ہیں اعط لوگ منبر پر اور بھی مستحب ہے اگر زیادہ کرے محبت مولیٰ تعالیٰ
 کی اور مباح ہے اگر زیادہ کرے سرور سامع کا ایسی چیز میں کہ وہ سرور مباح ہو اوس چیز

میں مثل عیدین یا نکاح یا ولادت یا ختنہ یا حفظ قرآن مجید یا آنے مسافر کے کہ سرور

ایسے اوقات اور مقامات میں ماثور ہیں سلفا رحمہ اللہ سے اور یہی مباح ہے اگر اشتاق کرے ہر گاہ
 طرف ملاقات ہائیوں یا بی بی یا ملاو کہ کے اور حرام ہے ہر گاہ اگر اشتاق کرے طرف زنا کے معاذ اللہ
 سنا یا اندوگین کرے مردوں پر یا بلا اور مصیبت پر فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے رکعت لاکہ
 تاسموا علیہا کما کانکم یعنی اندو نہ کرو تم اوس پر جو فوت ہو چکا ہے اور ادنیٰ رتبہ غنا کا اور
 راگ سننے کا یہ ہے کہ واسطے شہوت نفس کے ہو اور یہ دم شیطان سے ہوتا ہے کہ وہ طرف سننے
 کلام حسن اور جمال کے آتش شہوت کی تیز کرتا ہے اور بڑکاتا ہے اور یہ حرام ہے اور اس سے بڑکے
 یہ ہے کہ واسطے لہو اور بازی اور لذت پانے کے ساتھ مجروحہ غمہ کے ہو بغیر تحریک شہوت کے
 اور یہ مباح ہے اور ہمیشگی اور مداومت بواسطت اسکی گناہ ہے اور اس سے بڑکے وہ ہے کہ کہی کہی
 واسطے آرام دینے نفس کے اور قطع کرنے ملال کہ ہو کہ بسبب کثرت عبادت کے حاصل ہوا ہے
 اور یہ مباح بلکہ مستحب ہے اور اس سے بڑکے یہ ہے کہ واسطے مقابلہ حال اپنے کے ہو بیچ اوس معاملہ
 کے جو اپنے مولے تعالیٰ سے رکھتا ہے ہجر اور وصل اور قرب اور بعد اور خطاب اور عتاب
 وغیرہ سے اور شرط ہے اس سماج میں رعایت کرنا شرع اطہر کا ساتھ حمل کرنے معافی اہیات کے
 ایسی چیزوں پر کہ مناسب جناب اقدس الہی تعالیٰ کے ہوں اور بڑکے ہر مرتبہ سے
 یہ ہے کہ محسن واسطے محبت الہی تعالیٰ کے ہو اور یہ مرتبہ اوس کسی کیواسطے ہے کہ وہ فانی ہو
 اپنے حظ نفس سے اور غائب ہو غیر مولیٰ تعالیٰ سے یہاں تک کہ ملاحظہ شود اپنے سے ساتھ حق
 تعالیٰ کے ہی فانی ہوا اور اس درجہ کو تثار البقا کہتے ہیں اور اس سماج سے پیدا ہوتا ہے
 وجد اور وجد کہتے ہیں اوس حالت کو کہ جو پیش آوے دل کے شوق اور غم اور عز و
 اور خلق سے اور فائدہ دیتا ہے وجد صفائی تک کہ درستی اور حصول علم ربانی کا اور کاشف کا
 اور بہت حالات ہیں کہ جو حاصل ہوتے ہیں وجد سے ایسے کہ ممکن نہیں ہے تعبیر و بیان

اور نکاح جیسے کہ قاصر کی عبارت بیان کرنے فصاحت اور بلاغت اور تواجد یعنی شکیف و جہد
 کرنا مذموم ہے اگر واسطے ریا اور نمونہ و مخلوق کے ہو اور مذموم نہیں ہے اگر بارادہ و سولہ کے
 ہو طرف حقیقت کے بسبب وار و بگو حدیث اللہ عز و جل حب الی اور حب الی اور حب الی اور حب الی
 عمل لیسر بنی الو حب الی کے توسل فرمایا دعائیں ساتھ طلب کرنے حب الی اور حب الی اور حب الی
 الی اور حب الی اور حب الی کی کہ نزدیک کرے طرف حب الی تعالیٰ شانہ کے اور وجہ ایسا
 عمل ہے کہ پہونچا نیوالا ہر طرف محبت الی کے پس دوستی اور کی اگرچہ شکیف ہو درست ہے
 اسکے کہ جو گذرا آداب تلاوت میں جائز ہونے تکلف گریہ سے باعث مشاہدہ ہونے اس
 بات کے کہ پیشگی ہونا ذکر ایک چیز کا اور دیکھنا طرف اس چیز کے اور فکر کرنا اسکے فائدہ
 میں پہونچا تا ہر انسان کو طرف عشق اس چیز کے اور محکم کرتا ہے اور سکودل میں بیان شک کے
 ممنوع اور دوشوار ہوتا ہے خلاص ہونا اس سے اور آداب سماع کے یہ ہیں کہ مفتی اور نوح سے
 شو کہ حرام ہے نظر کرنا طرف اس کے مثل مرد بے ریش اور عورت اجنبی کے مگر سماع ایسا بوڑھا ہے
 کہ کہن ہوا اپنے نفس پر کہ فتنہ میں نہ پڑے گا جیسا کہ حکم بوسہ روضہ دار کا ہے اور نہوا کہ
 غنا کا ہر مار مثل رباب اور چنگ اور زربلہ اور طبلہ و ساز تنگ در میان کہ دونوں طرف سے
 کشادہ ہوا اور رو و اور نامائی عراقی کے کیونکہ یہ چیزیں شعرا و لوازم شرب خوار کے
 ہیں پس حرام ہیں بسبب تبعیت شرب کے چنانچہ حرام ہے خلوت کرنا ساتھ عورت اجنبی کے
 اور نظر کرنا طرف ران اس کی کہ مقدمات زنا سے ہے اور بسبب اسکے کہ مزایر یاد و لانا
 شرب کو اور شتاق کرتا ہے طرف اس کے مثل ہر فن اور عذت کے کہ ظروف شرب کے تھے جبکہ
 شرب حرام ہوئی تو استعمال ان ظروف کا بھی ممنوع ہوا اور راگ میں کہ جو مزایر کے ساتھ
 ہوتی ہے ساتھ اہل فس کے اور تشبیہ انکی حرام ہے چنانچہ حرام ہے تشبیہ جمع کرنے لوگوں

اور حاضر کرنے آلات طرب اور برپا کرنے ساقی اور دُور کرنے پیالہ سکنجبین کے مثلاً ایسی چیزیں
 اشیاء مباح اس وضع سے بسبب تشبیہ انکی کے حرام ہیں تو استعمال اشیاء مخصوصہ انکی کا بھی
 حرام ہے بھلاں مثل دف اور طبل اور شاہین وغیرہ کے کہ متداول شرک نہیں ہیں اور
 باقی ہیں اپنی اصل یا مست پر اور نون وہ جو گاتے ہیں آیات قرآن مجید کے کیونکہ
 جائز نہیں ہے قرآن مجید میں مذکور یا مقصور کا اور قصر کرنا محذور کا کہ یہ لازم ہے الحاح
 موسیقی میں واسطے موافق کرنے آواز کے اور جائز نہیں ہے قرآن مجید میں منع کرنا اور
 آیت سے کہ موافق مزاج سامع کے نہو مثل آیات معاملات اور حدود کے اور جائز نہیں ہے
 مقرون کرنا دستک اور دف بجانے کا ساتھ پڑھنے قرآن مجید کے اور نہو حالت سماع
 میں ایسی چیز کہ مشوش کرے دل سامع کو اور باز رکے فراغ سے اور نہو سے وہ
 چیز کہ شاعلی بزمان ہر مثل وقت نماز و طعام کے یا شاعلی بربکان ہے مثل شارع عام
 یا وہ جگہ کہ اوس میں ضرورت قبیح یا ریاچہ کر یہ ہو سکے یا وہ شاعلی خوان ہوں جیسے حاضر ہو
 کسی ایسے مکان کا کہ محتاج ہو سامع طرف رعایت کرنے حال اوسکے کے اور وہ کہ مکلف کرے اللہ
 ہو ساتھ رقص اور پازہ کرنے لباس کے کہ مشوش کرے خاطر حاضر ہو نیوالے کو اور
 وہ کہ مکلف کرے نیوالا ہو اظہار زہد میں اور مفلس ہو باطن میں محبت مولیٰ تعالیٰ سے اور
 وہ کہ عذیم الذوق ہو سماع میں اور وہ کہ جاہل ہو اور حمل کرنے قول مغنی کو ایسے معنی
 پر کہ بولایق جناب مقدس الہی تعالیٰ کے نہو اور وہ کہ آلودہ ہو دل اوسکا ساتھ
 محبت دنیا اور شہوت نفس کے اور وہ کہ نغمہ کو واسطے مجر و لہو کے سننے اور آداب سماع
 سے یہ ہو کہ سننے سماع کو ساتھ حضور دل کے اور التفات کرے دلائل بائیں اور سینے
 والوں کی طرف بلکہ مشغول رہے ہر ذات سے اور رعایت کرے اپنے دل کی اور وہ کہ مشغول

ہوا اور ہر عقاید اور معارف سے آدرشیت حاصل کر لیا اور کچھ مستغفر ہو کر اور
 استرازا کر کے اوس کے مشورے پر لکھو کھا لیا اور دوسرے منکرات مثل ہاتھ پر
 باندھ مارنے اور حرکت کرنے سے شامہ ہاتھ کے یا موافقت غنہ سے اور رقص کرنا اور دیگر
 بیاد ناگوار و دشمن کر مغلوب العقل ہو کر اس حیثیت سے کہ اوس کا علم اپنے فعل کا نہ ہو بلکہ مافی
 ہو مگر طاعت منع ہونے کی نہ کہتا اور سبب غالب اور طاری ہو کر ایسے حال کے کہ باعث ہوسکتا
 حرکات اضطراری پر پس ایسی حالت میں معتد و رہی چنانچہ غالب ہوا اور حضرت ابوالحسن
 عمر رضی اللہ عنہ کے حمایت کرنا دین کا روز صلح حدیبیہ میں اور اپنے انکار صلح سے کیا
 اور روز ثمر نے عبدالمہدی بن ابی رئیس منافقوں کے اور انکار کیا اپنے زمانہ گزارنے اور
 وعافر مانے جناب آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اوس کے جہانہ پر اور کر کے ہو
 جناب آنسور رضی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اوس کی قبر پر اور غصے کہ غالب ہوئی ابی
 رضی اللہ عنہ پر محبت جناب آنسور رضی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جبکہ پیا اور خون
 خون آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بعد حجامت کے ساتھ قصد تبرک کے لیکر
 وضع مغلوبیت کا ایک قسم کا قاصر ہونا ہو کہ نہ رابل کمال کی اس کے کہین ملنا اور بالآخر
 خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کہ یہ صاحب شریعت کے اور سبب تکمیل مخلوق
 کے مبعوث ہوئے ہیں اگر یہ مغلوب احوال ہوں تو تکمیل متغیر ہو اور آداب جماع سے یہ
 کہ مساعدت اور موافقت کرنے یا رسول کی اوٹنے اور اوٹارنے عامہ میں اگر عادت ہو
 ان امور کی تاویل لوگوں میں کیونکہ مخالفت کرنا امر متعاویہ میں نسبت وحشت کا ہوتا ہوا اور
 خوش کرنا اہل مجلس کا ایسے کاموں کے کہ آؤں نہی صریح نہیں آئی ہو اور بعد سلفہ کے اقوال
 میں متعاویہ ہوئے ہیں مستحب اگرچہ بدعت ہو اور آداب جماع سے یہ بھی کہ پوشیدہ کر کے

سماع کو تاکہ اقتدا کرین ساتھ اسکے عوام اور مطلق مساجد جابین اور ظاہرین منع کرے
 عوام کو اوس سے کہ وہ ضرر کرنا ہی اکثر کو محبت احانت اوسکی کے ہوا نفسانی پرا اور جابہ کہ
 تحلف کرے حضور مجلس سماع سے وہ کوئی کہ کامل ہو معرفت اور محبت اوسکی محبت غنی ہونے
 اسکے کے محرک خارجی سے مگر یہ کہ خاضر ہو بارادہ خوش کرنے اہل مجلس کے ساتھ موافقت
 انکی کے اور بارادہ تعلیم انکی کے ضبط کرنے جوارح کو حرکات ناموزون سے باوجود کمال
 حال کے اور اولیٰ اور اسلم تمام احوال میں اجتناب کرنا ہی سماع سے مطلق بسبب ہونا
 کے اس مسئلہ میں قدیم اور جدید میں اور نادریوں نے تحقیق شروط جواز کے بہت دشوار
 دریافت رکھا کہ نفس اور شیطان کے فتنہ با اللہ من مہکا نکلا یہاں تک تمام سوائے
 عبارت کتاب مقصد احکم ترجمہ عین العلم کی واللہ اعلم اب شروع ہو ترجمہ عبارت کیسے
 کشف المحجوب کا جو تصنیف ہو علی بن عثمان بن علی الجلیلی غزنوی ہجویری رحمہ اللہ علیہ
 کی اور نہایت معتبر اور عمدہ کتاب ہے اور فقیر نے ان اوراق میں تمام باب اس کتاب کا
 نقل کیا ہے کہ آئیں خاص مسئلہ سماع کا بھی مفصل معلوم ہو جاوے اور سوا اسکے بعض فوائد
 زوائد جو مناسب مقام کے ہیں وہ بھی دریافت ہوں کہ خالی فائدہ سے ہو گا۔
 کشف المحجوب گیارہواں بیان سماع میں حیاں کہ اسباب حاصل ہونے علم کے پانچ ہیں
 ایک سناو دوسرے دیکھنا تیسرے چکھنا چوتھے سونگھنا پانچویں چھونا اور خداوند تعالیٰ
 نے واسطے دل کے یہ پانچ دروازے پیدا کئے ہیں اور ہر قسم کا علم ساتھ ایک کے انہیں سے
 متعلق ہے جیسے کان کو علم ہوا زون اور غیرو کا اور آنکھ کو علم ہے رنگتوں وغیرہ کا
 اور ذائقہ کو علم ہے شیرین اور ترش کا اور ناک کو علم ہے خوشبو اور بدبو کا اور پس کو
 علم ہے بخوبی اور نرمی کا اور ان پانچ میں سے چار کو خاص ایک محل میں رکھنا ہی یعنی سنا

کان میں اور دیکھنا آنکھ میں اور سونگھنا ناک میں اور چکنا زبان میں اور ایک کے
 تمام اعضا میں عام کیا ہو یعنی چوٹا اور سختی نرمی معلوم کرنا اس واسطے کہ بغیر آنکھ کے دیکھنا
 اور بجز کان کے سنا اور بدون ناک کے سونگھنا اور بدون زبان اور تالو کے چڑھنا
 نہیں ہوتا مگر تمام بدن سخت اور نرم اور سرد اور گرم کو پہچانتا ہی اور اس کا امکان
 کے جائز ہو کہ یہ ہر ایک تمام اعضا میں شائع اور عام ہوں مثل لمس کے اور نزدیکی
 فسرۃ معتزلہ کے روا نہیں ہے کہ یہ ہر ایک بغیر اپنے محل مخصوص کے ہو اور بالکل
 قول اوزکا ساتھ دلیل عامہ لمس کے کہ اس کا محل عضو خاص نہیں جو ملک یہ تمام اعضا
 میں عام ہیں اور جبکہ ایک ایسا ہوا تو دوسرے میں بھی روا اور اس مقام پر یہ قدر
 مراد ہو لیکن اس قدر سے چارہ نہ تھا تحقیق بیان معانی کو جس میں چارہ اس کے ذکر اور
 گذرا بغیر پانچویں کے کہ وہ کان ہر ایک حاسہ دیکھنا، چو کہ آنکھ، اور دوسرے سونگھنا
 کہ ناک، اور تیسرے چکنا، کہ ذائقہ، اور چوتھا چوٹا، کہ لمس، اور چھٹا، کہ اس دیکھنے
 میں عالم بدیع کے اور سونگھنے میں چیزوں خوش کے اور چکھنے میں بھوتوں عمدہ کے اور
 چوہنے میں چیزوں نرم کے عقل کو دلیل ہو اور طرف خداوند کریم اسکے کے راہ بنا دی
 کیونکہ جان لیگا کہ یہ نو پیدا ہو اور محل تغیر، اور جو چیز کہ تغیر سے خالی نہ ہو وہ نو پیدا
 اور محدث ہو اور یہ خالق تعالیٰ ہی اس قسم سے کہ مکون ہے اور آفریدگار اور اس کا کون
 ہے اور مخلوق مجسم ہے اور پیدا کرنا لامجسم نہیں ہے اور آفریدگار اور اس کا قدیم ہو اور یہ
 حادث اور آفریدگار اور اس کا متناہی ہو اور یہ متناہی ہو اور آفریدگار اور اس کا قادر
 سب چیزوں اور سب کاموں پر اور عالم پر سب مخلوقات کا اور تصرف اور اس کا ملک میں
 جائز ہو جو پہلے سو کرے پہچانے رسولوں اور برہان اور ولاء صاوق سے کہ یہ

کچھ اوسپر واجب نہیں ہے اور باوجود معرفت کے ساتھ کان کے اوسکی معلومات ظہر
 بوجہ کان ہی کے نہیں ہیں اور اسی سبب سے کمال سنت و اجماعت فضیلت رکھتے ہیں
 سمع اور کان کی اوپر بصر اور آنکھ کے معاملہ تکلیف اور احکام میں اور اگر کوئی سبطل
 اور محفل یہ کہہ کہ کان مقام خبر کا ہے اور آنکھ محل نظر کی یعنی اور اسی دیدار الہی ہوگا
 اور دیدار الہی تعالیٰ شانہ کا فاضل زیادہ ہے یعنی سننے سے تو ہم جواب دینگے کہ
 ہم نے ساتھ کان کے جانا ہے کہ بہشت میں دیدار ہوگا کیونکہ بیچ جائز ہونے دیدار کے
 ساتھ عقل کے حجاب کشف سے اولے تر نہیں ہے اور ساتھ خبر کے جانا ہے کہ مومنوں کو
 مکاشفہ کرینگے اور حجاب کو انکے اسرار سے اٹھا دینگے تاکہ خداوند عزوجل کو دیکھیں پس
 سمع اور کان فاضل ہو بصر اور آنکھ سے اور یہی تمام احکام شرع اطہر بنی سماعت
 پر ہیں اگر سمع نہ ہوتا تو نبوت اور کمال ہوتا اور یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
 جبکہ مبعوث ہوئے تو اول زبان سے کہا یعنی اظہار نبوت اور دعوت کو کیا تاکہ جو لوگ
 سننے والے تھے وہ ایمان لائے پھر پھر مے دکھائے اور اس دکھانے میں تاکید ساتھ
 سمع کے ہی تھی اور بدین ذرائع جن کسی نے کہ سماع کا انکار کیا گویا بالکل شرع کا انکار
 کیا اور اسکا حکم اوپر اپنے مخفی کیا اور اب ہم پورا پورا اسکا حکم انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر
 اور واضح کرتے ہیں :

باب بیان سماع قرآن مجید میں اور جو متعلق ہے اس کے

اولیٰ تر تمام سموعات کا دلو ساتھ فوائد کے اور سر کو ساتھ زوائد کے اور کان کو ساتھ
 لذات کے کلام خداوند عزوجل کا ہے اور مامور ہیں تمام مومن اور مکلف ہیں سب کافر

آدمی اور نبیہ ساتھ سننے کلام ابنہ تعالیٰ وقتہ میں کے اور منجملہ معجزات قرآنی سے ایک یہ
 ہی ہو کہ اسکے سننے سے رقت عظیم ہوتی ہو یا تنگ کہ کفار قریش کے راہ کو جو چکراتے تھے اور
 جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز میں ہوتی ہو اور جو کہہ کہ آپ بڑے شہید
 کہتے تھے اور تعجب کرتے تھے جیسے نصیرین احبار کہ بڑا نصیح زمین کا تھا اور عقیقہ بن ربیعہ
 کہ بلاغت میں مکرر کرتا تھا اور ابوہل بن ہشام کہ خطوبت میں براہین نظم کے پیدا کرتا تھا اور
 مثل اسکے تینا تنک کہ ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک
 سورہ پڑھ رہے تھے یہی ہوش ہوا اور ابوہل سے کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کلام مخلوق
 کا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ و تبارک نے جن کو ہو چاہا یا تینا تنک کہ گروہ آتے تھے اور
 کلام خدا تعالیٰ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنتے تھے چنانچہ قرآن
 مجید میں فرمایا **فَقَالُوا إِنَّا مَعْشَرَ نَافِلٍ إِنَّا فَتَنَّا قُرْآنًا فَجَعَلْنَاهُ سِحْرًا** یا تینا تنک کہ گروہ آتے تھے اور
 مجید راہ نما ہو تمہارے دلوں میں راہ صواب کے اور فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا**
وَلَكِن كُنْتُمْ شَرَكًا بَيْنَ أَهْدَىٰ یا تینا تنک کہ گروہ آتے تھے اور الفاظ
 سو جز اور مختصر ترین ویسے الفاظ اور اہل کے لطیف ترین اور اہل وک اور
 اسکی زاجر ترین اور نبیوں اور وعدہ اسکے دلیر ترین تمام وعدہ وک اور وعدہ
 اسکے جانگداز ترین تمام وعدہ وک اور وعدہ اسکے سیر ترین تمام قصوں اور اہل
 اسکی فصیح ترین سب مثالوں ہزاروں دل میں کہ اسکے سماع کے شکار ہیں اور ہزاروں
 زبان ہیں کہ اسکے لطائف کی لوٹ ہیں عزیزان دنیا کو ذلیل کرتا ہو اور ذلیلان دنیا
 کو عزیز جبکہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ انکی بہن اور والدہ سلمان بن
 قوشمیر رہتے تھے انکے نکل کا ارادہ کیا اور حق تعالیٰ نے لشکر اپنے الطاف کو گوشہ ہائے

سورہ کہ میں گمات بیٹھا یا جبکہ آپ اپنی بہن کے دروازہ پر آئے تو پڑھ رہی تھیں طہ
 مَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْقُرْآنَ إِلَّا كَذِكْرٍ لِّلَّذِينَ يَشِينُوا تَوَاضَعًا جَانِ شُكْرًا وَسُكْرًا
 وقائق کے ہوئے اور دل انکسابتہ اور کاتوا ونون نے طریق صلح کا ڈھونڈ مارا اور کیا
 جنگ کا اتارا مخالفت سے موافقت پر آئے اور مشہور ہو کہ جب روبرو جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یہ آہ پڑی کہ اِنْ لِي يَتَنَا كُنَّا كَالْوَجْهِمَا كَوَطْعَانَا
 ضَاعَصَصَتْ وَعَذَابًا اَلَيْمًا تو آپ بیہوش ہو کر گرے اور کہتے ہیں کہ کسی شخص نے روبرو
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ آہ پڑی اِنْ عَذَابَ رَبِّكَ لَوْ اَقْبَعَهُ تَوَاوَنُونَ اَيْکَ
 نعرہ مارا اور بیہوش ہوئے کہ انکو اوٹھا کر گھر لے گئے اور ایک مہینہ مستقل تک خوف و خشیت
 آگئی تعالے سے بیمار تھے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے روبرو عبداللہ بن خططلہ رضی اللہ
 عنہ کے یہ آہ پڑی لَوْ هَمَّ مِنْ جَهَنَّمَ مَهْطًا مَهْطًا هَوِّنْ فَوْقَهُمْ غَوَّاشٌ تَوَابِرًا رَوَّاطًا
 ہوا ایسا شک کہ حکایت کر نیوالا کتاب ہو کہ میں جاننا کہ بان اسے جدا ہوئی پر وہ کہے ہوئے
 اسے کہا کہ اے اوستا و بیٹھو جو بدیا کہ بہت اسکی بچے نہیں بیٹھتے دیتے اور کہتے ہیں کہ
 روبرو حضرت جنید رحمہ اللہ کے یہ آہ پڑی کہ لَوْ تَقَوَّلُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُِّرْ
 مَقَاتًا عِنْدَ اللَّهِ اِنْ تَقَوَّلُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ط تَوَاوَنُونَ لے کہا کہ اے بار آگیا اگر
 ہمارا قول ہو تو بامداد اور عون تیر کی ہے اور اگر ہمارا فعل ہو تو بتوفیق تیری کے ہو
 پس کہاں ہے قول اور فعل تجھے اور حضرت شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ انکے روبرو یہ
 آہ پڑی وَادَّحْرَجَ رَبُّكَ اِذَا كَسَيْتُ تَوَاوَنُونَ لے کہا کہ شرط یاد کی ہوں انہیں
 اور تمام عالم یا دین آؤ ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا جبکہ پوچھیں آئے تو کہا کہ تعجب آؤ میں تم کو کلام و سکاف
 اور بجا و توجیہ اور جان کہ کلام اور سکاف سے آؤ نہ سکے ایک نعرہ گروہ مشائخ سے کہا ہو کہ کیا

میں کلام اللہ مجید پڑھتا تھا ہاتھ لے آواز دی کہ نرم اور آہستہ پڑھ کہ چار شخص خون میں
 بہت اس ایک سے مرگے ہیں درویش نے کہا کہ میں دس برس قرآن مجید کو سنا انہر
 نماز کے اور زیادہ مقدار جو از نماز سے نہیں پڑھتا اور نہ سنتا ہوں پوچھا کہ اسکا کیا
 سبب جواب دیا کہ اس خون سے کہ مجھ پر حجت ہو ایک روز میں نزدیکی شیخ ابو العباس علی
 رحمہ اللہ کے آیا اور کھوپایا کہ وہ پڑھتے تھے یہ آیت وَصَوَّبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا قَلِيلًا
 يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ أَوْ رِوَاتٍ أَوْ نَفَرٍ مَارَتِ تَعِي بِمَاتِكَ كَيْفَ جَانَا كَيْفَ دُنِيَا سَ جَانِي
 میں تو نے کہا کہ اے شیخ یہ کیا حال ہو فرمایا کہ گیارہ برس ہوتے ہیں کہ درویش ہاتھ لگا پڑھا
 ہو اور بیان میں نہیں گذر سکتا اور ابو العباس عطار رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ ہر روز
 کتنی آیتیں قرآن مجید کی پڑھتے ہیں فرمایا کہ پہلے اس کرات دن میں دو ختم میں کیا کرتا
 تھا اور اب چودہ برس ہوئے کہ سورۃ انفال پر آج پونچھا ہوں اور کہتے ہیں کہ شیخ
 ابو العباس نصاب رحمہ اللہ نے ایک قاری سے کہا اوسنے یہ آیت پڑھی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمُخْرَجًا مِّنْهُنَّ بِضَاعَتِهِ قُرْبَانًا تَبْرَكَ مَا كُنَّا نَسْتَفِيقُ
 فَقَدْ سَرَفَ أَخَاهُ مِنْ قَبْلُ تَبْرَكَ مَا كُنَّا نَسْتَفِيقُ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمُخْرَجًا مِّنْهُنَّ
 ہوں برادران یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور تو کرم میں زیادہ جناب
 یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو تو میرے ساتھ دو کچھ کہ جو اونوں نے اپنے
 بھائیوں خطا کار سے کیا اور باوجود اسکے امور میں سب اہل اسلام طبع اور خاص سائے
 سے قرآن مجید کے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا
 لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ پس سنا اور خاموش ہونا فرمایا مخلوق کو اوس حال میں کہ کوئی قرآن
 مجید پڑھے اور ہی فرمایا اَلَمْ يَنْتَظِرْ خَلْقُ اللَّهِ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ يَعْنِي دَلَّ سَنَ مَا

کلام حق تعالیٰ کے پرغوث ہوتے ہیں اور یہی کہا اَلَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ
 بِذِكْرِ اللَّهِ اُولَٰئِكَ يَرْجُوْنَ اللّٰهَ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ط یعنی آرام دل کا ذکر الہی تعالیٰ
 میں ہوا اور مثل اسکے بہت سی آیات ہیں اور پھر برعکس اسکے ذمہ فرمائی اوس گروہ کی
 کہ جو کلام حق تعالیٰ بواجبی نہیں سنتے اور کان سے طرف دل کے راہ نہیں دیتے کہ
 خَلَعَهُ اللّٰهُ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَ عَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَ عَلَىٰ اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ط یعنی محل
 سماعت وغیرہ اکامٹہ کیا گیا ہو اور یہی فرمایا کہ قیامت کے روز اہل دوزخ کہیں گے
 کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحَابِ السَّعِيرِ یعنی اگر ہم سم سنا سکتے ہوں یا
 سمجھ سکتے اور ساتھ تحقیق کے جانتے تو کہ نہ دوزخ کے نہوتے اور یہی فرمایا وَ مِنْهُمْ مَنْ
 يَّسْتَمِعُ الْاٰیٰتَ وَ جَعَلْنَا عَنْ قُلُوبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْا ط یعنی ایک گروہ ایسا ہے کہ
 سمجھ سے مستنا ہے اور سمجھنے اونسکے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اور اونسکے قانون میں
 ہرگز ایسی کوئی شے نہیں ہے اور یہی فرمایا وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ
 هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ط یعنی بروجہ شکایت کے فرمایا کہ ایسے نہ ہوں کہ اوس گروہ نے کہا
 کہ ہم سنتے ہیں اور حال یہ کہ وہ نہیں سنتے یعنی سنتے ہیں مگر نہ ساتھ دل کے اور مثل
 اسکے بہت آیات ہیں کتاب اللہ عزوجل میں اور منقول ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ اپنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کچھ پڑھو
 یعنی قرآن مجید میں تو آونوں نے عرض کی کہ میں پڑھوں اور حالانکہ آپ پر وہ نازل
 ہوا ہی پڑ اپنے ارشاد کیا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ سنوں اپنے غیر سے اور یہ دلیل
 روشن ہے اس بات پر کہ سننے والا کامل حال زیادہ ہوتا ہے پڑھنے والے سے کیونکہ فرمایا
 کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ سنوں غیر اپنے سے اور یہ اس واسطے ہو کہ قاری اور پڑھنے

یا از رکوع حال کیے پڑھتا ہی یا بدون حال کے اور سننے والا بوجہ حال کے نہیں سنتا کیونکہ
 بطن میں ایک طرح کا ٹکڑہ بھی ہوتا ہی اور سننے میں ایک قسم کی تواضع ہر اور بھی فرمایا
 جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ سننے سورہ ہوونے مجھے بوڑھا کر دیا اور
 کہتے ہیں کہ یہ اس سبب تھا کہ سورہ ہوو دین ہو قاسم تقوٰمکما اُفردت اور آدمی
 عاجز ہے استقامت کا شمسہ امور حق کے حقیقت میں کیونکہ بندہ بے توفیق حق کے
 کچھ نہیں کر سکتا جبکہ کہا کہ قاسم تقوٰمکما اُفردت تو آپ تعمیر ہو گئے اور فرمایا کہ یہ
 کیونکر ہو سکیگا کہ جو جب حکم اس امر کے قیام کر سکون کیونکہ دل کی طاقت جاتی رہی
 اور رنج اور پر رنج کے زیادہ ہوا ایک روز آپ خانہ دولت میں اپنے کمرے ہوتے تھے
 تو ہاتھ مبارک زمین پر رکھ کر یعنی سہارا لیکر اور زور کر کے اوٹھے حضرت ابو بکر رضی اللہ
 عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا حال ہے اور باوجود اسکے کہ آپ
 جوان اور تندرست ہیں اور فرمایا کہ سورہ ہوونے مجھے بوڑھا کر دیا یعنی سننے اس امر
 فاسقتم نے ایسا میرے دل پر زور دیا کہ میل زور جاتا رہا اور ایک اصحاب نے حضرت ابو بکر
 رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا کہ میں ایک گروہ میں تھا فقرائے مہاجرین
 کہ انہیں بابت فقر کے بعض کا بعض بدن چپا تھا اور بعض نے دوسرے بعض کو چپا
 تھا یہ ہنگامی سے اور ایک قاری قرآن مجید پڑھ رہا تھا اور ہم سنتے تھے اس کی قرات کو
 کہ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمارے سروں پر نشتر لٹا
 لاکر کمرے ہوئے اور قاری نے جب آپ کو دیکھا تو خاموش ہو گیا جناب نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہم پر سلام کیا اور پوچھا کہ تم کس کام میں تھے عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاری قرآن مجید پڑھ رہا تھا اور ہم سب سنتے تھے تو جناب

نبوت تآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اس حدیث کہ اس نے میری امت
 میں ایسے گروہ پیدا کئے کہ مجھے فرمایا تاکہ صحبت اوتکی میں میں صبر کروں پہر در میان
 حلقہ ہمارے کے مثل ہمارے بیٹے تاکہ ذات شریف و مقدس کو ہم سب برابر کر دین
 اس گروہ نے گرد حلقہ کیا اور کوئی در میان اس حلقہ کے حضرت مقدس کو نہیں
 پہچانتا تھا پہر آپ نے ارشاد کیا کہ بشارت ہو تم کو اے درویشو مہاجرین کے ساتھ
 فیروزی تمام کے روز قیامت میں کہ داخل ہو گے تم بہشت میں اول تو نگر و سب
 آؤ ہے دن کہ وہ پانسو برس کا ہو گا اور اس حدیث کو اگرچہ کچھ باختلاف روایت
 کیا ہو لیکن اختلاف عبارت کا ہو معنی میں نہیں ہر فصل ذرا قرآن الی
 اونی رضی اللہ عنہ نے کہ بزرگان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہیں اور لوگوں
 کی امامت کیا کرتے تھے ایک آیت پڑھی اور ایک پیچ ناری اور جان دی اور ابو جعفر
 نے جو بزرگان تابعین تھے صالح مری رضی اللہ عنہ سے آیت سننی کہ اوہوں نے
 پڑھی ایک پیچ اٹھے نکلی اور جان دی اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے روایت کی
 کہ میں ایک گاؤں میں مواضع کو فوسے جاتا تھا ایک عورت کو دیکھا کہ نماز پر کھڑی
 ہی اور آثار خیر کے اوسپنٹا پہر دیکھے یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئی بحکم تبرک کے
 بیٹے اوسکو سلام کیا مجھ سے پوچھا کہ تو قرآن مجید جانتا ہو بیٹے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ کوئی
 آیہ پڑھ چنانچہ بیٹے آیت پڑھی تو اس نے ایک آواز اور جان کو واسطے استقبال دیدیا
 کہ پوچھا یا بیٹے انتقال کیا اور احمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کل
 میں ایک جوان کو دیکھا بیٹے کہ لباس گدڑی مٹی کے پہنے ہوئے ایک چاہ کے پاس کھڑا
 تھا اوسنے مجھ سے کہا کہ تو اے احمد خوب وقت پر آیا کہ مجھے سماع سنانا چاہیے تاکہ میں

پان دون کوئی آیت پڑھ سچی احمد کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے میری زبان پر نبیئت جاری کی اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَفْهَمُوْا فَاَوْسَّوْا سِمْكَاةً مِّمَّا يَفْتَرِیْنَ رَبَّ الْبَیْتِ کِی کہ تو نے وہی آیت پڑھی کہ اس گہری چھپر فرشتہ پڑھ رہا تھا اور اگر تمام حکایات جو اسکے قریب بن لائی تباہین تو ہم اپنی مراد سے جو اختصار ہو رہا ہو گئے۔

باب بیان سماع شعر و شعلی اوسکے میں

منجانب سے کہ شعر سماع جو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوسکو سنا ہی اور صحابہ بھی انہ عنہم نے کہے ہیں اور سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مروی جو کہ فرمایا ان من الشعر حکمة والحکمة ضلالة المؤمن حیث وثقه ما قد وحق بھما یعنی اشعار میں سے بعض پر حکمت ہیں اور حکمت ایسی جو کہ طے لگی ہو یعنی سوس کی کہ اوس غائب ہو گئی ہو جہاں کہ اوسکو پاؤ تو وہ اولیٰ اور سچی ہو سنا اوسکے اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ راست ترین اوس کلام کا جو عرب نے کہے ہیں یہ قول لبید شاعر کا ہے شعر

الا کل شیء ما خلق الله باطل | وكل نعیم لا محالة مراثل

اور عمر بن رشید نے روایت کی ہے بذریعہ کہہا کہ مجھ سے اشعار کا استفسار فرمایا تا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اور فرمایا کہ تجھے کچھ شعرا اقمیہ بن صلت سے یاد ہیں میں نے عرض کی کہ ہاں اور سو شعر میں نے سنائے آخر تم کا مثل اسکے بہت روایات آئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہ لوگ باب اشعار

میں بیچ غلطی کے پڑے ہیں ایک گروہ نے سنا تمام اشعار کا حرام کہا ہے اور باوجود
 اسکے رات دن غیبت مسلمانوں کی کرتے ہیں اور ایک گروہ نے سنا تمام اشعار کا
 حلال رکھا ہے اور رات دن غزل اور صفت زلف و خال سنتے ہیں اور ایک دوسرا
 پر حجت لاتے ہیں لیکن مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ کا اسباب میں یہ طریقہ ہے کہ جناب
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا حال شعر کا تو فرمایا کہ کلام حسنہ
 حسن و قبیحہ قبیح یعنی شعر ایک کلام ہے کہ نیک اور سکا نیک ہے اور بد اور سکا بد ہے
 یعنی جس بات کا سنا نشر میں حرام ہے مثل غیبت اور بہتان اور فواحش اور بھو
 اور کلمہ کفر کے تو یہ نظم اور شعر سب میں حرام ہے اور جو کہ سنا اور سکا نشر اور غیر
 موزون میں حلال ہے نا مذہکت اور موعظت اور استدلال آیات الہی اور نظر
 شواہد حق کے تو یہ نظم اور موزون میں بھی حلال ہے الحاصل جیسے کہ دیکھنا ایسے
 حسن اور جمال کا کہ وہ محل آفت کا ہو اور چھونا اور سکا منع اور حرام ہو تو سنا
 اور سکی کا بھی اسی وجہ سے حرام ہے اور جو کوئی کہ اس سننے کو مطلق حلال کہے تو چاہئے کہ کہنے
 اور چھونے کو بھی حلال کہے اور اگر کہتا تو یہ زندہ ہوا کیونکہ گواہ دیوں کہتا ہے کہ میں
 آنکھ اور زلف اور قد اور خال میں حق کو دیکھتا سنتا ہوں اور اس کو طلب
 کرتا ہوں تو ایسے کا جواب یہ ہے کہ اس پر لازم کریں کہ دوسرے کسی میں نظر کرے اور
 اس میں خد و خال دیکھے اور کہے کہ میں حق کو دیکھتا ہوں اور اس کو طلب کرتا ہوں
 کیونکہ آنکھ اور کان محل عبرت کے اور چشمہ علم کے ہیں اور اس طرح ہی در صورت
 چھونے کے اس شخص کو کہ سنا صفت اور سکی کو زور کہتا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے اور سکا
 زور کہتا ہے اور کہتا ہے کہ امین میں حق کو طلب کرتا ہوں کہ ایک قوت حاسہ دوسرے

قوت حاکم اولیٰ تر نہیں ہے سمجھئے معنی میں اور اگر یہ نہ ہو تو گویا بالکل شریعت کا باطل ہونا
 ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو فرمایا کہ عیناً کہ تو دنیا
 حکم اسکا جاتا رہیگا اور جو نامحرم کا چھونا منع ہے وہ ممانعت منقطع ہو جائیگی اور
 تمام حدود و شرعی ساقط ہو جائیگی اور یہ مگر ابھی ہے اور جبکہ تمام گروہ متصوفین اہل
 استغراق اور ستموں کو دیکھا کہ یہ سماع کرتے ہیں تو انکے حال کو جانا کہ یہ سنا تہہ نفس
 کے کرتے ہیں تو کہا دیکھ کر کہ یہ حلال ہے اور اگر انکا سنا فساد پیدا نہ کریں اور انکی تقلید
 کریں تو انکی ظاہر کی پیروی کی اور باطن کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنے آپکو ہلاک کیا اور
 ایک گروہ کو ہلاکت میں ڈالا اور یہ آفت زمانہ کی ہے اور ہم دوسری جگہ اسکا بیان تو
 کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہ

باب بیان سماع آواز خوش اور کھانہ میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر استہ کر دو تم آوازوں میں
 کو ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ یٰٰزَیْدُ اِنِّیْ اَلْخَلْقُ عَابِدُکَ
 اہل تفسیر نے کہا ہے کہ معنی اسکے خوش آوازی کے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ آواز خوش سنے تو کہو کہ آواز ابو موسیٰ شری
 کی سنے اور اخبار میں آیا ہے اور مشہور ہے کہ بہشت میں اہل بہشت کو سماع ہوگا اور وہ
 اس طرح ہوگا کہ ہر درخت سے آواز اور سخن مختلف آویگی اور وہ جمیع ہو کر طبیعت کو
 لذت عظیم دیگی اور اس قسم کا سماع عام ہے کہ تمام مخلوق میں آدمی وغیرہ یا ناریں
 ہیں جو حکم اسکے کہ روح لطیف چیز ہے اور اصوات اور آواز میں بھی لطافت ہے تو جبکہ

سستے ہیں تب جنس طرف اپنی جنس کے میل اور رغبت کرتی ہو اور یہ قول جو ہم نے کہا
 ایک گروہ کا ہو اور اطباء اور وہ جو دعویٰ تحقیق کا کرتے ہیں اہل آگاہی سے اونکو
 اسباب میں کلام بہت ہیں اور تالیف الحمان میں کتابیں ترتیب دی ہیں اور اسکو
 بہت بڑا پایا ہو اور اسوقت میں آثار صنعت انکی کے ظاہر ہیں خصوصاً مزامیر کہ جو مرتب
 کے ہیں واسطے تقویت ہوا اور طلب لہو کے بحکم شیطان کے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ سحر
 موصلی کسی باغ میں غنما کرتے تھے اور وہاں ایک بلبل ہزار داستان بھی چچا رہتے تھے
 تو وہ بلبل لذت اس کے راگ سے خاموش ہو گئی اور وہ اپنا راگ کسے جاتا تا بآواز
 وہ بلبل درخت سے بیہوش ہو کر گری اور مر گئی اور یہ حکایت ہماری سموع ہے اور
 مراد جز اسکے نہیں ہے کہ کہتے ہیں کہ تمام راجتین تالیف طبائع کے مولف اور مرکب کر کے
 اصوات اور آواز دیتے ہیں اور ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ میں ایک بار ایک قبیلہ
 میں قبایل عرب پہونچا اور دار الضیافت ایک امیر میں وہاں کے امیر وں سمعان
 بڑا ایک حبشی سیاہ کو دیکھا میں نے کہ طوق اور زنجیر کیا ہوا دروازہ خمیہ پر پڑا ہوا
 ہے وہ وہو یہاں مجھے شفقت دلیں اور میرے پٹنے ارادہ کیا کہ جبکہ اکرام صہان کو بلعام
 لاوینگے تو میں امیر سے اسکی سفارش کرونگا شاید کہ موافق آوے امیر آیا جبکہ ارادہ
 طعام کا کیا تو میں نے کہا ناشرع نہ کیا اور عرب پر کوئی چیز سخت زیادہ اس سے نہیں ہے
 کہ کوئی کھانا کھانہ کھاوے مجھ سے کہا کہ لے جو آخر دیکھے کس نے کھانے سے منع کیا میں نے
 کہا کہ مجھے اوس امید نے منع کیا ہے جو تیرے کرم پر رکستا ہوں امیر نے کہا کہ میری تمام
 املاک ملک تیری ہی مگر تو کھانا نوش کرینے کہا کہ مجھے ملک کی حاجت نہیں ہے مگر یہ غلام
 میرے حوالہ کر اوئے کہا کہ اول اسکا جرم معلوم کر پھر اسکو قید سے رہا کر کہ جب تک تو

ہمارے سہانی میں ہر تجھے سب چیز پر اختیار ہوئی تھی کہ کیا کہ بیان کیجے کہ کیا گناہ اسکا ہو
 تھا کہ یہ ایک غلام کی خوش آواز راگ تھی کہنے والا کہ میں اسکو مع اوٹھوں کچھ روانہ کیا
 تھا کہ غلہ لاکو چنانچہ یہ گیا اور دونوں بوجہ لہر اوٹھ پر رکھا اور راہ میں راگ تھی
 کا یا چنانچہ اوٹھ دوڑے اور جلد یہاں پہنچے اور دو چند بار لائے جبکہ اوٹھ
 بار بوجہ اوتارے تو ایک ایک دو دو کر کے سب ہلاک ہو گئے ابراہیم حکایت کر نیوالے
 اس قصہ کے کہتے ہیں کہ مجھے بہت تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اے امیر ترا شرف تجھ سے جوڑ
 نہ کوئی گناہ کرے اس قول پر برہان درکار ہو اور ہم انہیں باتوں میں تھے کہ اتنے میں
 جنگل سے چند شتر پانی پیئے کو کوئین پر گئے آئیں پوچھا کہ کتنے روز سے ان اوٹھوں
 نے پانی نہیں پیا ہے کہا کہ تین روز سے اور اس غلام سے کہا کہ اسے راگ تھی کا
 شروع کیا اوٹھ اسکی آواز میں مشغول ہوئے اور سطلق پانی ترک کیا تھا شک کہ ناگوار
 ایک ایک بہاگے اور جنگل میں پر گندہ ہوئے اور اس غلام کوڑا کے حوالہ میں گیا اور
 ہم بعضے اس قسم کے دلیہیں دیکھتے ہیں کہ ساربان اور گدھے والا کچھ ترنم اور راگ کرتے
 ہیں کہ اوٹھ اور گدھے میں ایک طرف ظاہر ہوتی ہے اور خراسان اور عراق میں ٹاؤن
 ہو کہ شکاری رات کو ہرن پکڑتے ہیں تو ایک طشت کو سجاتے ہیں تاکہ ہرن اسکی آواز
 سنکر ٹھرتے ہیں اپنی جگہ پر جب اونکو پکڑ لیتے ہیں اور شہور ہو کہ ہندوستان میں ایک
 گروہ ہو کہ رات کو باہر جاتے ہیں اور راگ کرتے ہیں ہرن جبکہ وہ آواز سنتے ہیں تو
 انکے پاس ہرن آتے ہیں اور یہ لوگ گروہ کے پھرتے ہیں اور یہ لوگ راگ کرتے ہیں
 یہاں تک کہ لذت سے انکے بند کرتے ہیں اور سوتے ہیں یہ لوگ اوسکا درندہ پکڑ
 ہیں اور چوٹے بچوں سے حکم ظاہر ہے کہ جب جھولہ وغیرہ میں روتے ہیں اور کوئی

آواز کرتا ہی تو خاموش ہوتے ہیں اور وہ آواز سنتے ہیں اور اطباء ایسے لڑکی کو لڑکا
 کہ قوت حاسبہ اسکی درست ہی اور جب بڑا ہوگا تو یہ لڑکا زریک اور ہوشیار ہوگا اور ایسی
 سبب یہ کہ ایک شخص بادشاہان عجم سے فوت ہوا تھا اور اسکا لڑکا دو برس کا رہا تھا
 وزیرانے کہا کہ اسکو تخت سلطنت پر چاہئے بیٹھا تاہم بزرچہر سے مشورت کی اوسنے کہا کہ بہتر
 ہے مگر آزمائش کرنا چاہئے کہ اسکی اگر حس درست ہی تو اوس سے امید واری رکنا چاہی
 یوچھا آزمائش کی کیا تدبیر ہے بزرچہر نے کہا کہ راگ گانیوالے لوگ بلائے کہ اونہونے
 راگ گایا اور وہ لڑکا اوسین خوش ہوا اور ساتھ پاؤں مارنا شروع کئے بزرچہر نے
 کہا کہ یہ لایق ہو ساتھ ملک کے اور آوازوں کی تاثیر اسکا ہر تر ہی نزدیک عقلا
 کہ اسکی دلیل کی حاجت ہوا اور جو کوئی کہ یہ کہے کہ مجھے الحان اور آواز اور مرزا میر خوش
 نہیں آتی تو وہ جوٹا ہی اور نفاق کرتا ہی یا حس نہیں رکھتا اور زمرہ آدمی اور خاں و نو
 سے باہر ہی اور منع کرنا ایک گروہ کا اوس سے اس سبب سے یہ کہ رعایت خدا تعالیٰ کی کریں اور
 فقہا متفق ہیں کہ جبکہ آلات لہو کے نہوں اور دلیں اوسکے سننے سے فسق پیدا ہوتو
 سننا ایسے راگ کا مباح ہی اور اس پر اخبار اور آثار بہت لاتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک لڑکے گانیوالی تھی اور اجازت
 چاہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی پس جبکہ اوس لڑکے کو انکا آنا معلوم ہوا تو
 بہاگ گئے اور جبکہ داخل ہوئے حضرت عمر تو مسکرائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ و اصحابہ وسلم تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز نے سہنایا آپکو یا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم تو ارشاد ہوا کہ تم میرے نزدیک لڑکی گانیوالی اوسنے جبکہ تمہارے
 آنے کی حس معلوم کی تو بہاگ گئی پھر عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نہیں

ستم جو کہ کوئی اسکو ایک حکم پر قطع کرے اور سننے والے تمام دو گروہ میں ایک وہ کہ
 معنی سنیں اور دوسرے وہ کہ آواز سنیں اور ان دونوں اصل میں فوائد ہیں
 اور آفات ہیں کیونکہ سننے آواز خوش سے خوش اور معنی کا ہو کہ جو لوگوں میں کرب
 ہوتا ہو اگر وہ معنی ہی تو یہ بھی جی اور اگر باطل ہے تو باطل یعنی جس شخص کے مایہ طبیعت
 میں فساد ہو وہ جو کچھ کہنے کا تمام فساد ہو گا اور یہ بیان تمام حکایات حضرت
 داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں آویگا کہ جب حق تعالیٰ نے اونکو اپنا خلیفہ
 کیا تو خوش آوازی اونکو عنایت فرمائی اور اونکے حلق کو مزامیر کیا اور پہاڑوں کو
 فرمان بردار اونکا کیا یہاں تک کہ وحوش اور طیور پہاڑوں اور جنگلوں سے سماع
 کو آتے تھے اور پانی چلنے سے ٹہر جاتا تھا اور پرند ہوا سے گر پڑتے تھے اور آٹا میز
 آیا ہو کہ ایک مہینہ تک وہ جنگل میں کچھ نہیں کہاتے تھے اور چھوٹے بچے بھی روتے تھے
 اور دودھ نہیں پیتے تھے اور جبکہ مخلوق وہاں پہرتی تھی تو بہت لوگ لذت کلام
 اور خوش آوازی اونکی سے مرجاتے تھے یہاں تک کہ کہتے ہیں ایک بار سات سو ایک
 مردہ شمار میں آئیں اور بارہ ہزار بوڑھے بھی مردہ ہوئے ہیں اور جبکہ خداوند
 نے چاہا کہ صرف آواز کے سننے والے اور طبع پرست کو اہل حق اور سننے والے حقیقی سے
 جدا کرے تو شیطان بعین نے درخواست کی اور ساتھ اظہار اپنے حیلوں کے پیش آیا
 اور تو اور طنبور بنایا اور پیرا پر مجلس حضرت داؤد میں اپنی مجلس بنائی یہاں تک کہ
 جو لوگ کہ آواز حضرت داؤد علیہ السلام کی سنتے تھے وہ دو گروہ پر ہو گئے ایک وہ کہ
 اہل شقاوت سے تھے اور دوسرے وہ کہ اہل سعادت سے تھے تو وہ گروہ طرف مزامیر
 شیطان کے مائل ہوئے اور یہ گروہ طرف آواز حضرت داؤد کے رہی اور یہ وہ جو کہ

اہل معنی کے تھے کہ آواز ہی کے طالب تھے اور بجز اسکے ان کے دلیں نہ تھاکیں نہ تمام حق دیکھتے تھے اگر مزارستے تھے تو اس فتنہ میں حق کو دیکھتے تھے اور اگر آواز و آواز دہی سنتے تھے تو تو میں ہایت حق کی یعنی دیکھتے تھے اور تمام اشیاء سے باز رہتے تھے اور متعلق و متعلق سمجھتے تھے اور دونوں میں یعنی مزار اور آواز میں جیسا کہ تھا وہی دیکھتے تھے صواب کو صواب اور خطا کو خطا اور جبکہ کمال سماع اس طرح کا ہو وہ جو کچھ کہتے تھے تمام اس کو ملال ہو گیا کہ وہ مدعی ہی کہا کہ جو کچھ سماع برخلات اس کے اثر کرتا ہے کہ جو اور یہ محال ہو گیا کہ کمال ملالت کا یہ ہو کہ ہر چیز کو جیسے کہ وہ دیکھتے تو چیز کی حقیقت اور ماہیت نظر آئے ورنہ نظر دے ست نہیں یعنی نظر میں کچھ ہو کیا نہیں ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بارخدا یا دکلماء کہو ہر چیز کو جیسے کہ وہ ہے یعنی حقیقت اور ماہیت اس کی حق اور باطل وغیرہ ہے اور جبکہ دیکھنا صحیح ہر چیز کا اس طرح ہو کہ جو کچھ حقیقت وہ چیز ہے تو سماع ہی ایسے دیکھنے والا کو درست ہو گیا نہ کہ سنے گا ہر چیز کو جیسے کہ وہ چیز ہے اپنے حکم اور صفت میں اور جو لوگ کہ مزائیر میں مفتون اور ہوا اور مشغول سے مقرون ہوتے ہیں اس سبب سے کہ وہ خلل اس کے سنتے ہیں کہ وہ ہوا اس لئے کہ اگر موافق حکم اس کے کے سماع کریں تو تمام آفتون اس کی سے رہا ہوں کیا نہیں دیکھا کہ اہل ضلالت نے کلام خدا وید تعالیٰ کا شہنا اور لاکھی اور اپنی گمراہی میں اور گمراہی زیادہ ہوئی جیسا کہ حال نصر بن الحارث کا ہو کہ کہا اس نے قصص اور آیات قرآنی اور کلام الہی تعالیٰ سمجھ نظام کے باب میں کہ لہذا الساطیر کا ولین اور عبد اللہ بن سعید بن ابی سرح کہ جو کاتب وحی کا تھا اس کے گمان افتر کا کیا ابن آیت میں کہ کذباً کہ اللہ احسن المتکلمین اور کسی گروہ اس

آیہ شریفہ کو کہ لایڈنر کہہ الا بضمائر دلیل نفی دیدار آئی کی میرانی اور کسی قوم نے
 آیہ تَحْمِیْدُ اسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ کو حجت اثبات مکان اور جہت کی کہی اور بعض لوگوں
 نے آیہ وَجَاءَ سَرَّابٌ وَّالْمَلٰٓئِکَةُ صٰٓفًّا کو دلیل آنے کی مقرر کی تو غرض کہ جب دل
 اور کما محل ضلالت اور گمراہی کا تھا تو کلام الہی تعالیٰ کے سننے نے انکو کچھ فائدہ نہ کیا
 اور اگر ہر کسی شاعر نے شعر میں توحید کی مثلاً اور جیسے والے نے اس طرف پیدا کر نیوایا
 طبیعت کے خیال کیا اور صفائی دینے والے دلکا اوس میں اعتبار کیا اور فعل سے طرف
 فاعل کے راہ پائی تو وہ گروہ اول حق میں گمراہ ہوئے اور یہ گروہ دوسرے باطل
 میں ہدایت پائی اور انکار کرنا مکابرہ ظاہر کا ہے واللہ اعلم **فصل**
 شائع زحمہ اللہ کو راگ کے باب میں کلمات لطیف ہیں زیادہ اس کے اس کتاب میں
 سب گنجائش کر سکیں مگر جہت قدر کہ ممکن ہیں اس فصل میں مذکور ہوتے ہیں تاکہ فائدہ
 تمام تر ہو فرمایا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہ سماع نام ہی ایک وارد حق کا کہ جو
 دلوں کو اور بہارتا ہی اور طلب پر عرض کرتا ہی پس جو کوئی کہ اوسکو ساتھ حق کے سننے کا وہ
 طرف حق کے راہ پاویگا اور جو کوئی کہ ساتھ نفس کے سنیکا وہ زندہ بین پرچکا اور اس قول
 میں مراد یہ نہیں ہو کہ سماع سبب وصل الہی کا ہی بلکہ مراد یہ ہو کہ سماع حق معنی کو مستی
 ہی نہ آواز کو اور دل اوسکا محل وارو کا ہوتا ہی پس جبکہ وہ راگ ولین پہنچتا ہی تو
 وہ دل کہ تابع حق کا ہوتا ہی وہ محقق اور حق یاب ہوتا ہی اور وہ جو کہ تابع نفس کا
 ہوتا ہے تو محبوب ہوتا ہی اور متعلق تاویل کا ہوتا ہی تو غمراہ اول قسم کے سماع کا کشف ہوتا
 ہے اور اس قسم دوسری اخیر کا ثمرہ ستر اور حجاب ہوتا ہی معلوم ہو کہ کتاب کشف المحجوب
 میں اس مقام پر کچھ تحقیق زندہ کی اور تاویل کی لکھی ہے وہ ہیں بقصد اختصار کے

دبیج نہیں کی اور شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سماع کا ظاہر فتنہ ہے اور باطن اور سکاوت
 ہے جو کہ اہل اشارت ہی اور سکو سماع عبرت ہے اور حلال ہے اور جو کہ اہل اشارت نہ تو سماع
 اور سکا طلب کرنا فتنہ کا ہے اور متعلق ہونا ساتھ بلا کے ہے یقینی جو کہ دل اور سکا استغناء
 حدیث حق کا نہ تو سماع اور سکا آپ کی بلا اور آفت ہے اور ابو علی روڈیاری رحمہ اللہ
 نے کہا ہے ایک شخص کے جواب میں کہ اوسے سماع کا سوال کیا تھا کہ کاشکے ہم اس سماع سے
 سرسہ رہائی پاتے کیونکہ آدمی ادا کرنے میں سب چیزوں سے عاجز ہے اور جبکہ حق
 کسی چیز کا فوت ہوا تو ہندہ اپنے آپ کو مقصر دیکھتا ہے اور جبکہ تقصیر دیکھتا ہے تو اورد
 رہائی کی کرتا ہے اور ایک مشائخ نے کہا ہے کہ سماع پیدا اور ظاہر کرنا اسرار کا ہے ایسی چیز
 کہ اوس میں غیبت واجب ہے تاکہ سبب اوس سماع کے ہمیشہ حضور حاصل کرے کیونکہ غائب
 ہونا اسرار کا مدعیوں کو بدترین اوصاف سے ہے اس واسطے کہ درست اپنے درست
 اگرچہ بظاہر غائب ہو مگر بہر حال حاضر ہوتا ہے اور جبکہ حضور جانا رہا اور غیبیت آئی تو
 دوستی کہاں ہے اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سماع تو مشہور ہے باز رہی ہووے
 جو کوئی کہ واصل ہوا اور سکو سماع کی حاجت نہیں ہے کیونکہ مقام و محل میں حکم سماع کا جانا
 رہتا ہے اس واسطے کہ سمع چاہتا ہے خبر کو اور خبر کا ہونا غائب میں ہوتا ہے اور حالت معانی
 میں سماع کم ہوتا ہے اور حصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا سماع ہم کیا کریں کہ جو سماع کہو والا
 خاموش ہو جاوے تو وہ سماع ہی منقطع ہو جاوے بلکہ سماع ایسا ہونا چاہیے کہ مشعل
 اور متواتر ہو کہ ہرگز منقطع نہ ہو اور یہ نشانی بتلائی ہے ہمت مجموع کی روشنی مجسمت میں
 کہ جب بندہ اوس درجہ کو پہنچتا ہے تو تمام عالم اس کے حق میں سماع ہو جاتا ہے اور پھر
 اور ڈھیلے سے سنتا ہے اور یہ بڑا درجہ ہے

باب یکم انجمن شاخ فہمین فیج مسیحی سماع کے

کہا ایک گروہ نے کہ سماع آلہ ہی غیبوت کا اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ مشاہدہ اور معائنہ میں سماع محال ہے کہ دوست مقام وصل دوست میں حالت نظر اور دیدہ باری اور نظارہ میں ہوتا ہی اور مستغنی ہوتا ہی سماع سے کیونکہ سماع خبر کا ہوتا ہی اور خبر محل عیان میں خود دوری اور پردہ مشغولی ہی پس سماع بدریغہ آلہ مبتدیوں کا ہونا تاکہ پریشانی اور پرانگندگی اور غفلت سے بسبب سماع کے مجتمع ہوں اور جو کہ مجتمع ہوگا لامحالہ اور ضرور ساتھ سماع کے پریشان ہوگا اور ایک گروہ نے کہا کہ سماع آلہ حضور کا ہی سوا محبت چاہتی ہو کلیت کو جب تک کہ دوست بالکلیہ متفرق دوست میں نہ تو وہ محبت میں ناقص ہے پس جیسے کہ دلوں کو مقام وصل میں حصہ محبت کا ہی اور سر کو مشاہدہ کا حصہ اور روح کو حصہ وصل کا اور تن کو حصہ خدمت کا ہی تو چاہیے کہ کان کو بھی حصہ ہو جیسے کہ آنکھ کا حصہ دیدار ہی اور کہا ہی کہ سماع آلہ حضور کا ہی کہ غائب خود غائب ہے اور غائب منکر ہی اور منکر انکا اہل نہیں پس سماع دو قسم ہوا ایک کہ ساتھ واسطہ کو ہو اور دوسرے کہ بغیر واسطہ ہو پس جو کوئی کہ قاری سے سماع سنے تو یہ سماع آلہ غیبوت کا ہی اور جو کوئی بازینجا و تقدس سے سنے تو یہ سماع آلہ حضور کا ہی اور اسی سبب ہی کہ اوس پیر نے کہا ہی کہ میں ایسے مقام پر مخلوق کو نہیں رکھتا کہ انکی بات سنوں یا کہوں و با اللہ التوفیق

باب بیان مراتب شاخ فہمین حقیقت سماع میں

جان کہ ہر ایک کو شاخ سے سماع میں ایک مرتبہ ہو کہ مشرب اور ذوق اور سکا سماع ہی

بمقدار مرتبہ اور سکے کے ہوتا ہے جیسا کہ توبہ کرنا لاکھ جو کچھ کہ مستجاب اور سکے مددگار صحت
 اور ندامت پر ہوتا ہے اور شتاق کو مایہ شوق اور زہد و بیدار اور موسن کو تائید یقین اور
 مرید کو تحقیق بیان اور محب کو باعث انقطاع علیان اور فقیر کو اساس نو مبدی کی کلست
 ہوتا ہے اور مثال اصل سماع کی مثل آفتاب کے ہے کہ سب چیز پر چمکتا ہے اور ہر چیز کو تکرار
 مرتبہ اور سکے کے اور سے فزوق اور شرب ہوتا ہے کہ ایک کو جلاتا ہے اور ایک کو روشن کرتا
 اور ایک کو اوس سے نوازش ہے اور دوسرے کو گذارش اور یہ تمام طوائف جو ہم نے کئے
 اور ذکر کئے بطور تحقیق کے تین مرتبہ پر ہیں ایک مبتدی دوسرے متوسط اور تیسرے کمال
 اور میں ہر ایک کے بیان حال سماع میں جدا جدا فصل لکھتا ہوں کہ تیری سمجھ سے تیرے
 تر ہو فصل جان کہ سماع وار و حق کا ہے اور ترکیب اس قسم کے ہزل اور لٹو سے ہے
 اور کسی حال میں طبیعت مبتدی کے قابل کلام حق کے نہیں ہے اور ساتھ وار و حق
 اور میں ربانی کے طبیعت کو تہ وبالا ہونا اور سوز اور قہر ہونا ہوتا ہے جیسا کہ ایک
 گروہ سماع میں بہوش ہوتے ہیں اور ایک گروہ ہلاک ہوتے ہیں اور کوئی آدمی
 نہیں ہوتا مگر کہ طبیعت اسکی حد اعتدال سے باہر ہوتی ہے اور اسکے دلائل ظاہر ہیں
 اور مشہور اور معروف ہے کہ روم کے بیمار خانہ میں ایک چیز نہایت عجائب بتائی ہے اور
 اور سکنا نام آنکلیون رکھا ہے اور جو چیز کہ عجائب غرائب ہوتی ہے پونانی اور سکنا ہی نام
 رکھتے ہیں اور غرض اس سے اس کے حکم کا اظہار نہیں اور وہ مثل روم کے ہوتا ہے اور
 ایک ہفتہ میں دو بار اسکو بیانے ہیں اور بیمار کو سناتے ہیں باندانہ اور بقدر
 بیماری کے ہر بیمار کو اس جگہ سے جدا کر دیتے ہیں اور اگر چاہتے ہیں کہ کسی کو ہلاک
 کریں تو ایک زمانہ زیادہ ٹھہرتے ہیں تاکہ وہ ہلاک ہوتا ہے اور حقیقت میں اجل لکھی

ہوئی ہی مگر موت کے اسباب ہیں اور وہ اطباء ہمیشہ اسکو سنتے ہیں اور انہیں کچھ اثر
 نہیں کرتا کیونکہ انکی طبیعت کے وہ موافق ہیں اور ان مبتدیوں کے مخالف ہے اور سننے
 ہندوستان میں دیکھا ہی کہ درمیان زہر قاتل کے ایک کٹر اپید ہوتا ہی اور زندگی
 اسکی اسی زہر سے ہوتی ہی کیونکہ اسکی خود پیدائش اوسی سے ہی اور ترکستان کے
 ایک شہر میں جو سرد اسلام پر تھا دیکھا میں کہ ایک پہاڑ میں آگ لگی تھی اور وہ جل رہا
 تھا اور اسکے پتھروں کے نوشار درجوش کر رہا تھا اور عین آگ میں ایک چوہا تھا کہ جب وہ
 آگ سے باہر آتا تھا تو ہلاک ہوتا تھا اور غرض اس تمام سے بجز اسکے نہیں کہ یہ اضطراب
 مبتدی کا وقت حلول و ارجحی تعالیٰ کے اس پر اس سبب سے ہوتا ہی کہ جب اسکا مخالف
 اس کے ہی اور جبکہ وہ وار و متواتر ہوتا ہی تو شدہ شدہ مبتدی اوس میں سکون کرتا ہی
 کیا نہیں دیکھ کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام اول مرتبہ آئے تو جناب نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم طاقت دیکھنے کی نہیں رکھتے تھے اور حسب آنا نہایت کو پہونچا تو اگر ایک
 گہری نہیں آتے تھے تو آپ تنگدل ہوتے تھے اور اسکے شواہد اور دلائل بہت ہیں اور
 یہ حکایت ہی دلیل اضطراب مبتدیوں کے ہی اور یہی برہان ہی سکون غنیمتوں کی سماع
 میں اور مشہور ہی کہ حضرت جنید رحمہ اللہ کا ایک مرید تھا کہ وہ سماع میں اضطراب بہت
 کرتا تھا کہ درویشوں کا خیال اسکی طرف رجوع کرتا تھا لہذا روپر و شیخ رحمہ اللہ کے شکا
 کی تو شیخ موصوف رحمہ اللہ نے اوس سے کہا کہ اگر بعد اسکے پھر تو نے سماع میں اضطراب
 کیا تو ہمارے صحبت میں نہ رہنا ابو محمد حریری کہتے ہیں کہ میں سماع میں اسکو دیکھتا
 تھا لب پر لب رکھے ہوئے خاموش تھا یہاں تک کہ ہر بال کی جڑ میں سے چشمہ جاری ہوتا
 اور بیوش اس کے جاتے رہے اور ایک روز تک بیوش رہا پھر نہیں معلوم کہ وہ سماع

میں دو ستر یا حرست پیر کی اوکے دل پر قوی تر تھی اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سماع میں
نعرہ مارا پیر نے اوسکو کہا کہ خاموش ہوا سنے سر زانو پر رکھا جبکہ دیکھا تو وہ مردہ ہو گیا
تھا اور شیخ ابو مسلم فارس بن الغالب الفارسی سے سنایئے کہ کہتے تھے ایک درویش سماع
میں اضطراب کرتا تھا کسی نے ہاتھ اوکے سر پر رکھا کہ بیشہ جا اور ہر بیٹھتا تھا اور اوپر
جائیکا ٹکھنا اور حیدر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ اوسنے سماع میں
جان ہی دتی تھی روایت کی دراج سے کہا کہ میں ہمراہ ابن القریظی کے دریا و جبل پر رہتا
بصرہ اور ایلین کے بارے میں ایک محل پر پہنچے کہ ایک نیک شخص اوسکے دروازہ پر بیٹھا تھا
اور ایک چوکری رو بردار اوسکے بیٹھی تھی اور راکہ میں یہ شعر گارہی تھی

فَسَبِيلَ اللَّهِ وَدَعَا وَكَانَ مِنْكَ بَعِيدًا - كُلُّ يَوْمٍ تَمُوتُونَ غَيْرَ هَذَا أَجْمَلُ

اور ایک جوان کو دیکھا ہم نے کہ نیچے اوس محل کے کھڑا ہوا تھا لوٹ لے ہوئے اور مرقع
پہنے ہوئے اوسنے کہا کہ اے چوکری تجھے خدا کی قسم کہ یہ بیٹھتا ہے دوبارہ کہو کہ میری زندگی
میں بجز ایک دم کے باقی نہیں رہا ہو شاید کہ اسی کے سننے میں نکل جائے اوس چوکری
نے پہ لوٹا یا اور دوبارہ پڑھا اوس جوان نے نعرہ مارا اور زبان اوسکی بھلی صاحب اور
مالک محل نے چوکری کو آزاد کیا اور خود مکان باہر آیا اور جوان کی تجیز میں مشغول
ہوا اور تمام اہل بصرہ نے اس پر نماز ادا کی پس وہ شخص یعنی مالک محل کا کھڑا ہوا اور کہا کہ اے
میں کہ غلام اور غلام کا بیٹا ہوں تمام ملک میں اپنی وقفہ فی سبیل اللہ کی اور غلام
ملاؤ کہ اپنے آزاد کئے اور خود وہاں سے ایسا گیا کہ پھر کسی نے خبر اوسکی نہ پائی اور فائدہ
اس حکایت کا یہ ہے کہ مرید کو غلبہ سماع کے حال کا اس قدر ہونا چاہئے کہ سماع اوسکا فاسق
کو فسق سے نجات دیوے اور ہمارے اس زمانہ میں ایک گروہ گمراہوں کے سماع فاسقوں

حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سماع حق سے کرتے ہیں اور فاسق لوگ بسبب اسکے کہ یہ ایسے
لوگ سماع میں انکی موافقت کرتے ہیں سماع پر اور فسق فحور پر حریص تر ہوتے ہیں تاکہ یہ اور
وہ ہلاک ہوں اور حضرت جنید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر تم پر وجہ اعتبار کے بتجانہ وغیرہ
معاید کفار میں جاوین تو رواہی اور غرض اس سے ہماری بجز اسکے نہو کہ ہم ذلت کفار
اور کفر کی دیکھیں اور نعمت اسلام پر شکر کریں تو اپنے جوابدیا کہ اگر تم اس طرح پر جاسکو کہ
جب وہاں سے تم آؤ تو کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ درگاہ پر لاسکو تو جوابا کہ ورنہ پس اہل
صومعہ اگر خرابات میں جاوین تو خرابات صومعہ اونکا ہو ایک نے کہا ہی مشائخ کبار رحمہ
سے کہ میں ہرچہ ایک درویش کے بغداد میں جاتا تھا کہ وہاں گائیوالا یہ بیت گاتا تھا

مہنی ان نکلن حقا نکلن من احسن المہنی	ولا فقد عشنا ہمار منما و غدا
--------------------------------------	------------------------------

تو اس درویش نے نعرہ مارا اور دنیا سے انتقال کیا اور نکل اسکے ابوعلی رودباری
رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک درویش کو دیکھا میں نے کہ آواز گائیوالی پر مشغول ہوا تھا میں نے
بھی کان پر کیا کہ وہ کیا کہتا ہی تھا کہ باغ از حزمین کستا تھا

ابد اکفی بالخصوع	الی الذی حاد بالضعف
------------------	---------------------

تو اس درویش نے نعرہ مارا اور گر پڑا اور دیکھا تو وہ مرچا تھا اور ایک شخص دوسرے
نے کہا کہ میں ساتھ ابراہیم خواص رحمہ اللہ کے ایک راستہ میں جاتا تھا پہاڑ میں تو ایک
طرب سیر ولین ہوئی اور میں یہ بیت پڑھی

صح عند الناس الی عاشق	غیران لہ لہ فوا عشقی ملی
لیس فی الانسان شیئی احسن	الا و احسن منه صلو حسن

تو مجھ سے کہا کہ پر پڑ ہو تب میں اس بیت کو پڑھا تو اونہوں نے حکم تو اچھ کے چند قدم

زمین پر پارے مینے جو دیکھا تو قدم اونکے مثل سوم کے زمین میں گھس گئے تھے چہرہ بیہوش
 کر گئے جب بیہوش میں آئے تو مجھ سے کہا کہ میں رسول اللہ بہشت میں تھا کیا تو نے نہیں دیکھا
 اور اس قسم کی حکایات زیادہ اس سے ہیں کہ یہ کتاب گنجائش اوسکی کر سکے اور میں ایک
 درویش کو آذربایجان کے پہاڑوں میں جاتا دیکھا تھا کہ متفکر تھا اور اپنے دل میں
 اشعار کہتا تھا چنانچہ سننے اونکے سے متغیر ہوا اور ایک زمانہ بیٹھا اور پٹھیا ایک پتھر سے
 لگائی اور جان ہی رحمہ اللہ علیہ فصل اور ایک گروہ نے مشائخ اس طائفہ رحمہم اللہ
 سے مکروہ کہا ہی سنا تھا کہ اور اشعار کا اور پڑھنا قرآن مجید کا ساتھ ایمان کے ایسا
 کہ حروف اوسکے حد اپنی سے باہر ہوں اور مریدوں کو تنوین اور تحذیر کیا ہی اور خود
 ہی پرہیز کیا ہی اور بہت غلو کیا ہی اور یہ لوگ چند گروہ پرہیز اور ہر ایک کو پین لیل
 اور تعلیل جدا گانہ ہی کیا گروہ وہ ہی کہ انہوں نے اسکے حلام ہوئی کی روایتیں پائی ہیں
 اور راگ کے معاملہ میں وہ تابع ہیں سلف صالح رحمہم اللہ کے اور انہیں کی پیروی
 کی ہی جیسا کہ زجر کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شیریں نام
 چو کہ ہی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو راگ سے اور قدحہ مارنا حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کہ جو راگ کرتا تھا اور انکار کرنا جناب شیر خدا علی رضی
 کرم اللہ وجہہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر سبب اسکے کہ وہ چو کر یاں گایا والیاں
 رکھتے تھے اور منع کرنا انہیں حضرت کرم اللہ وجہہ کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھنے
 اوس ہوتے حبشیہ سے کہ غنا کرتی تھی اور فرمایا کہ وہ ہم صحت شیطان کی ہی اور مثل اسکے
 اور روایات ہیں اور ہی کہا ہی بڑی دلیل و دلیلوں میں جو کہ بہت غنا پر اجتماع است کا ہی
 اول سے ہمارے زمانہ تک کہ وہ مکروہ ہی باوجود اسکے کہ ایک گروہ نے راگ کو حرام طلاق

کہا ہے اور اسکے باب میں ابو اسحاق ثبنانی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ کما کہ میں سماع
 کے کرنے میں بہت سماعی تھا ایک رات کو لی شخص دروازہ صومعہ کھیر آیا اور کہا کہ ایک
 جماعت طالبان درگاہ الہی تعالیٰ کی جمع ہو اور دیدار شیخ یعنی آپ کے مشتاق ہیں اگر
 عنایت فرماویں اور قدم رنجہ کریں کما کہ میں باہر آیا اور پیچے اوسکے چلا بہت نہ گئے تھے
 کہ ایک گروہ پر پہنچے کہ حلقہ کئے ہوئے تھے اور ایک بوڑھا انکے درمیان میں بیٹھا تھا
 میرا اگر ام فوق الغایتہ کیا اور اوس بوڑھے نے کہا کہ اگر تم فرماؤ تو چند بیت پڑھیں میں
 قبول کیا دو آدمیوں نے ساتھ خوش آوازی کے ایسا پڑھنا شروع کیا ایسے شعر
 تھے کہ بیان فراق میں کہے تھے اور وہ سب واسطے تواجد کے کڑے ہوئے اور نعرہ ہا
 خوب مارے اور اشارہ ہاے لطیف کے اور میں انکے حال میں متعجب رہا تھا اور انکا
 وقت خوش تھا یہاں تک کہ صبح نزدیک ہوئی تو اوس بوڑھے نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ
 تو نے مجھ سے نہ کہا کہ تو کون اور یہ گروہ کون لوگ ہیں میں نے کہا کہ تیری شمت نے
 مجھے سوال سے منع کیا اوسنے کہا کہ وہ شخص عزرائیل ہے کہ ابابلیس ہے اور یہ تمام لوگ
 اوسکی ہیں اور اس میں سے اور غنا کرنے میں مجھے دو فائدے ہیں ایک یہ کہ مصیبت فراق
 اپنے کی کروں میں اور ایام دولت اپنی کو یاد کروں میں اور دوسرہ یہ کہ پارسا
 لوگوں کو راہ سے ہکاؤں اور غلطی میں ڈالوں میں اوسنے کہا کہ ارادہ سماع کا
 اوس وقت سے میرے دل سے نفی ہوا اور میں کہ علی بن عثمان اجمالی ہوں شیخ الاسلام
 ابو العباس حمہ سے سنا ہے کہ کما ایک روز میں ایک مجمع میں تھا کہ ایک گروہ سماع
 کر رہا تھا میں دیکھتا دیکھتا انکے درمیان میں کہنا پڑے ہیں اور انہیں دیکھتے
 ہیں اور یہ بسبب اوسکے گرم ہوتے ہیں اور ایک گروہ دوسرا جو کہ بسبب خوف اور

دوسرے دن کچھ کہتا وہ بلا اور بطالت میں نہ پڑیں اور انکی تاکید پیروسی مکر میں اور
 سر تو بے گناہ پر نہ جاوے اور ہوا انہیں قوت نہ پکڑے اور ہوس ارادہ صلاحیت کی
 کو فتح نہ کرے کہ یہ معرض بلا اور مایہ فتنہ کا ہی سماع نہیں کرتے اور نہ سماع والوں میں
 بیٹھیں اور حضرت جلیلہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک مرید سے کہا اوسکی حالت ابتدا
 توبہ میں کہ اگر تو سلامتی دین کی چاہتا ہے اور رعایت توبہ کی کرتا ہے تو صوفیہ کے سماع
 کا جو کرتے ہیں منکرت ہو اور اپنے آپکو سماع کے لائق مت سمجھ جب تک کہ توجوان چاہے
 جبکہ توبہ پڑا ہو تو لوگوں کو اپنی وجہ سے گناہ گار مت کر اور ایک گروہ دوسرے کہتا ہے کہ
 اگر باب سماع کے دو قسم ہیں ایک وہ کہ لاہی ہوں اور دوسرے وہ کہ انہی ہوں لای
 عین فتنہ میں ہیں اور سماع سے انکو وصل حاصل نہیں ہوتا اور انہی نے بسبب باطن
 اور مجاہدات کے اور قطع کرنے دل کے مخلوقات سے اور روگردانی سر کی کمونات سے
 فتنہ کو اپنے آپ سے دور کیا ہے اور اوس بیخوف ہوئے ہیں اور جو کہ ہم نہ اس گروہ
 میں ہیں اور نہ اوس گروہ میں سے ہیں تو ترک کرنا اوسکا چکو بہتر ہے اور ساتھ
 ایسی چیز کے کہ مناسب وقت ہمارے کو ہوشو ہونا اولے تہی اور ایک گروہ دوسرے
 نے کہا ہے کہ جو کہ عوام کو سماع میں فتنہ ہے اور ہمارے سننے کے سبب لوگ پریشان ہوتے
 ہیں اور ہمارے درجہ اوس میں محبوب ہیں اور ہمارے سبب گناہ گار ہوتے ہیں یہ عامہ
 غلایوں پر ہر شفقت کریں اور خاص کو نصیحت کریں اور ہم خود ساتھ دیکھنے عبرت کے اور
 دست بردار ہوں اور یہی طریقہ پسندیدہ ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بھلائی اسلام آدمی سے یہ بات ہے کہ اگر
 اور بیفائدہ باتوں کو چوڑ دے تو ہم بحسب اسکے ایسی چیزوں دست بردار ہوں

کہ اونسے چارہ ہو کیونکہ بیفائدہ کاموں میں مشغول ہونا وقت کا ضائع کرنا ہے اور
وقت دوستوں کا ساتھ دوستوں کے ضائع نہ کرنا چاہیے اور ایک گروہ دوسرے نے
سجملہ خواص سے کہا ہے کہ سماع خبر ہے اور لذت سماع کی پانامراد کا ہے اور یہ کام لوگوں کا
ہو کیونکہ محل معائنہ میں خبر کی کچھ قدر نہیں پس اہل کام مشاہدہ شہر اکٹھا صاحب کتا
کشف المحجوب رحمہ اللہ نے کہ یہ ہیں احکام سماع کے جو پہلے ذکر کیے اور طریقہ اخفیا
کیا اور اب ہم بیان وجد اور وجود اور تواجد انکے میں باب مترتب کرتے ہیں بتوفیق اللہ

پانچ بیان وجد و جو اور تواجد غیر ہیں

جان کہ وجد اور وجود مصدر ہیں اول بمعنی اندوہ کے اور دوسرا بمعنی پانی اور یافت
کے ہے اور فاعل دونوں کا ایک طرح پر ہے جو مصدر کے فرق انکے درمیان میں نہیں کر
کتے ہیں وَجَدَ يَجِدُ وَجُودًا وَوَجَدَ اَنَا الخ اور مراد گروہ باشکوہ حضرات صوفیہ
رحمہم اللہ کی وجد اور وجود سے اثبات کرنا وصال کا ہے جو انکو حالت سماع میں ظاہر
ہوتے ہیں ایک حال انہیں سے مقرون اندوہ کا ہوتا ہے اور دوسرا موصول یافت
اور پانے مراد کا اور حقیقت اندوہ کی کم کرنا محبوب کا اور منع ہونا مراد سے ہے اور حقیقت
یافت کی حاصل ہونا مراد کا ہے الخ اور یہ تمام تغیرات سب صفت طالب کی ہے اور حق
متغیر نہیں ہوتا ہے اور کیفیت وجد کی عبارت میں نہیں آسکتی کیونکہ وہ الہم ہے اور
معائنہ کے اور الہم کا بیان قلم نہیں کر سکتا پس وجد ایک راز ٹہیر کہ درمیان طالبان
اور مطلوب کے ہو اور بیان کشف اسکے کا غیبت ہے اور کیفیت وجود کے ساتھ نشان
اور اشارت کے درست نہیں ہوتی کیونکہ وہ ایک طریقہ حالت مشاہدہ میں اور طریقہ

مطلب میں نہیں پاسکتے پس وجود ایک فعل اور حیات شیر محبوب اور پرہیزگاری کا ثبات
 حقیقت اور سکی سے معزول ہو اور نزدیکی میرے وید ہونہا الم کا جو دنگو یا فرست سے
 یا سچ سے یا نسبت یا طرب اور وجود ظاہر کرنا غم کا جو دل سے اور بے صداقت مردان کی
 اور صفت واجب کی یا حرکت پاکر ناہو اندر جوش شوق کے جہاں در حالت محاکا ہو کر کلمہ
 کرنا ہو اندر حال مشاہدہ کے جو حالت کشف میں ہو تا ہو یا سیمٹھی ہو یا آواز ہو یا ہائے
 ہائے کرنا یا آہ آہ کرنا ہی یا پیش ہو یا طیش ہو یا حرکت ہو یا طرب ہو اور مختلف میں متابع
 اس میں کہ وجد حاضر اور کامل تر ہو یا وجود ایک کر وہ نے کہا کہ جو صفت مریدان کی
 ہو اور وجد نعت ہو مارتون کی اور جو کہ درجہ مارتون کا مرتبہ بلند تر ہو تو چاہئے کہ اس میں
 اس کا بھی اوس کا ملکہ ہو کیونکہ جو چیز کہ یافت میں آسکے وہ مرید اور منہوم ہو گئی
 ہو اور ان میں یہ صفت جنس ہو کیونکہ یہ تقنی ہے حد کو اور خدا میں تامل سے منہور ہو کر
 وہ جو بندہ نے پایا ہی بجز مشرب کے نہیں ہو اور وہ جو نیایا اس کا طالب اور اس میں
 منقطع ہو اور طلب او سکی سے عاجز واجب حقیقت او سکی سے ہوتا ہو اور ایک کر وہ نے
 کہا کہ جو جد حریف مریدان کی ہو اور جو تختہ ہو محبوب کا جو بلند درجہ ہیں مریدان
 اور آرام پا نا ساتھ تختہ کے تار سب حریف سے جو طلب میں ہو اور معنی ظاہر ہو گا بجز
 اس حکایت کے حکایت کہ ایک روز حضرت شبلی رحمہ اللہ عین غلبہ حال اپنے میں
 نزدیک حضرت جنید رحمہ اللہ کے گئے تو ان کو اندر و گین پایا اور پوچھا کہ یا شیخ کیا حال
 ہو حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ من طلب وجد یعنی جو کوئی کہ طالب ہو اوہ واجب
 ہوا تب حضرت شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جو واجب ہو اوہ طالب ہوا پھر شاخ
 نے بہن کلام کیا کہ او ان ایک اولی نے نشان وجد کا بیان کیا اور ان دو شہر نے

اشارہ طرف وجود کے فرمایا اور نزدیک ہمارے قول حضرت جنید کا معتبر ہوا سوا سطلے کہ جب
 بندہ نے نہ پہچانا کہ معبود اس کا جنس اور کسی سے نہیں ہوا اندر وہ اس کا دراز ہو گا اور
 اسکی تحقیق کچھ اول ہی مذکور ہو چکی ہے اور اتفاق ہو مشائخ رحمہ اللہ کا اسپر کہ سلطان
 علم کا قوی تر ہو سلطان وجد اسوا سطلے کہ جب قوت سلطان وجد کو ہوتی ہو تو صاحب
 اسکا یعنی واجہ محل خطرین ہوتا ہے اور جبکہ قوت سلطان علم کو ہوتی ہو تو موصوف اسکا
 یعنی عالم مقام امن پر ہوتا ہے اور مرد اس تمام سے یہ ہے کہ تمام احوال میں چاہئے کہ طلب
 نتائج ہو علم اور شرع کی کیونکہ اگر وجد سے مشغول ہو تو خطاب تکلیف جاتا رہیگا اور جبکہ
 خطاب گنیا تو اب اور عذاب جاتا رہیگا اور جبکہ یہ جاتی رہی تو کرامت اور اہانت جاتی
 رہیگی اور یہ ہوا تو حکم اسکا مجنونین کا ہو گا نہ کہ اولیا اور مشرین کا اور حقیقت کہ
 سلطان علم کا غالب ہو گا اور سلطان وجد اور حال کے تو بندہ کشف اوامر اور نواہی
 میں ہو گا اور سر پر وہ عزت میں مذکور اور ہمیشہ مذکور ہو گا پھر اگر سالمان حال کا
 غالب ہو گا سلطان علم پر تو بندہ حد و شرعی سے خارج اور خطاب سے محروم رہیگا
 تو یہ تمام نقصان کا ہی لیکن یا معذور ہو گا یا مغرور ہو گا اور بعینہ ہی معنی قول
 حضرت جنید رحمہ اللہ کے ہیں کہ فرمایا راستہ وہ ہیں یا ساتھ علم کے ہو یا ساتھ روش کے
 وہ راستہ کہ ساتھ روش کے بغیر علم کے ہی اگر چہ نیک ہو مگر وہ بہل اور نقصان ہے
 اور راہ علم اگر چہ بے روش کے ہو مگر وہ عزت اور شرف ہے اور اسی سبب سے کہ حضرت
 بائزید بسطامی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کفر اہل بہت کا شرف ہے اسلام اہل ہستہ سے یعنی اگر
 اہل بہت پر کفر اور کفران صورت نہیں پکڑتا لیکن اگر تقدیر اور فرض محال کر میں تو اہل
 بہت باوجود کفر کے کامل تر ہونگے اہل ہستہ یا ایمان سے اور حضرت جنید رحمہ اللہ نے حضرت

شبلی رحمہ اللہ کو فرمایا کہ شبلی سکرانے اور اگر افاقہ پاوے اپنے سکر سے نکلے تو امانت
 نفع اور اقدار کے ہر اور شہوت سے حرکات میں کہ حضرت جنید اور محمد بن سرق اور
 ابو العباس بن عطار ایک جگہ جمع تھے تو ان نے بیت پڑھی اونہوں نے وجہ کیا اور
 حضرت جنید ساکن خاموش تھے اُسے کہا کہ یا شیخ آپ کو اس سماع سے کچھ عہد نہیں ہے
 تو اپنے یہ آہ پڑھ سنائی وترى الحبال تحسبها جملہ دقا وحقى من الحساب یعنی
 باوجود تواجد کے تکلف ہو کر نا وجد کا اور یہ مرض کرنا انعام اور شواہد حق تعالیٰ کا
 تادلیہ اور اندیشہ ایصال اور روش مردوں کا اور ایک گروہ معاملہ راک میں
 پیر و رسم کے ہیں کہ اونہوں نے تقلید کی ہو ساتھ حرکات ظاہری اور ترتیب رقص
 اور تزئین اشارات اونکے کی اور یہ محض حرام ہے کہ مراد انکی اوسین طلب کرنا احوال اور
 درجہ اونکے کا ہر نہ حرکات اور رسوم کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 نے فرمایا کہ من تشبه بقوم فهو منهم اور یہ بھی فرمایا اخاف انتم القرآن فابکوا
 فان لہ تبکو فتابا کو یعنی جبکہ تم تلاوت کرو قرآن مجید کی تو روؤ اور گریہ کرو اور
 اگر رونانا آوے تو جب تک رونا کرو اور یہ غمر ناطق اور بابت دینے والی ہو سماع
 ہونے تو اجد یعنی بتکلف وجہ کر نیکو اور اسی سبب سے اوس بوڑھے پر نے کہا ہے کہ میں
 ہزار ستر سنگ تک جوٹ پر جاؤنگا باین امید کہ شاید ایک قدم ہی اوسین سچا پڑے اور
 کلام اس بابین زیادہ اس سے ہی لیکن مہنے اس قدر پر کفایت کیا وباللہ التوفیق

باب بیان مقصود میں او و جو متعلق اسکے ہے

جان کہ اندر شریعت اور طریقت کے رقص کی کچھ اصل نہیں کیونکہ یہ ایک لہو ہوا تھا

تمام عقلا کے اگر رقص جدا اور قصہ سے ہوا اور اگر رقص نہرل سے ہو تو لغوی ہو اور کسی مشایخ
 رحمہم اللہ سے اسکو بھلائے کہ ہوا اور اس میں غلو نہیں کیا ہی ہو اور جو اثر کہ متشوی بہر قی لوگ میں
 ملائے ہیں تمام باطل ہیں اور جو کہ حرکات و جد کے اور معاملات اہل تواجد کے اسکی شکل
 اور مانند ہیں تو ایک گروہ اہل نہرل نے انکی پیروی کی اور اس میں نہایت کو پہونچی
 اور اسکا ایک مذہب بنالیا اور بیٹے عوام میں سے ایک گروہ کو دیکھا ہو کہ اوکو مذہب
 کہاں تھا کہ مذہب تصوف کا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوا اور اسکو ہاتھ پر رکھ لیا اور
 ایک گروہ نے اسکی اصل کا انکار کیا ہی خلاصہ یہ کہ رقص کرنا شرعاً اور عقلاً برا ہی تمام لوگوں
 سے اور محال ہو کہ افضل لوگ اسکو کریں لیکن جبکہ دل پر پیدا ہوا اور خفقان اوپر
 سلطان وقت کے غالب ہوا تو وقت نے قوت پکڑی اور حال نے اپنا اضطراب پیدا
 کیا اور ترتیب رسوم کی جاتی رہی اور وہ اضطراب جو پیدا ہوا اتنا تو رقص نہیں
 اور نہ بازی اور نہ طبع پروری کیونکہ یہ مقام گداز کا ہی اور بہت دور ہی طریق
 صواب سے وہ شخص کہ اسکو رقص کہے اور یہ ایک حال ہی کہ ساتھ نطق اور گویائی
 کے اسکی راہ کسی پر بیان نہیں ہو سکتی ہن لہ یزق لایدرہی النظر فلا حداث
 اور فی الجملہ نظارہ کرنا نوع کا اور صحت رکھنا ساتھ انکے مغلور ہی اور جائز کہنے والا
 اسکا کافر ہے اور جو کچھ کہ آثار سے اس میں نقل کرتے ہیں وہ بطلالت اور بھالت ہے
 اور بیٹے دیکھا ہو ایک گروہ کو بھال سے کہ وہ بسبب تمہت اسکی کے اہل اس طریقت ہی
 منکر ہوئے ہیں اور چھٹے دیکھا ہو کہ اسکا ایک مذہب ٹھیر لیا ہی اور مشایخ رحمہم اللہ
 نے اسکو آفت جانا ہی اور اہل مذہب حلو لیہ سے یہ اثر لگیا ہو کہ جو در بیان تصوف
 کے باقی ہو واللہ اعلم بالصواب

باب بیان کپڑا پہاڑنے اور تمت کرنے اور کے مین

جان کہ پارہ کرنا جائزہ کا در بیان اس طائفہ کے معتاد ہو اور بڑے بڑے مجامع اور
 مجامع مین کہ جہاں پر بڑے بڑے مشایخ حاضر تھے یہ کیا ہے اور بیٹے ایک گروہ ملک اور
 جو کہ وہ اسکے منکر تھے اور کہتے تھے کہ جہاں نہیں ہو کہ کپڑا درست اور سلامت کو کپڑے
 نکلنے کرین کہ یہ فساد ہو اور حال ہو کہ ایسے فساد کو کہ غرض اور مراد اس سے صلیح ہو
 صلیح سمجھین اور تمام لوگ جائزہ درست کو پہاڑتے مین اور پارہ پارہ کرتے مین اور
 پہریتے مین جیسے کہ آستین اور تنہ اور کلی اور حجب ایک دوسرے سے جدا کرتے مین
 اور پہرشی کراد کو درست کرتے مین اور کچھ فرق نہیں ہو مین کہ مثلاً ایک کپڑہ کے
 ٹکڑے کرین اور پہرشی مین یا کپڑے ٹکڑے کرین اور پہرشی مین یا جو دامن کے ہر ٹکڑہ اور پارہ مین راست
 پہرشی مین ایک سو مین کا ہو اور پورا کرنا حاجت او کی کا ہو کہ اوں کا بیوند کرے اور
 ہر چیز کہ کپڑہ پانہ کیا اسکی مہل طریقت مین نہیں ہو اور البتہ حالت سماع اور صحبت اور
 مجمع مین یہ نہ چاہئے کہ بجز اس طرف کے نہیں ہو مین اگر سننے والا مغلوب ہو یا کہ خطا
 تکلیف اوں سے اوٹھ جاوے اور وہ خود بخیر محض ہو جاوے تو یہ شخص معذور ہو اور
 جبکہ ایک شخص کو ایسا حال پیش آوے اور واقع ہو تو اگر پہر ایک جماعت بھی اوں کی طقت
 سے کپڑے پہاڑین تو روا ہو اور تمام کپڑہ پہاڑنا اہل اس طریقت مین میں قسم پر ہو کہ
 یہ کہ درویش خود پہاڑے اور یہ وقت اور حال سماع مین ہوتا ہو کہ ساتھ حکم غلہ
 کے کرتا ہو تو دوسرے یہ کہ جماعت اور اصحاب بسبب حکم پیری اور وقت ای کے اوں کا
 پارہ کرین کوئی بسبب استغفار جرم کے اور کوئی بسبب حالت منکر کے جو حد مین ہو

اور تیسرے یہ کہ سماع بین پارہ کرین اور یہہ شکل تہی اور در و صحت پر ہی ایک یہہ کہ
پٹا ہوا کپڑہ ہوا اور دوسرے یہہ کہ بغیر پٹا یعنی درست ہو تو پیٹے ہوئے کپڑے کے پہاڑ
میں دو چیزیں شرط ہیں یا اوسکو ہر سیلین اور اوسیکو ہر دیوین یا درویش دوسرے
کو دیوین اور اٹھارہ کرین یا واسطے تہرک کے پارہ پارہ کرین اور آپس میں تقسیم کرین
اور جو درست کپڑہ بغیر پیٹے ہوئے کو پہاڑتے ہیں تو ہم دیکھیں گے کہ غرض اور مراد
اوس درویش سننے والے کی کہ جسے کپڑہ ڈالا اور گرایا ہی کیا تھی اگر قوال مقصود ہے
تو قوال کو دیرینا چاہئے اور اگر جماعت مقصود ہے تو جماعت کو دینا چاہئے اور اگر بغیر
مراد اور ارادہ کے درویش نے کپڑہ ڈالا ہے تو اسکا حکم موقوف اس کے پیر و مرشد پر
ہی جیسا وہ ارشاد کرے یہ عمل میں لاوے یعنی اگر جماعت کو دلو اوے تو اوسکو پہاڑ
اور پارہ کرے اور اگر ایک کو تو یعنی بغیر پہاڑے اوسکو دیکو اور یا قوال کو تو علی بن ابی
تیس قوال مراد درویش کی ہو تو موافقت اصحاب کی شرط نہیں کیونکہ یہ جامہ نہ ساتھ
اہل کے ہوتا ہے کہ درویش نے اپنے اختیار سے دیا ہو یا ساتھ اضطرار کے تو دوسرو کو
اس میں کچھ موافقت نہیں ہے پس اگر مراد جماعت ہی یا بغیر مراد کے جدا ہوا ہے تو یہی موافقت
کرنا شرط نہیں ہے اور جبکہ موافقت کرے تو پیر کو نہ چاہئے کہ قوال کو جامع درویشوں کا
دیوے لیکن روا ہے کہ کسی محب پرانین سے فدیہ اوسکا کرین اور کپڑے ساتھ دینا
کے پیر دیوین اور تمام پہاڑین اور آپس میں تقسیم کرین اور اگر کپڑہ حالت غلبہ میں گڑا
ہی تو مشایخ رحمہ اللہ کا اس میں اختلاف ہی اکثر کہتے ہیں کہ قوال کو وہ دینا چاہئے اور پیر
قوال جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ فرمایا من قتل قتیلہ فلا
سلبہ یعنی جامہ اور لباس مقتول کا حق قاتل کا ہے اور اگر وہ کپڑہ قوال کو نہ دیا

تصہر کرے اور اوسکو ساتھ اس نیت کے نہ آزاد کرے کہ اس میں پریشانی اور بے برکتی
 بہت ہوتی ہو آزمائش کر نیو الیکو اور چاہے کہ قوال اگر خوش پڑے تو اوسکو یہ نہ کہے
 کہ تو خوش پڑتا ہو اور اگر ناخوش پڑے یا کوئی شہر ناموزون کہے کہ جس سے طبیعت کو
 پریشانی ہو تو یہ کہے کہ بہتر پڑ ہو یا اچھا کہو اور ساتھ دل کے اوسپر صورت کرے بلکہ
 قوال کو درمیان میں نہ دیکھے حوالہ ساتھ حق کے کرے اور ساتھ راستی کے سنے اور اگر
 کوئی گروہ سماع میں ہو اور اسکو اوس سے نصیب نہ تو شرط نہیں ہے کہ ساتھ اپنے صحابہ اور بیدار
 کے اویکے سکریں دیکھے اور چاہے کہ طرٹ وقت کے نیاز مند ہو اور سلطان وقت کی
 تمکین کرے تاکہ برکات اوسکی اسکو پہنچیں اور میں کہ علی بن عثمان الجلیلی الغزنوی
 ہوں یہ وہ دست رکھتا ہوں کہ مبتدیوں کو واسطے سماع کے نہ چھوڑیں تاکہ طبیعت
 انکی شوریدہ نہ ہو کہ اس میں خطر ہائے عظیم ہیں اور آنت اوسکی بڑی ہے کہ عورت چہ تو نیر سے یا
 اور کسی جگہ سے درویشوں کو دیکھیں حالت سماع انکی میں کہ اس سے سننے والوں کو حجاب
 سخت واقع ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی نوع انکے درمیان میں ہو اور بعد اسکے کہ جمال
 متصوف نے اس سبکو مذہب بنالیا ہو اور راستی کو درمیان سے اوٹھا دیا ہو اور میں
 استغفار کرتا ہوں اوس سے کہ جو چہ گزرا ہو اس قسم کی آفتوں سے اور مددگاری چاہتا
 ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ ظاہر اور باطن میرے کو آفات سے نگاہ رکھے اور وصیت کرتا
 ہوں ساتھ رعایت کرنے حقوق اس کتاب کے الخ یہاں تک تمام ہوا ترجمہ کتاب کشف المحجوب
 کا جو تحقیق سماع اور الحان اور وجد اور تواجد اور رقص وغیرہ لواحق اسکے میں ہے

واللہ الموفق

(کتاب ہدیۃ السنی ترجمہ ہدایۃ الاحی سے ہے)

باب سومان وجہ جماع اور اسکی حقیقت کے بیان میں

اسے عرض ہے میں سو فیو کو اختلاف ہو لیکن میں جو اصل جو بیان کرتا ہوں کہ دو روئے
وحد و جماع منع ہر ایک از روئے طریقت اور حقیقت کے اور دوسرا از روئے شریعت کے ہو یہ
مانندت کی از روئے طریقت اور حقیقت کے ہر وہ یہ ہر کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ
وما الخبیث الا لعب ولغو یعنی دنیا کی زندگی قویسی ایک کھیل اور بازی ہے
اور دیوانوں کی ہر اس آریہ شریف میں جو زندگی کہ بخوبی مطابق حکم خدا و رسول کے
گذرے اور سکو تو کھیل اور بازی فرمایا پس جو عمر کہ خلاف شرع اور گناہ میں گذرتا
قیاس کرنا چاہئے کہ وہ کیا ہوگی ظاہر ہے کہ بلا شک بد اور نادم ہوگی چنانچہ امام
حسرت امام اعظم رحمہ اللہ نے کہ جبکہ اجتہاد کے چرخ جان میں ہی فرماتے ہیں

فاھا شر اھا شر اھا
منعنی عفتی من ان امر اھا
لعل اللہ یرزقنی صلاھا

صرفت العمر فلهو ولعب
من خیرت ان الشمس انشی
احب الصالحین ولست منهم

تو لازم ہو کہ آدمی اپنی زندگی میں متابعت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے اقوال اور احوال اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین کی پیروی میں بسر کرے
اور جو قول اور فعل انکے خلاف ہو اور سکو شیطان جانی جانے نہ رحمانی وحد و جماع تو صریح
مخالفت انکے ہو اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفائے اور
صحابہ اور تابعین نے وحد و جماع میں کیا اور اسماء کی انکی طرف نسبت کرنا کفر ہے
فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے ناچار قص کرنا ایسا بڑا گناہ ہو کہ اسکے برابر کوئی گناہ نہیں

اے عزیز و جدا و سکو کتے ہیں کہ سالک کی واسطے ایک نیا حال ہے: ابو ترقی حالات کے ساتھ اور سماع و سکو کتے ہیں کہ اسرار الہی کے سننے سے ایک حال اور الہام ربانی پیدا ہو و جدا و سماع جہاں نے ناچنے گانے کا نام رکھ لیا ہے۔

رقص میں ہوتا اگر وصل خدا	تو یہ سب رقا ص ہوتے اولیا
راہ کاٹی ہو تری شیطان نے	جاتا ہے قہر میں نضل خدا

واضح ہو کہ جس شخص کو سیر الی اللہ اور سیر مع اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر بانہ اللہ حاصل ہو اور اس کا جسم جنبش نہیں کرتا ہی استغراق اور قوحید اور معرفت اور شاہدہ اور تجلیات میں جسم کی حرکت حرام ہو سالک کو چاہئے کہ استغراق کے وقت شرع کی قید میں مقید رہے کہ استغراق اور سکا غوب مستحکم ہو جائے چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حالت استغراق اور شاہدہ اور تجلیات میں نماز میں مشغول ہوتے تھے یا صحابہ کی نصیحت میں یا ازواج مطہرات کی صحبت میں اس واسطے کہ استغراق میں حدود اللہ کے خلاف کوئی بات نہ ہو جاوے۔

جوش میں آتا تاج دریا راز	جلد ہو جاتے تھے مشغول نماز
گاہ فرماتے ارحنا یا بلال	تا کہے تنگی نہ یہ دل پر خیال
گاہ فرماتے تھے وہ عالی مقام	یا حمیرا کچھ کر و مجھ سے کلام
دل تھا او کا ایک دریا شگرت	جوش کرتا ہے بہت دریا اثر و

اصل یہ بات ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صفات صائغ البصائر و صائغ کفی ہے دنیا میں شاہدہ اور استغراق اور تجلیات کی حالت میں کب مائل طرف خلاف حدود اللہ کے ہوئے حدیث میں آیا ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

تمام رات سر جھکائے استغراق میں رہتے تھے اور یہی رات کی وقت ایک آہ کرتے جس کو مطلق
حرکت نہیئے اس واسطے کہ اسرار محبت و ملیح نگاہ رکنا کمال محبت ہو اور حوصلہ اور جس سے
وسیع ہوتا ہو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم نے کہ ابو بکر کی بزرگی
کثرت صوم و صلوٰۃ سے نہیں ہو بلکہ جو اسرار الہی کہ ان کے دل میں ٹھہرا ہوا ہو اور وہ
اسرار علیہ محبت خدا کا باعث ہو اس کے سبب افضل ہیں کہ جو سراسر علیہ محبت خدا تو
نے پیغمبر علیہ السلام کے سینہ مبارک میں ڈالا تھا وہ سب اپنے ابو بکر کے سینہ میں ڈالا
فرمایا یہ پیغمبر خدا نے اس طرح پراور شیخ عطار رحمہ اللہ نے نظم کیا ہو اور یہی شیخ بوہار
نے فرمایا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسرار الہی سے ایسے مالا مال تھے کہ ایک روز
ایک کنواں جنگل میں تھا اس کو نوین سے ایک اسرار الہی میں سے بیان کیا تو بانی
اور کسانب نوں ہو گیا اور اسرار الہی کے سننے کی تاب نہ لایا اس بیان سے غرض یہ
ہو کہ اگر رقص و وجد سے اسرار الہی منکشف ہوتے تو یہ حضرت ضرور رقص و وجد فرما
سکوت و ضبط نفرماتے شیخ نجم الدین رازی نے مرصاد العباد میں یہ مضمون فرمایا ہے
اگر کسی بزرگ سے جسم کی حرکت ظاہر ہوئی تو ابتداء حال میں ہوئی نہ انتہا میں
جیسے آدمی کے تین حال ہوتے ہیں طفلی جوانی پیری ایسے ہی سالک کے ہوتے ہیں
ابتداء وسط انتہا اگر کسی سے ابتداء یا وسط میں حرکت جسم کی خلاف شرع ظاہر ہو
ہوئی ہو اس کا کیا اعتبار اس واسطے کہ وہ حکم طفل کا رکنا ہو کسی بالغ طریقت اور
مستی سے حرکت مخالف احوال حضرت رسالت پناہ اور خلفاء راشدین کے نہیں ہونے
مستند ہی اور متوسط تو مانند آب و دریا کے جوش و خروش کرتے ہیں بوجہ حب من
عرف اللہ طاکال لسانہ اور مستی سالک خموش رہتے ہیں موافق من عرف اللہ

کل لسانہ کے اوکو جسم کی حرکت نہیں ہوتی ہوا اپنے آپ میں مستغرق ہو کے گونا گوں
 اسرار پاتے ہیں **نقل** ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن نوری ایسے اپنے آپ میں مستغرق ہوئے
 تھے کہ بال تک جنبش نہ کرتا تھا کسی نے پوچھا کہ یہ کس سے سیکھا فرمایا کہ بتی سے کہا کہ سطر
 فرمایا کہ بتی چوبیس کی واسطے ایسی بیٹھتی ہو کہ اپنے ظاہر اور باطن کو واسطوں بالکل مجموع
 کرتی ہو اور حرکت جسم کی نہیں رہتی ہو اور اپنے آپ کو فراموش کرتی ہو اے صوفیان
 ناقص الحال بتی سے تو کم ہونا نہ چاہئے اپنے آپ میں ایسے فرو ہو جاؤ کہ ظاہر باطن کو
 فراموش کرو اور اپنے حجرہ دل کی پاس پانی میں رہو اور جو اسرار آئی ہو اسکو مخفی
 رکھو کہ افشاء راز کفر ہے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے افشاء
 الہیہ بوجہ کفر **نقل** ہے کہ ایک روز حضرت رابعہ بصری کے پاس ایک صوفی
 بیٹھا تھا اور رابعہ توحید کا اور حجاب کا بیان فرماتی تھیں صوفی رونے لگا حضرت
 رابعہ نے منع کیا کہ اے صوفی اگر یہ قطرہ اشک کے تیرے دلمین رستے تو دریا ہو جاتا
 اب ضائع ہو گئے اور کچھ مفید نہوئے ایک شخص نے حضرت رابعہ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت
 کرو کہنا کہ جو تیرے دلمین ہر حالات اور واقعات سے اسکو باہر نہ لاؤ اور جو کچھ تیرے
 باہر ہے معاش کی تنگی وغیرہ کا غم و فکر اسکو دخل نہ دے **نقل** ہے کہ ایک مرد نے بشر
 حافی سے وصیت چاہی فرمایا کہ محبت خدا تعالیٰ کی حاصل کر اس واسطے کہ آدمی کی زندگی
 محبت سے ہی اوس آدمی نے پھر کہا کہ اس سے اور کچھ زیادہ فرماؤ شیخ نے فرمایا کہ جب
 محبت خدا تعالیٰ کی حاصل کی تو نے تو اسکو ایسا پوشیدہ رکھ کہ کسی مخلوق کو خبر
 نہو پھر اسنے کہا کہ اور کچھ زیادہ فرماؤ شیخ نے فرمایا کہ اس طرح خدا کی محبت کو یہاں
 رکھ کہ گو یا حق تعالیٰ کو بھی خبر نہو یہ مبالغہ شیخ کا تاکید تھا کہ محبت کے اخفا میں

کہ تجلیات اور شاہدہ اور قرب ہی ظاہر ہوگا الحاصل اول سے آخر تک مشق کو ختم
 نیستی کی زمین میں پوشیدہ اور اسکی بیخ کو قواعد شریعت میں محکم کنسا لک کر واسطے
 فرض ہے تم جعلناک علی شریعت من الامل فاتبعها ولا تتبع اهلواء الذین لا یعلمون
 سے یہی مراد ہے کہ اگر صوفیہ کا احوال ابتدا اور واسطہ اور انتہا کا شرح بیان
 کیا جاوے تو کتاب دراز ہوتی ہے عارف کامل خود معلوم کر لیا جائے اور مختصر یہ ہے کہ
 صاحبان حال کے دو طائفہ ہیں ایک صاحب تکمیل اور ایک صاحب تلویں صاحب
 تکمیل کو جب قدر استغراق اور توحید اور معرفت اور عشق اور حالت زیادہ ہو
 اور سیدر ہوش اور عقل زیادہ تر ہوتی ہے اور کوئی قول اور فعل خلاف شرع
 نہیں ہوتا ہی انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین رضوان
 تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی حال تھا خواجہ محمد یار سار محمد اللہ نے اپنے رسالہ قدسیہ
 میں فرمایا ہے کہ اس مرتبہ بے صفتی کا کمال جناب رسالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ و
 اصحابہ وسلم کو ہے اور جلیلہ انبیاء علیہم السلام علی قدر مراتب اسی خرمین کے خوشہ چین ہیں
 اور آپ ہی کی مدد سے انکے درجات کی ترقی ہے اور مقام محمود کہ آپ کے واسطے
 مخصوص ہے اس مرتبہ کا کمال ہے اور اس مرتبہ بے صفتی کی خاصیتوں میں سے ایک یہ
 ہے کہ اس مرتبہ والے کو تکمیل و قرار ہوتا ہے اضطراب و اضطراب نہیں ہوتا اصحاب تلویں
 کے کہ مقام تکمیل سے نیچے کا درجہ ہے یہی دو طائفہ ہیں ایک اصحاب صحو ایک اصحاب سکر
 اصحاب صحو کو اجتہاد و معرفت اور علم الہی میں کبھی خطا ہی واقع ہو جاتی ہے اور وہ
 خطا عذر تقصیر سے حق تعالیٰ معاف فرماتا ہے اور شرف الہام سے مشرف ہوتے ہیں
 اور خطا کو خطا اور صواب کو صواب جانتے ہیں اور انوار کے رنگوں کی طین نائل

رہتے ہیں اور نور نار میں تمیز نہیں کر سکتے ہیں بے الہام حق تعالیٰ کے کہ نور تجلیات
 رحمانی ہو اور نار تجلیات شیطانی جیسے الہام اور وسوسہ قریب قریب ہیں ساکنین
 نے فرمایا ہے کہ اصحاب تکین کیواسطے مشاہدہ ذات کا ہونا ہی اسواسطے و و آرام ہوگا
 میں ہیں اور اصحاب تلوین کیواسطے مشاہدہ صفات کا ہونا ہی اور صفات حق تعالیٰ
 کے مختلف ہیں اسواسطے ان کے احوال بھی مختلف ہوتے ہیں اور اپنے مال میں منظر
 ہوتے ہیں اسواسطے کہ متوسط ہیں ابھی متنی نہیں ہوئے ہیں اور اگر ان سے کوئی بات
 خلاف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحاب وسلم اور خلفاء راشدین کے
 ظہور میں آئے اور اسکا اعتبار نہیں اور ان کے مشاہدہ کا حال مفتاح القلوب میں
 ذکر کی فصل میں مرقوم ہے اصحاب سکر کے بھی دو حال ہیں ایک حالت رحمانی اور
 ایک حالت شیطانی حالت رحمانی وہ ہے کہ استغراق کے حال میں اس کی گہری
 فعل ظاہر ہوتا ہے کہ عوام الناس کے نزدیک کفر ہوتا ہے چنانچہ حضرت بابر بیہامی قدس سرہ
 سے سبحانی جہا اعظم شکانی ظاہر ہوا کیفیت اس طرح پر تھی کہ حضرت بابر نے یہ کیواسطے
 ایک ایسی حالت پیدا ہوتی تھی کہ اسوقت وہ زمین میں حجرہ کے برابر ہو جاتے تھے
 اور آپ سبحانی جہا اعظم شکانی فرماتے تھے جب ہوش میں آتے تھے تو بہت بڑا اصلی
 ہو جاتے تھے فریدون نے شیخ سے اسہان کا اظہار کیا شیخ نے فرمایا کہ جسوقت میری زبان
 سے ایسا کلام نکلے تو مجھ کو قتل کرنا ورنہ میرا گناہ تمہاری گردن پر ہی جسوقت شیخ کا ہر وہی
 حال ہوا میری زبان نے تلوار میں چھریاں مارنا شروع کیا شیخ پر کچھ اثر نہ ہوا جب شیخ
 ہوش میں آئے مریبون نے حقیقت حال بیان کی شیخ نے فرمایا کہ اگر اسوقت مجھ کو اور
 تو البتہ مجھ پر اثر کر گیا کہ اسوقت میں بابر نہ ہوں اور اسوقت میں تمہارا وہی کوئی

کہنے والا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی واسطے ابتداء نبوت
 میں درخت سے راہی اَنَا اللہ رَبُّ الْعَالَمِینَ ظاہر ہوا اگر بایں یہ سے سبحانی ما اعظم
 شافی ظاہر ہوا کیا عجیب اور یہ حال ابتداء میں تھا اوسکا کیا اعتبار کہ مبتدی مانند
 طفل کے ہی طفل سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں اگر مبتدی اور متوسط سے ایسا
 حال ظاہر ہو کہ تلوار کی ضرب اوپر اثر نہ کرے تو معذور ہی لیکن ناقص ہی ابھی منتہی نہیں
 ہوا سوال یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ حال ابتداء کا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ علی
 نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء نبوت میں درخت سے انوار دیکھتے تھے اور آخر نبوت
 میں جب رب امر فی انظر الیہ کماتو حکم ہوا لن ترانی اتم اصل ابتداء اور اوسط
 میں ایسے حالات ہوتے ہیں اور ابتداء کا حال بیان سے باہر ہی کوئی منتہی خلاف شرع
 نہیں ہوتا مان حالت استغراق شیطانی میں کوئی قول اور فعل اوس سے مخالف شرع
 یا کمویا لغو وقوع میں آتا ہی اور ان دونوں حالتوں کے نشان بہت ہیں یہاں
 کچھ بیان کئے جاتے ہیں کہ حالت شیطانی میں ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ وہ
 دال ہوتی ہیں ملحدی پر اور حالت رحمانی میں عذر تقصیر اور ندامت گناہوں کی
 اویستی اور حلم اور تواضع پیدا ہوتی ہو اور حالت شیطانی میں عجب اور غرور اور
 ریا اور حسد پیدا ہوتا ہی اور نفس کی خواہشوں میں مبتلا اور تنقید رہتا ہی حالت
 رحمانی میں ہی تعالے اوسکا نگہبان اور محافظ ہوتا ہی اوس سے کوئی بات خلاف
 شرع استغراق اور غیر استغراق میں ظاہر نہیں ہوتی بہو جب اذا امر اللہ لبعبد
 غیر الذین صوّفہ ذنب چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے معاملہ میں نگاہ
 رکھتا ہی تعالے فرماتا ہو وَهَآءُ اَبْرَءُ نَفْسِیْ اِنَّ النّٰفِثَ لَمَّا رَاَ کَ بِالْاَسْوَعِ

الَا مَا تَرَىٰ حَيْثُ تَرَىٰ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ اے عزیز سالک کو استغراق سے چارہ نہیں ہوا اور وہ دو حال سے خالی نہیں ہر یا غلبہ شوق سے یا مشاہدہ اگر شوق کیوجہ سے تو یہ مبتدعی کا حال ہو نہ مفتی کا چنانچہ ایک بزرگ سے پوچھا کہ تمکو شوق ہر کہا نہیں کہا کیونکہ شوق نشان دوری کا ہے اور میں مشاہدہ میں ہوں چکو وصل کہتے ہیں اوس مقام میں شوق حجاب ہوتا ہے اور سالک کیواسطے معرفت اور علم الہی کے عشق اور شوق سے ذات باری میں وہم و خیال باطل ہو جاتے ہیں چنانچہ کہ مخالف شرع نہو کہ علم الہی حاصل ہو اگر استغراق مشاہدہ کی وجہ سے ہی تو سالک کے واسطے بے حکم الہی کے حرکات و سکنات حرام ہے اور خلاف امر کفر ہے

عشق میں ہر جس کی کو زندگی کفر ہے اور شوق کو جہنم کی

چنانچہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ استغراق اور مشاہدہ میں رہتے تھے اور ذرہ برابر خلاف امر حق نہیں کرتے تھے اور ظاہر و باطن میں اس کے شوق اور محاسبہ اور مراقبہ میں ہوتے تھے تنقی نہ ہے کہ مراقبہ دو طرح پر ہے ایک مراقبہ موقت اور ایک مراقبہ دائمی ہر مراقبہ موقت وہ ہے کہ سالک اپنے آپ میں فرو ہو جاتا ہے اور اذکار الہی حاصل کرے اور مراقبہ دائمی وہ ہے کہ تمام حرکات و سکنات میں خدا تعالیٰ کی رضا ملحوظ رکھے جس کام میں رضا سے حق ہو وہ کرے اور جس میں نہ ہو نہ کرے چنانچہ ہر پیش قدمی پر ہر عمل کو کل خیر نہ ہنک مغفور سو کے الاعراض عنی وکل فعل منک معیوب سوا اللہ تعالیٰ شہوی اے عزیز حق تعالیٰ کی طرف سے جو مراقبہ پر وہ ہی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اس تعالیٰ آدمی کو نگاہ رکتا ہی فنا کے تفرق سے موافق مضمون اس آیہ کریمہ کے وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّشِيقًا دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ دیکھتا رہتا ہے بندے کے اوس

فصل کو جبکا امر ہو اور نبی جو نبی امر چھوٹنے نہ پاوے اور نبی کرنے نہ پاوے پر مراقبہ
 بندہ کی طرف سے تین طرح پر ہو اول یہ کہ آدمی ہر وقت اس بات کا ملاحظہ رکھے کہ
 اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے اعمال کا حاضر ناظر ہو اور اس کا شرف صفت حیات ہی کہ بندہ کو حاصل
 ہوتی ہو اس مراقبہ کا نام مراقبۃ المراقبہ ہو دوسرے یہ کہ آدمی اپنے قوائے ظاہری و باطنی
 حسنی و عقلی کی محافظت کرے اور جس چیز کی واسطے وہ پیدا کیا گیا ہو اس کی طرف مہر و
 ہو وے تیسرے یہ کہ اس طرح و لگو غیر سے نگاہ رکھے کہ سوا حق تعالیٰ کے اس کے ولیں
 ہرگز کوئی راہ نیلے اصل غرض مراقبہ سے یہی ہے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس
 سرہ فرماتے ہیں اگر کوئی بندگی کا مزہ پائے اور وہ مزہ اس کا مطلوب ہو جائے تو وہ
 اس کا عابد ہی حق کا عابد نہیں ہے اگر کسی کو فوق اور حالت اور یقین اور معرفت اور
 کشف و کرامت حاصل ہو اور وہ اس کا مطلوب ہو تو وہی اس کا عابد ہی نہ عابد ہی کا
 شیخ الشیوخ شہاب الدین سرور دوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص واسطے
 حصول کشف و کرامت و خوارق وادانت کے بندگی کرے اور اس کو حاصل کر لے تو اوپر
 دنیا میں مزدوری پائی آخرت میں بے نصیب رہیگا اسے عزیز اگر دو نوں جہان
 کی قدرت اور معلومات اور مفہومات اور جمیع انبیاء اور اولیاء کے عرفان خدا تعالیٰ
 تجھ کو دے ہرگز راضی نہ ہو جو اس واسطے کہ کام اسکے سوا کچھ نہ مقدرت بایں دیستاری
 قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر فرضاً قدس جبریل اور صوۃ آدم اور خلعت ابراہیم اور شوق
 موسیٰ اور طہارت عیسیٰ اور محبت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و
 حلیم اجمعین اور مقام جمیع انبیاء کے تجھ کو دین ہرگز راضی نہ ہو اور رحمت اور حوصلہ
 بڑے رکھ اس واسطے کہ کار اس سے برتر ہو اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو کہ وہی چیز

تیرا حجاب جو بی اسواستے کہ یہ مقام وسیلہ مطلوب کا جو نہ عین مطلوب اور ظاہر
 کہ وسیلہ مطلوب کو عین مطلوب چاہتا خود محبوبی جو انفسان کرنا چاہئے کہ جب ان
 کی طرف متوجہ ہونا اور انکا حاصل کرنا کہ یہ چیزیں مقام انبیاء اور اولیاء کی ہیں
 حالت روحانی اور روحانی ہیں محبوبیت تیسری تو حالت شیطانی کے حاصل کرنے اور
 متوجہ ہونے کا کیا حال ہوگا پس سالک کو خاتم النبیین اور خلفاء راشدین اور
 تابعین کی متابعت میں طریقت کی راہ چلنا چاہئے کہ شیطانی راہ کی نہایت ناکام
 اور حیرانی اور غرور اور تعصیب اور پشیمانی ہو چنانچہ امیر کبیر حضرت سید علی بہدائی قدس سرہ
 فرماتے ہیں کہ سالک اپنی ہمت کو ایسا بلند رکھے کہ سوا خدا کے کسی کو اپنا مطلوب نہ
 محبوب نہ سمجھے اور کسی کی طرف گوشہ نظر سے ہی نہ دیکھے اگر فرضاً جمیع انبیاء کے مقام آ
 رو برو کرین اور سطرنگ گاہ نکرے اور حق تعالیٰ کو چھوڑ کے اوپر مشغول ہو کہ
 حجاب ہو جائیگا خوش فرما گئے ہیں یہ امر ار حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

جب آیا ز خاص کو با عروجاہ	ویدیا محمود نے تخت و کلاہ
اور کہا تیرا ہی سب خیل چشم	کہ بلند اپنی حکومت کا علم
چاہتا ہوں میں کہ تو شاہی کر	اپنا تابع نہ سے تا ما ہی کرے
دیکھ کے حیران رہی ساری سپاہ	آنکھ میں بجی ہوا عالم سیاہ
کہتے تھے آپس میں اللہ سے غلام	یہ تیری عزت یہ تیرا احترام
لیکن اوس ساعت آیا ز ہوشیار	رو رہا تھا اپنے اوپر زار زار
عجب یہ کہتے تھے کہ تو دیوانہ ہی	کیون تو اتنا عقل سے بیگانہ ہی
بادشاہ ہی تو نے پائی اسے غلام	پہر یہ رونا کس لئے ہوشاد کا

روکے یوں بولا یا ایا با صفا	راز یہ تمہرے نہیں ہرگز گستا
دور جھکوڑا لٹا ہے بادشاہ	قرب سے اپنے یہ دیکر عروجاہ
ہو کے میں مشغول با فوج و سپاہ	دور پڑ جاؤں ز قرب بادشاہ
حکم میں میرے اگر ہو وے جہان	میں نہونگا دور شد سے ایک آن
حکم کا تابع رہونگا روز و شب	لیکن اوس سے میں جدا ہوتا ہوں
جھکو کب یہ کرو فرور کار ہے	جھکو کافی شاہ کا دیدار ہے
ہے اگر تو طالب حق با نیاز	بندگی کر جیسے کرتا تھا ایا ز
اے دروغا تو نہیں ہر مرد راہ	کسکو سمجھائیں بتائیں کس راہ

دوسری وجہ منع ہونے وجد و سماع کی از روئے شریعت کے یہ ہے کہ شرح مقاصد میں مذکور ہے کہ حلال اور خفیف جاننا اوس گناہ کا جو قطع دلیل سے ثابت ہو کفر و صلوٰۃ مسعودی میں مذکور ہے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ بزدہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا ہے لیکن گناہ کو ہلکا اور سبک جاننے سے کافر ہو جاتا ہے اور گناہ کے حلال جاننے کا کیا حال ہو گا ایعزیز جو لوگ کہ فقیر کہلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کا دم بہرتے ہیں اور راگ اور باجے سنتے ہیں تو یہ فرما لیں کہ کس سے سنائی کہ درویشان اہل صفہ کا یہ حال تھا اور یہ افعال تھے شاید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وقت میں یہ عشق و محبت نہ تھا ہاں یہ بات ہے کہ جسکی شیطان راہ مارتا ہے اوسکا یہ حال ہوتا ہے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ جس نے راگ کو حلال جانا وہ منافق اور ملعون ہے اسوا سنے کہ راگ کیل ہے اور کیل حلال نہیں اور فرمایا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ جس نے راگ کو حلال کہا وہ چاروں مذہب سے الگ ہو گیا فرمایا امام مالک رحمہ اللہ نے

کہ جسے راگ کو حلال کہا وہ منافق ہے سب اس کے نزدیک اس واسطے کہ وہ راگ کہیل ہے
 اور سب کہیل حرام ہیں فرمایا امام خمین نے جو شخص راگ کو حلال کہے وہ کافر ہے
 اس واسطے کہ اس نے بیکار کر دیا حکم شریعت کو اور جو بیکار کر دے حکم شریعت کو وہ مؤمن
 نہیں ہوتا سب مجتہدین کے نزدیک اور نہ قبول ہوگی بندگی اور سب جاویدگی
 بسلامت ان اور طلاق ہو جائیگی عورت اور فرمایا امام یوسف رحمہ اللہ
 نے جسے کہا راگ حلال ہے تو وہ کافر ہے اس واسطے کہ راگ شیطان کا کام ہے اللہ تعالیٰ کے
 فرمانے کے بموجب قالوا اجعلتنا بالحق ام انت من اللامعین یہ سب اقوال تفسیر حلالی
 سے منقول ہیں اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کل طریقہ
 راد تھا الشریعة فهو من رداقة فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن یتبع عذرا لا سلام فیہ
 فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے لو رايت
 رجلاً یمشی فی البحر ویطیر فی الهواء یتذکر فرضاً من فرائض اللہ وسنة
 من سنن رسول اللہ فهو ملعون یعنی اگر تو دیکھے کسی آدمی کو کہ پانی پر
 جاتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے اور ایک فرض خدا تعالیٰ کے فرضوں میں سے اور ایک
 سنت رسول کی سنتوں میں سے ترک کرتا ہے وہ ملعون کیا گیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے ومن یعص اللہ ورسوله فان له کما یرید من غیر ما لہ فیما ابدانہ فکل
 ہے کہ شمس الائمہ حلوالی سے پوچھا کہ جو راگ سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا خدا تعالیٰ
 کے پاس مرتبہ اور قدر ہے سچ کہتے ہیں کہ جو شہداء و انھوں نے یہ آیہ پڑھی انھوں نے
 علی اللہ کذباً ام باہجۃ نقل ہے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ سے
 پوچھا کہ آپ سے استغراق توحید و معرفت کے حال میں کیوں نہیں حرکت و جدی ظاہر

میں آئی ہو آپس یہ آہ پڑھی و تری الجبال تحسبوا جاحدة وھی قمر الحساب
 یعنی تو دیکھو کیا قیامت کے دن پہاڑ و نکو جانے گا کہ اپنی جگہ پر کھڑے ہیں اور حال
 یہ کہ وہ تو مانند ابر کے نہایت تیزی اور سرعت سے چلتے ہیں کہ انکی چال اور
 حرکت مظلوم نہیں ہوتی ہو یعنی انکے باطن میں ایسی حرکت ہی کہ دونوں جہان سے
 سوا ہر شخص س نہیں ہوتی ہو اور حرکت جسمانی حرکت مذموم ہی مقرر جم کتابی کہ اس
 باب اور اس کے اگلے باب میں اور جہان کہیں اس کتاب میں لوگوں کی طرف کفر کی
 نسبت کی ہو و سکو دیکھ کے کسی خاص سلمان کو جس سے یہ کام سرزد ہوتے ہیں اور
 یوں جہت پٹ کافر کہنا نہ چاہئے جب تک اسکی زبان سے کسی قطعی حرام کا حلال
 جاننا یا قطعی حلال کا حرام جاننا نہ ثابت ہو تو یہ امر موقوف نیت پر ہی اور ذکا فعل ہے
 اسکا عالم حلال الغیوب ہے جسکو چاروں اماموں نے حرام یا حلال کہا اسکے خلاف
 عقیدہ رکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہو اور جو امر اختلافی حرام ہو اسکے حلال جاننے سے
 گنہگار ہو تا ہو کافر نہیں ہوتا کفر کی نسبت بڑی سخت چیز ہے اگر وہ شخص کافر ہو تو یہ
 کہنے والا کافر ہو جاتا ہو اور یہ وجہ و سماع کا مسئلہ ایسا ہے کہ اسکی بعض قسم البتہ حرام ہے
 اور بعض اختلافی حرام اور بعض مباح ہو اسکو نہ مطلق حرام سمجھنا چاہئے نہ مطلق حلال
 سو وجہ کا حال یہ ہی ہو کہ بناوٹ اور تکلف سے وجہ کرنا دنیا کیواسطے ریاکی راہ
 حرام ہو اور جو بے اختیاری سے اللہ کے شوق میں ہوا سمن معذور ہو عوارف المعاد
 حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی میں اور احیاء العلوم حضرت امام محمد غزالی میں
 اسکی تفصیل موجود ہے توڑی سی یہاں پر لکھی جاتی ہو جو جاننا چاہئے کہ بیان چار چیزیں
 ہیں با جا راگ راگ گانیوالا اور سننے والا سو خالی با جاتا را کا ہو تا ہی یا نہ کا یا نہ

جیسے نقارہ بغیر راگ کے سب حرام ہو مگر دن اور تالی بجانا کہ امام شافعی کے یہاں نہایت
 ہو سو عوارن میں ہو کہ اسکا ترک بھی اولے ہو اور احتیاطہ ستر ہو کہ خلافت میں نہ پڑے
 اور لڑائی میں نقارہ بجانا مباح ہو اور راگ حسین کوئی باجا ہو اون باجون میں
 سے جنگا بجانا حرام ہو اور گانوالا عورت جو ان یا امر ہو اور ایسے اشعار اور غزلیں
 ٹھمری ٹپہ خیال وغیرہ ہوں جن میں زلف و خال و خط کا ذکر ہو تہہ سب کے نزدیک حرام ہے
 اسی کو فقہ میں کہا کہ حرام ہو اور اسکی لذت لینا کہ حرمت کی تلخی دل سے جاتی رہے
 کفر ہو اور حسین باجا حرام ہو اور کوئی چیز ممنوعات شرعی سے منودہ بھی حرام ہے
 اس واسطے کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہو کہ جس چیز میں حرام و حلال جمع ہوں تو حرام کو
 ترجیح دیکر اس چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں اور حسین کوئی باجا نہ ہو اور اسٹہ جل شانہ کی
 حمد یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب و سلم کی مباح نعت اور دین کی باتوں کی تہ
 ہو اور اسکو عید یا شادی وغیرہ یا اور وقت کہیں کہیں سن لیتا مباح ہو اور اسکو بھی احیا میں
 لکھا ہو کہ عادت نکرے اور اپنے اوقات اکثر اہمین صہن نکرے نہیں تو سفیاء و مردود و
 شیرجیا و بگا جسکو فقہ میں لکھا ہو کہ جو راگ کی عادت کرے اور مکی گواہی درست نہیں۔
 اس واسطے کہ لہو کا کام بار بار کرنا گناہ ہے اور جیسے مغیبرہ گناہ
 اصرار ہے کبیرہ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض مباح کام اصرار سے معفیہ ہو جاتے ہیں اور
 جس آگ میں ہجو و وصل کے مضمون ہوں اور سننے والا عام آدمی ہو کہ اسکو دنیا
 کے معشوقوں کی طرف لیجائے وہ بھی حرام ہو عوارن میں لکھا ہو کہ جو راگ شہوت نفس
 کی راہ سے سننا جاوے وہ حرام ہو اور جو میل طور پر سننا جاوے اپنی عورت یا شرعی
 باندھی سے وہ مشتبہ ہو کہ لہو میں داخل ہو گیا اور جو مشاہدہ حقانی کی راہ سننا جاوے

کہ اوسکو اللہ کی طرف لیجاوے وہ مباح ہی یہ حکم شریعت کی رستہ راگ کا ہے اور صوفیہ کرام
 نے کہ اپنے نفس کی بیماری کے حکیم ہیں نہایت احتیاط کر کے اور شرطیں مقرر کی ہیں کہ سننے
 والا ایسا ہو کہ اوسکو سوا خدا کے اور طرف خیال نہ جاتا ہو اور ہو کا ہو تو کما نا نہ کما وے
 اور راگ سننے اور نہ اہلوسن مجلس خالی ہو اور خلوت ہو کہ غیر کو اس میں دخل نہ ہو اور سوا اسکے
 شرطیں ہیں کہ اپنی جگہ پر نہ کورین ایک دن بیٹھے سید صفہ حسین صاحب سے کہ حضرت سرور
 چشتی رحمہ اللہ کی اولاد سے سرہند اور دہلی کے رہنے والے ہیں پوچھا کہ آپ چشتی ہیں تو
 راگ نہیں سنتے ہیں فرمایا اگر میں چشتی ہوتا اور تصوف میں قدم نہ کرتا ہوتا تو مباح راگ لیتا
 اب میں صوفی کہلاتا ہوں اور صوفیوں نے جو راگ سننے میں قیدیں لگائی ہیں سو مجھ میں
 پائی نہیں جاتی ہیں کیونکہ سنون عوارف میں ہے کہ راگ کوئی چیز نئی دلیں نہیں پیدا کرتا
 ہی بلکہ جو بات دلیں ہوتی ہے اوسکو بڑھا دیتا ہے سواہل اللہ کو محبت رحمانی اور اہل ہوا کو
 شہوت شیطانی زیادہ کرتا ہے اس واسطے فقہانے کہ حکیم ہیں نا اہلوسن کی کثرت اور اہلوسن کی
 قلت اور دعویٰ والے بہت اور حقیقت والے کم بلکہ معدوم دیکھ کر مطلقا راگ کی حرمت کا
 حکم دیا اور سننے کی دلیلوں کو مستحکم کیا اس صورت میں ہر قسم کے راگ سے ہر قسم کے آدمی
 کو احتیاط ہی مناسب ہے اور جو اسکا اہل ہو اور شوق الہی بڑھا نا اور قبض کو کھانا منظور
 ہو تو سب شرطوں کے ساتھ تنہائی میں اخوان و مکان و زمان کا لحاظ کر کے ایسا
 سنے کہ کسی کو غیر نہوا اور جوٹے لوگوں کو سچوں کی تقلید اور دعویٰ کی سند نہ ملے اور
 اپنے آپ میں اپنے اہل و نااہل ہونے کو خوب سمجھ لے اور شیطان کے دہوکے میں نہ آوے
 اور بطور دوا کے کبھی کبھی سننے عادت اور پیشہ نہ کرے اور جو کوئی راگ کے منع میں گفتگو
 کرے تو مناسب وقت یہ ہے کہ ساکت ہو جاوے اوسکے رو کی فکر میں نہ پڑے کہ اہل

کو سند لے اور تابعین کو بھی چاہئے کہ جہاں ایسا راگ شٹا معلوم کریں تو سننے والے کو
 نسبت کفر اور ارتکاب حرام قطعی کی نگرین اس واسطے کہ جیسا حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے
 ویسا ہی حلال کو حرام جاننا غرض دونوں طرف تکلیفیت چاہے اور احتیاط نفسانیت سے
 اللہ تعالیٰ بچائے کیا اچھی بات فرمائی خواجہ بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ نے کہ نہ انکار
 میکنم نہ انکار میکنم یعنی جو راگ مباح ہو اسکا میں انکار بھی نہیں کرتا اور میں مستجابی
 نہیں اس واسطے کہ مجھ کو حاجت نہیں سبب یہ کہ نقشبندیوں کے یہاں اور علاج بغض کچھ
 اور شوق بڑھانے کے ہیں تراگ کی ضرورت نہیں واللہ اعلم ومنتہی قول المترم اور بعض علما
 کا قول ہے کہ ناچنے والی کی مقعد میں شیطان اڑنگی کرتا ہو اور ٹپاتا ہو اور شرم او کی جاتی
 رہتی ہو مطلقہ میں کہا ہے کہ نہیں جائز ہے ناچنا صوفی کا جسوقت ناچتا ہو صوفی تو ناچنے
 لگتا ہو اس کے ساتھ شیطان وابستہ اور بائیں طرف آکر کر دیتا ہو اڑنگی اپنی اس کے
 دہر میں اور یہ ناچ ہے جسے نقصان کر دیا ایمان اور عرفان کا یہ رقص اور حال لانا
 پہلے پہلے سامری کے تابعین نے کیا تھا جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَالتَّجِدُّ قَوْمٌ مَّوَسٰی**
مِنْ بَعْدِهِ فَمِنْ تَحْتِهِمْ عَجَلًا جَسَدًا اَلَّذِیْ هُوَ اَرۡسٰی بَنٰی قَوْمَ مَوسٰی نَیۡبِیۡجِیۡ اس کے
 اپنے زیور وں سے ایک بچہ نکلا کہ وہ ایک دیر تھا جو میں چلانا گامے کا سوا اس کے سامنے سب
 کرے ہو کر ناچتے اور وجد کرتے تھے تو یہ طریقہ کافر کا ٹھیرا جیسا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ **الرَّقَصُ اَتَمُّ کِبَرٍ لَا یَقَاسُ بِہٖ اَتَمُّ** اور یہ اس لئے فرمایا کہ راگ
 اور گانا حرام ہے بالاتفاق فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من صلی
خَلْفَ مَبْنٰیۃٍ فَقَدْ هَدَمَ الْاِسْلَامَ فقہانے کہا ایسے شخص کے حال میں کہ وہ
 اویسی قوم میں کا ہے جو مشہور ہو ناچنے اور تالیان بجانے میں تو نہیں جائز ہے اس کے پیچھے

نماز پڑھنا یا اوکو نام بنانا اور اگر نادانہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لے تو نماز کا اعادہ کر لے غریب الفوائد میں لکھا ہے کہ نماز ہر ٹیک کا راور بدکار کے پیچھے روا ہی بشرطیکہ گناہ کو گناہ جانے اور جو شخص گناہ کو حلال سمجھ لے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اسکے پیچھے روانہ نہیں اگر سہو پڑھ لے تو اس کا بہرہ لینا ضروری ہے چنانچہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ ایک قوم کہتی ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بشارت لائے کہ تمہاری امت کے فقیر اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں داخل ہونگے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس مجمع میں کوئی ہے کہ شعر عربی زبان میں پڑھے ایک اعرابی نے یہ دو شعر پڑھے قطعہ

قد لست حیۃ الہوی کبدی	فلا طبیب لہا ولا راقی
الا الحبيب الذی شففت بہ	فخذناہ مرا قیدی و قریاقی

اس کا ترجمہ نظم اردو میں یہ ہے قطعہ

وہا ہے مار محبت نے یہ جگر میرا	طبیب بیگی سے خالی ہے جسکے سب آفاق
مگر وہ دوست کہ جگر فریفتہ ہوں میں	اوس کے پاس ہے افسون میرا وہی تریاق

یہ سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وجد میں آئے یہاں تک کہ چادر مبارک پیغمبر علیہ السلام کے دوش مبارک سے جدا ہو گئی رسول اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس چادر مبارک کو چار سو ٹکڑے کر کے صحابہ کو تقسیم کر دئے پھر حضرت معاویہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا خوب بازی ہے یہ حدیث راویان حدیث کے نزدیک صحیح نہیں موضوع ہوا اور یہ سب انتہائی اور ایسی حدیث کی نسبت سرور کائنات اور صحابہ کی طرف کرنا کفر ہے اور اگر بالفرض

صحیح بھی جو تو ہم کہتے ہیں کہ ابتداء نبوت میں شراب کا پینا بھی تو سبوح تھا بعد اسکے حرام ہوا
 شراب بھی پینا چاہئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے ایک روز مناویٰ تشریف لائے
 کہ جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گا اس کی واسطے بشت
 واجب ہو جاوے گی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اور منافق منع کئے گی
 آئی اور جنگ صفین میں عصر کی نماز خدا تعالیٰ کے حکم سے معاف ہو گئی تھی ہم بھی عصر کی
 نماز نہ پڑھیں ایسے ہی ابتداء نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور منافق منع کئے گی
 اور مکہ منسوخ ہو گیا حالانکہ تمام قرآن مجید حق پر تھے مانا کہ بزرگوار اس قوم کے حضرت
 سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام عمر میں ایک مرتبہ وجہ کیا اور بڑھتی ہوئی ہو کر
 ہیں تو معلوم ہوا کہ انکے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے حالات
 سے زیادہ ہیں واضح ہو کہ اگر یہ احوال غلبہ استغراق محبت و عشق سے ہو تو جو کچھ عشق
 و محبت کہ بے معرفت اور علم اللہ کے جو اس میں خیال باطل اور اوہام فاسد پیدا ہوتے
 ہیں اور غلبہ محبت و عشق میں بے اختیاری نقصان طریقت ہی اس واسطے کہ یہ ابتدا
 کا حال جو اگرچہ عشق روحانی ہو اور اگر عشق شیطانی ہے تو ان میں بے اختیاری و بافتیاری
 دونوں برابر ہیں اس واسطے کہ عشق روحانی میں عشق کا پوشیدہ رکنا فرض ہو جو جب
 من عشق و کتم و عفو و مات فہو شہید کے پیمانہ رکھنے سے معرفت اور علم
 الہی تعالیٰ اور مشاہدہ اور تجلیات حاصل ہوتے ہیں اور اگر یہ احوال غلبہ مشاہدہ
 ہیں تو مشاہدہ میں جسم کی حرکت حرام ہے اور صاحب تمکین کو جسم کی حرکت نہیں ہوتی
 و تری الجبال تحسبہا جامة الخ سے یہی مراد ہے اور صاحب تلوین کو کہ یہ مقام
 تمکین سے نیچے درجے کا ہے جو تحمل کرنا فرض ہے کہ اس کی برکت سے مقام تمکین کو پہنچے جو

مقام ستیقام انبیا علیہم السلام کا ہی اگر کوئی کہے کہ مقام انبیا علیہم السلام سے یہ نسبت
 کرنا کیسا تو ہم کہتے ہیں کہ جب آدمی ظاہر و باطن میں تابع رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
 آلہ و اصحابہ وسلم کا اور خوشہ چین اسی جناب پاک کا ہو کہ یہ بھی معجزہ نبی کا ہی تو
 بتوجہ سے تابع کو فیض پہونچتا ہی آئے عزیز و اور اسے دوست و جد و سماع کے باب میں جبکہ
 ایک بڑا تجربہ حاصل ہوا ہی اور وہ یہ ہو کہ ایک شب میں خواب میں دیکھا کہ لوگ جھک کر
 کہتے ہیں کہ تو کس واسطے وجد و سماع نہیں کرتا ہی تو نہیں دیکھتا ہی کہ خانہ کعبہ کا طواف
 وجد و سماع ہی اور یہ طواف کچھ پتروں اور دیواروں کا نہیں ہی بلکہ کعبہ حقیقی
 کا ہی اور کعبہ حقیقی سب جگہ ہی ہیں انکے کہنے سے ساکت اور خاموش ہو رہا تھا گاہ
 تا سید آئی سے ایک الہام ہوا کہ یہ جماعت شیطانی ہی آئے کہ کوہ طواف یا یہ کعبہ کے
 ہوتا ہی اندر نہیں ہوتا ہی داخل کعبہ کے طواف حرام ہی یعنی اندر تو نماز ہی ہو چکا الصلاۃ
 معراج المومنین اور المصلیٰ بیتا ہی مراد سے یہی اشارہ ہی پس پروردگار کے پال
 معراج اور اس سے را کہنا بہتر ہو سب کاموں کے متھے نہیں دیکھا ہی کہ جب تک پانی
 دریا کے باہر پہنچے جوش و خروش میں ہوتا ہی اور جب داخل ہوا کیسا ساکت اور
 خاموش ہو جاتا ہی میری اس گفتگو سے وہ جماعت خاموش ہوئی اور کہا کہ تمہارا
 قول صحیح ہو امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ رسالہ درویشیہ میں فرماتے ہیں کہ میری
 بے دولتی کا نشان یہ ہو کہ اگر ہی اوسکی راہ بند کر دیتی ہو تب تک کہ وہ تعقیدات
 رسمی کا مفید ہوتا ہی اور اس کے کام خیر و سعادت کی طرف سے بند اور تسویلات طلبہ
 یعنی بات بنانا اور آراستہ کرنا اور مزخرفات یعنی طبع کے اقوال فاسدہ راہ حق
 کی اوپر مسدود ہو جاتی ہو اور اوسکی راہ برکت و گمراہی کے کانٹوں سے بہر جاتی ہو

اور ذاتِ ہمت اور خاست کا تخم اُس کے دِلین ہوئی ہو اور اس کا باطن حرم
 رہا اور حسد کی شجاست سے پتید ہو جاتا ہو لیس الخیر کا معاذتہ یعنی کور باطن
 اہل باطن کے کب برابرین مع شنیدہ کے ہو مانند دیدہ اس زمانہ کے پر وں
 اور مریدوں کے حال کو دیکھ لو کہ کس طرح کرا و تلبیس کی دکان آ رہے کر کے اُس کا
 نام فقیر رکھا ہو اشیائے لباس اور لیا کا پناہی مروت و قبول بگے اور دین کی لہ
 غولوں نے اربابِ یقین کی صورت پکڑی و تدریعی اور اتحاد کا شمار ہی عند شریعت
 اور فساد کا شمار ہی وجد و حالت انکی سماع اور قبض اور بازی اور آدابِ حجت انکا
 بخت اور ضلالت ہی اور بے حضور نماز ہی انکی مجلس کی زینت و فخر اور رباب انکی
 خوش آوازی دولت و ثناء کا حصول اور راحت نفس انکی سرفرازی را اطمینان قلب کا غلظ
 کے ساتھ برائی کا ساز ہی نہ ہوا انکا نقشہ اور جنگ اسرار خلوت انکا خیانت اور شک
 فخر انکا تحویل حرام اور گدائی عزت انکی بے شرمی و بیجائی ایک جماعت عوام جاہل کا لانا
 ضلالت و ضل کے فریفتہ اور انکی تلبیس اور عشوہ کے شیفتہ ہیں آج اہل کفر کا نام
 طریقت اور فقر رکھا ہو اور حقایق و احکام دین و اسلام سے بیگانہ ہو گئے ہیں حضرت محمد
 جل جلالہ جمع قیامت میں حکام اور حضرات اور ائمہ اہل اسلام سے پوچھیں گے کہ تم نے ان کو
 کے رفع و رفع خرابی میں تقصیر و سستی کیوں کی جہاں نبی فرمایا نبی علیہ السلام نے اذا
 ظہرت البدع وسکت العالم فعلیہ لعنت اللہ اس واسطے کہ استقامت و قوام اسلام
 اور ایمان کا قلع و قمع بدعت اہل ضلالت کا اور حمایت اور حمایتِ حدود و شرعی کی
 اہم و واجب مگر جو اس زمانہ میں وہ لوگ بادشاہ کہلاتے ہیں کہ علم دین سے بے نصیب
 اور سب انکو ولعب کی طرف مہر و فتنہ و فحش و بگاڑ و ظلم و شرک کے مناجیب ہیں

نفس کے اسیر ہو جاؤ ہو جس کے فاسقوں فاجروں کی صحبت سے مانوس دنیا رسانی
 کو بہشت اپنی جانتے ہیں قرآن خدا و رسول کو کم مانتے ہیں مناقشات ظلامی اور
 مباحات ظلامی کا علم نام رکھا ہو قرآن خرافات منطقی اور واهیات فلسفی کو وسیلہ شہرت
 وجاہ کیا اور دین کے علم کے حقائق سے کہ وہ معرفت کتاب و سنت ہی مومنہ پیر سے
 ہوئے اسیر اسطے اہل بدعت و فضائل جہان میں کثرت سے ہو گئے اور بد مذہبوں
 نے اطراف عالم میں قوت پکڑی دین اسلام کی روشنی سمجھ گئی اور طریق شریعت
 محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مندرس اور کم ہو چلا اہل اللہ اور صاحب
 قل ان ترد امنون نامسلمانوں کی شرم سے آوران درویش صورتوں کا فر
 سیرتوں کی وحشت سے قلبیات کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور غیرت کا مومنہ
 دیوار عزت کی طرف لائے ہیں اور اپنا زمانہ اس صیبت کے غم میں بسر لیکے ہیں فرد
 کہان وہ دل کہ حسین کچھ صفا
 کہان وہ شخص ہے جو با وفا ہو

فتوح النجات میں شیخ الاسلام قدوة الرجال زبدة الابدال قطب الاقطاب
 عوث الخلق ابو نصر احمد بن ابی الحسن نامقی لائے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ آویگا آدمیو نہر ایک وقت کہ انکار کیا جاویگا حق او سوقت
 میں دس دہائیوں میں سے بہت سی دہائیاں یعنی چھ سے نو تک حق بات کا انکار
 کیا جاویگا باقی مان لیا جاویگا تو نہ بچے گا او سوقت کے فساد سے مگر مومن کامل
 یا مومنہ کاملہ عورت بیشک اسے یار و میر سے تمہارے زمانہ کے بعد صبر کے دن ہونگے
 یعنی او سوقت بڑا صبر و استقلال درکار ہو گا تب ایمان ثابت رہیگا سو جو شخص
 نیک عقیدہ اور نیک راہ پر ہو گا او نہیں سے جیسے تم ہو تو او کو سچا شخصوں کی

مبادت کا ثواب ملیگا یا رون نے پوچھا یا رسول اللہ! وہین سے پچاس پیسے فرمایا گیا۔
 تم میں اس بات کو صحابہ نے میں بار پوچھا آپ نے یہی تین بار جواب دیا پھر اپنے فرمایا کہ
 لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ جو حق بات کا متر ہوگا وہ نجات پائیگا عرض کیا یا رسول اللہ
 پھر اس وقت میں کام اور عمل کا کیا حال ہوگا فرمایا اس وقت میں کوئی عمل نہ ہوگا جو شخص
 حق بات یعنی شریعت کا متر اور تابع ہوگا وہی نجات پائیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم جانتے تھے کہ اس زمانہ میں بدعت اور بطالت کو لوگ حق جانیں گے
 اور حق اور حقیقت کے منکر ہوں گے لاکھوں کفر و نافرمانی و عداوت کمال کا کر کے
 خلق کو نماز و روزہ بے اصل و بیفائدہ کی طرف مائل کرینگے راہ حق سے پھیریں گے
 اور حال اسکا یہ ہوگا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّبِعُ النَّاسَ**
بِاللَّهِ قَوْلًا يَوْمَهُمُ الْأَخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ط فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی کہ وہ لوگ بڑے عابد بشعور اور
 صلاح کا لباس پہنے ہونگے اور حقیقت میں منافق ہونگے اور خدا تعالیٰ کی نظر انکی
 طرف غصہ کی ہوگی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہونگے فرمایا کہ اس
 قوم کی خوشی اور نمائش انکے لباس ہی میں ہو یعنی وہ لوگ فقط لباس ہی بزرگوں
 کا پہنے ہونگے اور پہچانے نہیں جاتے ہیں مگر وہ جب کسی سے طمع کرتے ہیں تب وہ شخص
 انکو معلوم کرتا ہو اور حقیقت ایمان سے انکو کوئی نصیب نہ ہوگا اور دل انکے خراب
 اس ویرانہ کے مانند ہونگے کہ جہنم کوئی قیام نہ کر سکے اور شیطان کے ایسے نابعدار
 ہونگے کہ وہ بھی تعجب میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو **وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ**
بِاللَّهِ إِلَّا كَوَافًى فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے کہ میری امت میں ایک قوم ہوگی

کہ اُنکی عبادت میں فقط اُنکی باتیں ہونگی اور منافقوں کے سے کام کرینگے اور آدمی کو بلاویں
 اُسکی طرف جسکو آپ تمام آدمیوں سے زیادہ چھوڑنیوالے ہونگے اور باز رکھیں گے لوگوں کو
 اوس چیز سے کہ یہ آپ اُسکے سب سے زیادہ کر نیوالے ہونگے اور یہ لوگ نہونگے اولیاء اللہ
 میں اور نہ اولیاء اللہ انہیں سے اور جب تو اُنکو دیکھیں گے تو اُنکا حال نہایت مشاہد
 انبیاء کے حال سے پائیگا اُنکے ظاہر کی خوبی اور آراستگی کے سبب یہ وہ لوگ ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ اُنکے کام ہرگز قبول نفرمائے گا اور نہ عذراؤں کا پذیرا ہوگا اور اُنہیں گناہوں کو
 اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قبروں سے جیسے کافر و نکو اُنہیں گناہوں کی اُسکی حسنے اُنکے سہی
 کام کئے اسے عزیز اللہ تعالیٰ کے سب حقوق کو قبول کرنے کو ایمان کہتے ہیں اُحسنت باللہ
 مباحو باسمائہ وصفاتہ و قبلت جمیع احکامہ سے یہی مطلب ہے خدا خواستہ اگر انہیں
 سے کسی حکم کا اقرار نہ کرے تو ایمان نہ رہے اور اگر رحمت جمیع احکامہ ہوتا تو بڑی مشکل
 ہوتی قبلت جمیع احکامہ سے بہت آسانی ہوگئی یعنی سمعنا و اطعنا اوس سے مراد ہے
 اگر آدمی کے عمل میں خلل واقع ہو تو ایمان میں ضعف ہو جاتا ہے لیکن ایمان باقی رہتا ہے
 اور اگر قبولیت احکام میں خلل پڑے تو ایمان نہیں رہتا ہے اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ
 آدمی جو کچھ کرے اور کئے اصل سے کہے اور جو کچھ تلاش کرے معمن اور کان سے تلاش
 کرے اور وہ معمن اور کان قرآن و حدیث ہی متقبل الخباۃ میں شیخ الاسلام قطب القادسی
 غوث الاعلیٰ ابو نصر احمد بن نامق فرماتے ہیں کہ اے میرے عزیز و اور دوستو تمکو اس راہ میں
 بہت تجربہ پڑا ہوگا تمکو تو اُنٹھہ برس سے ایک کام میں ڈالا ہے اور اس قدر اس اہ کی ہلائی
 اور بُرائی مجھ پر ظاہر ہے اگر میں ظاہر کروں تو کسی یقین نہوشاخصان طریقت اور شیواہان
 کا حال تم سے کیا کہوں اور اپنی پردہ درمی کیا کروں میری نصیحت مانو اور میری بات

سنو کہ یہ کام اس طرح سے درست نہیں ہوئیوا لاجو گوگ دعویٰ کی راہ سے لغت مارتے ہیں
 اور سر ملاتے ہیں اور پاکوبی کرتے ہیں اور چلاتے اور چھتے ہیں اور ان کتے ہیں یہ
 بائین اور حرکتیں ہرگز نہ کہیں رسول مقبول نے کین اور یاروں ہم اولیا کے حالات
 کے منکر نہیں ہیں لیکن یہ احوال اولیا کے نہیں ہیں بلکہ اشتیاق کے ہیں کسی سے تھے سنا ہی
 کہ درویشان اہل صفہ اور تابعین کا یہ ہمیشہ تھا اور انہوں نے اپنا شب و روز اس
 طور پر گزارا فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استماع الملاحی معصیۃ والجلوس فیہا
 فسق والتلذذ بہا کفر اور لذت لینا جو اس حدیث میں مذکور ہے یہ ہے کہ لغت مارتے یا
 پاکوبی کرتے یا سر ملاتے یا پاکوبی کرتے یا ان یا اور سیطرہ چرخ حرکتیں کرتے ایسی بائین کفر ہیں فرمایا
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے و تَرْفَعُ کَیۡدَ الشَّیْطَانِ مَا کَانُوۡا یَعْمَلُوۡنَ چنانچہ روایت ہے
 ولو قال ان سماع الغناء من الدین او نفع القلوب من القرآن کفر اگر لگ سکے
 یا باجا بجانے والیکا باجا یا تاپنے والیکا کالج ویکہ کہ کیا غیب یا سبحان اللہ تو کافر ہو گیا اور
 سالی تمہید میں کہتے ہیں کہ جو شخص اہل و عیال اور نقص اور شرع مکروہ کو حلال جانے کا فرعون
 ہو اس واسطے کہ حرام ہونا ان چیزوں کا آیت و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہو اور سب پیغمبروں
 کو اسکی ممانعت تھی اگر کوئی کہے کہ انبیاء علیہم السلام کی واسطے مشاہدہ نہتیا یا مشاہدہ اور استغوا
 کے وقت میں بیہوش اور حیل ہی کہی ہو جاتے تھے یا تھریں اور دنیا دار تھے کافر ہو جانے
 اس واسطے کہ مسلمان کا ایمان ایسے عقیدہ سے نہیں رہتا ہی کہ میری علیٰ عبدانی وغیرہ الملوک
 میں کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ قیامت کو اللہ فرماوے گا
 اے آدم اپنی اولاد میں سے جو مومن کے قابل ہوں ان کو علیحدہ کر عرض کرے گا یا اللہ کہنے
 الگ کرو ان حکم ہو گا کہ ہزار میں سے نو سو ثنائوں سے ووزخی الگ کر دے لوگ بحساب و وزخ

ڈالے جاوینگے اس واسطے کہ ان لوگوں نے محاسبہ نفسانی نہیں کیا ہے اور سنت پر بدعت و
 گمراہی کو اختیار کیا ہے اسی شوجی اور ہوا نفسانی سے ان بیدارتوں کو ان کا نفس خبیث و
 لیباویگا بحساب جسوقت یہ حکم ہوگا تو اس کے سننے سے لڑکے بوڑھے ہو جاوینگے اور حاملہ
 عورتوں کے حمل گر جاوینگے اور آدمی ستون کی طرح نظر آئینگے حالانکہ مست منوگے لیکن
 جو عذاب خدا تعالیٰ کا سبب ہے اس سبب سے مست معلوم ہونگے احیاء العلوم میں لکھا ہے
 کہ بدعتی کافروں بدترین کافروں کو تو دیار اسلام میں چھوڑ دینا مضائقہ نہیں کہ
 وہ جزئیہ دیتے ہیں اور اوسمیں مسلمانوں کا نفع ہے اور ان بدعتیوں کو تو دیار اسلام
 میں ہرگز رہنے نہ دے کہ ان کے رہنے میں خلق کے دین اور دنیا کا نقصان ہے حکام اسلام
 کو واجب اور لازم ہے کہ ان لوگوں کو نیست و نابود کر دیں اگر کسی بدعتی کی بدعت کفر کو
 نہ پہنچی ہو تو یہی وہ کافر ہے بدتر ہے اس واسطے کہ اس کی بدی اور نیکو پہنچگی اور کافر
 کی بدی سے اتنا نقصان نہیں ہے اس واسطے کہ کوئی مسلمان کافروں کے کفر کا معتقد نہیں ہے
 اور نہ کافر کو دعویٰ قرب و منزلت کا ہے اور یہ بدی تو لوگوں کو بدعت کی طرح عزت و قرب و منزلت کا عود
 کرتا ہے اور اپنے گمان میں جانتا ہے کہ یہ میرا طریقہ حق ہے اور میں حق کی طرح خلق کو دعوت
 کرتا ہوں پس بدعتی اگر اسی خلق کا سبب ہوتا ہے مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں ایک
 گروہ ہوگا مکار فریبی و رعب و غلبہ پیشین جھوٹی کہ شتمے اور تمہارے باپ و اذون نے
 کہی نہ سنی ہوگی تمہارے پاس لائینگے جب یہ حال ہو تو تم اپنے نفس کو اونسے اور انکو
 اپنے نفس سے دور رکھو کہ وہ مکرگراہ نکرین اور فتنہ اور فساد میں نہ ڈالیں حضرت ابن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

کہ قیامت کو ایک فرشتہ نذاکر لکھائے بدعتیوں کو بدعتی اور مبین کے روسیاء و سبزو کمین پانی
 سونہ سے بٹا ہوا ایسے سونے ہو گئے کہ دیکھنے والوں کو کراہت آئی گی ہر بدعتی کمین کے ایسے
 تیرے عزت اور حلال کی قسم جو کہتے کسی آفتاب اور مانتاب اور پتھر کو سوا تیرے نہیں
 پوز جانتے مگر خدا ہو گا کہ تھے رسول کی سنت کے خلاف کیا ہو اس واسطے کہ وہ یہ عذاب ہو فرمایا
 امام قشیری رحمہ اللہ نے جو باطن کہ اس کے مخالف ہو ظاہر شریعت تو باطل ہو فرمایا نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کل طریقہ رحمتہا الشریعۃ فہی نہ ندقہ فرمایا فتماد اور
 عارفین نے جو لوگے اگنیں ناپتے اور شکست و جد کرتے ہیں دین و اسلام میں جو کچھ وہی ہیں
 گمراہ جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ
 وَأَصْلُهُمُ الْكِبْرُ وَأَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ط اور فرمایا وَإِنْ كَثِيرًا لَيَضِلُّونَ
 يَا أَهْلَ الْاٰمَةِ بَعْدِي عَلِمَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ وَخَرُّوا ظَاهِرًا لَكَ اَلَا تَقْرَءُ
 وَبَاطِنًا اور فرمایا وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقُّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ خداوند کرم بہا
 اور نکو متابعت سنت و جماعت نصیب کرے اور دین کی راہ راست پر چلنا روٹی کرے
 آمین آمین آمین یا رب العالمین

تیسرا باب بابا گلاب و باجون او او خوش کے سننے کی راہی گزین

اور وہ دو وجہ سے منع ہو ایک منع ہونا اسکا از رو سے ذوق اور حالت اور
 واقعات اور تصوف اور طریقت اور حقیقت کے جو آورد و سری عانت او کی از رو
 آیات اور احادیث اور روایات کے جو جواز و سے آیات اور احادیث کے ناورد ستا
 وہ یہ ہو کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے وَتَحَدَّثْ لَكَ اللهُ كَلْفَةً اور فرمایا بغیر

علیہ السلام نے مآہنکہ من اخلاک وکل اللہ یہ قرینہ من الجن وقرینہ
 من الملائکۃ قالوا یا لک قال نعم ولیکن شیطانی اسلم آئے عزیز اللہ نے ہر شخص
 کے ولین وپوچرین رکھی ہیں ایک روح ایک نفس روح کا موکل ایک فرشتہ ہی جسکو ملے
 ملکی کہتے ہیں اور نفس کا موکل شیطان ہی جسکو ملے شیطانی کہتے ہیں اگر طاعت اور عبادت
 اور ریاضت اور ازکار اور انکار سے تزکیہ نفس حاصل ہوا تو اسکا شیطان ہی
 جو اس پر موکل ہے تزکیہ پاتا ہی چنانچہ عالم کا شیطان ہی عالم ہو جاتا ہی واسطے قریب دینے
 اوس عالم کے اور جسکو علم باطن حاصل ہوتا ہی اوسکا شیطان ہی حاصل کرتا ہی ایسے ہی
 اگر کوئی تصفیہ دل حاصل کرے نفس اور شیطان اوسکا ہی تصفیہ پاتا ہی اسواسطے کہ
 موجود ہی بخدی پیدا کرے ایسے ہی اگر کسیکو تجلیہ روح حاصل ہوا اوسکا شیطان ہی
 تجلیہ روح پاتا ہی اسواسطے کہ تجلیات روحانی اور روحانی کے ساتھ تجلیات شیطانی ملے
 تجب اور غور پیدا کرے اور تجلیات روحانی اور روحانی سے عذر تقصیر اور عیسیٰ اور
 ندامت اور عجز و زاری پیدا ہوتی ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے انا یسئیل اللہ من عبادہ
 العلماء فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذا تبلی اللہ لشیء خضع لہ الغرض ابتداء
 سلوک سے انتہا تک نفس و شیطان ساتھ رہتے ہیں یہاں تک کہ الہام اور وسوسہ میں
 فرق شکل سے ہوتا ہی اسواسطے کہ الہام حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہی اور وسوسہ شیطان
 کی جانب سے اگر موافق کتاب و سنت کے ہو وہ الہام ہی ورنہ وسوسہ جانی مصنف فی کتابہ ^{بالقوة} فساد
 میں اسکو شرح اور ربط سے لکھا ہی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ
 تعالیٰ نے وحی کی کہ جب تک شیطان کو مردہ نہ دیکھو اسکے کمر سے بے اندیشہ نہو جو اور
 جب تک اپنے دونوں پاؤں بہشت میں نہ دیکھو میرے قہر سے بیخوف نہو نا حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے بیٹے کی قربانی کیواسطے خواب میں دیکھا تو قربانی کرنے میں توقف کیا
 اسواسطے کہ کہیں وسوسہ نہواسواسطے اوس دن کو ترویہ کتے ہیں یعنی فکر کرنے کا
 روز کہ آئینہ و زائچہ کی جو دوسرے روز پر ویسے ہی دیکھا اوس دن کو عرفہ کہتے ہیں
 یعنی اوس روز جاننا کہ الہام الہی جو الحاصل نفسانیت اور شیطانییت تو بغیر عرفان کامل
 اور الہام ربانی کے معلوم نہیں ہوتی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے شریعہ میں
 احواف یا اللہ اور بسم اللہ اور اتباع ظاہری اور باطنی نبی علیہ السلام کیواسطے امر
 فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اِیْسے ہی ابتدا سلوک
 سے انتہا تک شیطانی چیزیں دیکھی جاتی ہیں اور انکی لذت چکھی جاتی ہے اور لذت اور سکون
 اوسکا حجاب ہو جاتی ہے آدمی جانتا ہے کہ رحمانی جو اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے جو چیز کہ
 نافع ظاہر و باطن ہے قرآن مجید میں فرمائی ہے وَلَقَدْ صَدَقْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هَٰذَا الْقُرْآنِ
 حُجْنَ کُلِّ قَوْمٍ اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء راشدین
 نے اوس پر مخاطبت فرمائی اور اہل سنت وجامعت کے اماموں اور مجتہدوں نے ترجیح دی
 ہے تاکہ کو چاہئے کہ ابتدا سے انتہا تک شرع کے مخالف نہ چلے اسواسطے کہ اول سلوک
 سے آخر تک تجلیات شیطانی اور رحمانی کافرق اور وسوسہ اور حقیقت ذات وصفات
 اور عین ذات وصفات اور عین ذات اور غیر ذات کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت
 کے فروع واصول ہیں خدا و رسول نے بخوبی فرمادیا ہے اور مجتہدوں نے تحقیق کیا ہے
 پس جو شخص خلاف شرع کو اپنے اوپر لازم پکڑے اور سمجھے کہ اس راہ سے میں خدا کو پہونچ
 کا وہ دونوں ہی اور شیطانی بہوجیب ارشاد اللہ تبارک و تعالیٰ کے وَمَنْ یَّعِشْ اللّٰهُ
 وَرَسُولَهُ وَیَتَّبِعْ حُدُودَ الَّذِیْ نَخْلُکَ مَا مَرَّ اَخْلَاکَ اِنَّ ذَٰلَکَ عَذَابٌ مُّبِیْنٌ

مذہب صحیح یہ ہے کہ آیہ شریف ایسے نافرمان کے حق میں ہے جو حرام کو حرام جانے اور حلال کو
 حلال نہ کر کیا حال ہے اور اسکا جو حرام کو حلال سمجھے اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
 اصحابہ وسلم نے لو رایت رجلاً یحشی فی البحر ویطیر فی الهواء ویتکثر فی رمضان
 فرائض اللہ و سنتہ من سنتن رسول اللہ و هو ملعون جب سمجھو کہ یہ معلوم
 ہوا کہ ترکہ نفس اور تصفیہ دل اور تجلیہ روح سے شیطان آدمی کا کہ آدمی پر ہو کل ہے
 اور اسکو ایک تجلیہ اور تصفیہ حاصل ہوتا ہے تو بالیقین جانتا چاہئے کہ جو کچھ خلاف شرع
 ہی خواہ با ذوق ہو خواہ بے ذوق وہ سب شیطانی ہی رحمانی نہیں خصوصاً راک اور
 باجے کہ باجماع و اتفاق است حرام ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ النَّاسِ مَن یُکْثِرُ
 لَہٗوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَعْتَدِ لَہٗآ حَافَظًا وَّآوَلَدًا
 لَہٗمُحَدِّثًا یُفْتِنِیْ جَمَاعًا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ آخر
 زمانہ میں میری امت سے ایک قوم کو بندرا و رخوک کی صورت پر کر دیں گے اصحاب و بچے عز
 کیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کے قائل ہونگے فرمایا ان روزہ
 ہی رکعت ہونگے اور نماز ہی پڑھتے ہونگے اور زکوٰۃ ہی دیتے ہونگے اور حج ہی کرتے
 ہونگے اصحاب نے عرض کیا کہ پر کس سبب اوپر یہ وبال ہوگا ارشاد ہوا یہ لوگ راک
 گانیوالے اور راک سے صحبت اور الفت رکھتے ہونگے اور باجے اور دستکبجائینگے
 غور کرنا چاہئے کہ یہ حال اون لوگوں کا ہے کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے
 ہونگے اور جو لوگ کہ حرام کو حلال جانیں اونکا کیا حال ہوگا چنانچہ ذخیرہ اور جملہ
 کتب فقہ میں مسطور ہے کہ جو مرد و عورت کہ راک گاتے ہیں اونکی گواہی شرع میں درست
 نہیں اسواسطے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انپر لعنت کی ہے لعن اللہ المغتابین

والمغنیات وما مھیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذا سمعوا النواحر ضوا عنه نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وقت کہیں راگ سنتے تھے تو انگشت مبارک کا ٹون میں کر لیتے تھے وغیرہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی کسے کاش ہمیشہ کے ساتھ مکھج یا شراب حلال ہوتی تو کافر نہیں ہوتا ہی اس واسطے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں شراب کے ساتھ مکھج حلال تھا اور ہمارے حضرت کے ابتدا ربوت میں شراب ہی حلال ہی اگر کوئی کسے کاش کہ زنا کاری اور راگ اور باجے حلال ہوتے تو کافر ہو جائے اس واسطے کہ کسی پیغمبر کے وقت میں یہ چیزیں روا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ اَذْهَبْ قَمَنَ تَبِعَتْ مِنْهُمُ وَتَنَارُ كُتْمُ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْكَاذِ تَكَلَّهْ سَنِي فَرَايَا شَيْطَان سے کہ تو میرے دائرہ رحمت سے باہر نکلا جو شخص تیری تابعداری کر گیا او سکا پورا بدلہ دے دے گی تب کا آدمیوں کو تحیہ سے جہان تک ہو سکے اپنی آواز سے یعنی راگ اور باجوں اور تعینات کروں اپنے سواریاں پیادے اور اونکے مال اور اولاد میں شریک ہو کہ حرام مال جمع کریں اور اولاد ہی حرام ہو نقل ہے کہ ایک روز حضرت عبداللہ تدری کی شیطان سے ملاقات ہوئی شیخ نے پوچھا کہ اے شیطان تو آدمیوں کو کس چیز سے فریب دیتا ہے کہا دنیا سے لیکن اہل تصوف نے جو دنیا کو ترک کیا او نکو اکیا لطیف سے فریب دیتا ہوں شیخ نے کہا وہ کیا لطیف ہے کہا آواز خوش کہ میں آواز خوش کے ساتھ اونکے دلوں میں دخل کر کے وہم و خیال باطل ذات باری کی طرف سے اونکے دلوں میں پیدا کرتا ہوں و درود اون اوہام کو باعث قرب خدا تعالیٰ کا جانتے ہیں تمہید میں مذکور ہے کہ ایک بڑے صحابی نے خواب میں دیکھا کہ سجدہ نبوی میں پیشاب کرتا ہوں خون سے باگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ کوئی بڑا

تھے اختیار کی ہو اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی بدعت نہیں اختیار کی ہے
 لیکن آج کل میرے دلوں کو آواز خوش سننا پسند آتا ہے ارشاد ہوا کہ دل خدا کا گھر ہے اور جس
 معرفت اور مشاہدے اور تجلیات اور علم خدا کا اوسمین نجاست بدعت نام شروع لانا حرام
 ہے اور آواز کو آواز خوش سننے سے منع فرمایا وہ صحابی پشیمان ہوئے اور توبہ کی حدیث
 میں آیا ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خطبہ فرماتے
 تھے ایک مرد نے آہ کہینچی حضرت نے فرمایا کہ یہ آہ کہینچنا تیرا دو وجہ سے خالی نہیں یا تو از رو
 ریا کے ہے کہ لوگ جانیں کہ محبت حق تعالیٰ کی اوسکو بہت ہی یا خدا کو دور جانتا ہے کہ بے
 آہ کہینچے وہ نہیں سننے کا اگر پہر کہینچے گا تو میرے دین سے باہر ہو جائیگا نہایت نقصان کرنا
 چاہیے کہ جہاں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تو واعظ ہوں
 اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے نرم دل سننے والے تو وہاں چاہیے کہ واویلا بہت ہو باوجود
 اس کے مانعت فرمائی چنانچہ خاندان نقشبندیہ میں یہ دستور ہے کہ جو کوئی حالت استعراق
 میں آہ کہینچے اوسکو خوب طریقت مارنا چاہیے حدیث میں آیا ہے کہ ایک بڑے صحابی رضی اللہ
 عنہ اپنے باغ میں بیٹھے حق تعالیٰ کی یاد کرتے تھے اوسکے ایک درخت پر ایک مرغ آبیٹھا اور
 خوش آوازی سے بولنے لگا اون صحابی کا دل اوسکی آواز کی طرف مائل ہوا اور ایک مرہ
 پایا یہ حال ایک زمانہ تک ہا کہ دفعۃً وہ مرغ اڑ گیا اور اون صحابی کا حضور جو خدا کی یاد
 میں تھا باقی نہ رہا بہر چند سبھی کی کہہ فائدہ نہوا اونہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر
 ہو کر کیفیت عرض کی ارشاد ہوا کہ تھیں بڑا گناہ کیا اسکا کفارہ کیا دو گے عرض کیا جو حکم
 ہو فرمایا وہی باغ خیرات کر دو شب کفارہ ادا ہو غور کرنا چاہیے کہ بے قصد مرغ کے آواز
 سننا باعث حجاب حضور خدا کا ہوتا ہے پس جو لوگ قصد آواز رنگارنگ کہ خلاف شرع ہوں

سین اور اسکو سبب قرب خدا جانیں اور کیا حال ہوگا واضح ہو کہ جب خدا تعالیٰ
 کی محبت کمال کو پہنچتی ہے تو حضور اور شاہدہ و انجی حاصل ہوتا ہے اور ایک دم مشاہدہ
 فارغ نہیں ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور کوئی چیز اسکو مطلوبات
 کو نہیں سے خوش نہیں آتی ہے گو وہ چیز مباح ہو اور اگر خوش آئے تو محبت میں نقصان
 اگرچہ وہ شخص سحاب الدعوات ہو حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
 والسلام مرغ سے مینہ برسے کیواسلے دعا چاہی اونکی دعا سے مینہ برسا حق تعالیٰ کی طرا
 سے آواز آئی کہ اے موسیٰ مرغ میں ایک عیب ہے کہ نسیم صبح کو درست رکھتا ہے اور میری محبت
 میں غیر کی دوستی حرام ہے نقل ہے کہ زائد سابق میں ایک زاہد جنگل میں مدت سے عبادت
 کرتا تھا اتفاقاً وہاں کسی درخت پر ایک مرغ کا گھونسلہ تھا اور وہ اس میں آواز خوش سے
 بولتا کرتا تھا اور یہ زاہد اس درخت کے نیچے سنا کرتا تھا اسوقت میں جو پیغمبر تھے اونکو
 وحی آئی کہ فلان زاہد کو کہدو کہ تونے آواز خوش سے دوستی کی ہے تماری درگاہ سے
 دور ہو گیا پوشیدہ نہ ہے کہ عشق و مطرح پر جو عشق شیطانی اور عشق رحمانی عشق رحمانی
 تجلیات رحمانی سے پیدا ہوتا ہے اور موافق شرع کے عبادت اور اعمال کمانے سے وہ عشق زیار
 ہوتا ہے اور عشق شیطانی تجلیات شیطانی سے ظاہر ہوتا ہے اور خلاف شرع عبادت اور
 شبہ اور حرام کمانے سے وہ عشق زیادہ ہوتا ہے نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادبیم سے ایک شخص
 نے کہا کہ ایک جوان تمام شب بیقرار رہے آرام گریہ و زاری کرتا ہے اور سوتا نہیں ہے حضرت
 ابراہیم نے کہا کہ مجھے وہاں پہلو لوگ لگیے تو سنے سے زیادہ دیکھا آپ تین روز وہاں ہی
 اور سو پانی کے اور کچھ نہ کھایا اس جوان کی خورش کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ شب کا کھانا
 کھاتا ہے قرایا اللہ اکبر یہ شیطانی ہے اور اس جوان کو اپنے مکان پر لگے اور مردوری

کر کے آپ بھی کہاتے تھے اور اسکو بھی کہلاتے تھے چالیس روز کے بعد اس جوان کا
 عشق جاتا رہا اور وہ بیقراری اور گریہ و زاری باقی نہ رہی اس جوان نے کہا کہ تھے
 کیا کیا کہ میری وہ حالت اور عشق و محبت نہ رہی حضرت ابراہیم نے کہا وہ حالت شیطانی تھی
 شیطان شبہ کے لقمہ کے ساتھ تمہارے دلیلیں دخل کرتا تھا اور حق تعالیٰ کی ذات عالی
 کی نسبت تیرے دلیلیں اوہام باطل و فاسد لاتا تھا اب جو لقمہ حلال تیرے باطن میں پہنچا
 شیطان کی راہ مسدود ہو گئی اور جو بات اصل تھی وہ ظاہر ہوئی جائے انصاف ہے
 کہ صبر شبہ اور حرام کے لقمہ سے عشق شیطانی پیدا ہوتا ہی ایسے ہی راگ اور باجے اور
 آواز خوش سے ہی زیادہ ہوتا ہی تو جو شخص آواز خوش سننے کی طرف متوجہ ہو یقین جانو کہ
 وہ شیطانی ہے اور عالم روحانیت سے اسکو کچھ حصہ نہیں ہے حدیث میں آیا ہے من ملأ
 سمعہ بصوت المغنی حرم اللہ علیہ صوت الرحمن اور یہی حدیث میں آیا ہے من
 اعطی دہراً للمغنی خلق اللہ تعالیٰ امیۃ من النیران خسون ذرا عا ولھا الف
 ثم فی کل الف اسنان تا کل لحمہ وعظامہ الی یوم القیۃ محیط میں ہے
 کہ راگ اور تالیان بجانا اور اسکا متناسب حرام ہی اور اسکا حلال جاننے والا کافر
 اور وہ جو ہو کر یون کا گانا حضرت عائشہ کے گھر میں اور حبشیوں کے کیلئے کا قصہ مروی
 ہی سو وہ ہو کر یان تو شرین پڑھتی تھیں بغیر راگ کے اور حبشی ہتھیاروں کے ساتھ
 کیلئے تھے اور یہ جاننے ہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل صحیح ہے کہ وہ دونوں
 ہو کر یان گائیو لیاں نہ تھیں اسلئے کہ ان شعروں کا مضمون انصار کی مدح ہی تھا
 کے مقدمہ میں فتا و آجایع میں مذکور ہے کہ راگ اور سننا ملا ہی کا اور باجے بجانا اور
 رقص سب حرام ہی اور اسکا حلال جاننے والا کافر ہے اللہ تعالیٰ تو یہ نصیب کرے

جو اوسین مبتلا ہو اور سنا ہی ہدایہ اور نہایہ میں سطور ہو کہ جمیع ملاہی حرام ہی یا تنہا کہ
تعب اور مرزا میر اور تالیان بجانا اور طنہورا و ذر باب اور بربط اور چنگ اور رون
اور نائے اور ایسی چیزیں اور سنا انکا حرام ہی بموجب قول اللہ تبارک و تعالیٰ کہ
وَمَنْ التَّاسِ مَنْ يَشْرِي لِهَذَا الْحَدِيثِ الْخَرْدَنَ أَبَ كَثْرَتِهِنَّ طَبَقًا وَرَفَا
تانیخان میں مرقوم ہی کہ کیل کی آواز کا سنا جیسے ڈبول وغیرہ لکڑی بجانا حرام ہی
اور کناہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے استماع اللذی معصیۃ والجلوس فیہا
فسق والتلاذذ بہا من الکفر اور لذت کتنے بین لغوہ زنی اور باؤن ٹوکنے اور ان
انک کچ کر ٹیکو تہیہ سب حرام ہی مفتاح الہیات میں شیخ الاسلام قدوۃ الایمان بدوۃ الرجال
قطب الاقطاب غوث الحق ابوالنصر محمد بن ابوالحسن نامتی فرماتے ہیں جن اشعار و ابیات میں
ذکر زلف اور خال اور یاد اہم شہم اور لالہ رخ وغیرہ کا ہوا اور اسکو سننے کوئی روکے اور
سلا ل جانے اور خال لائے کا فر ہو جائے اسواسطے کہ اسکی نسبت حق تعالیٰ کی طرف نہ کی جائے
وجوہ و سر و من و بیہ نعل و مانند ہی کرنا ہی اور ذات حق تعالیٰ کی علم و فہم سے باہر ہی و کلا
یجیٹو کن بابہ علما حضرت امیر کبیر سید علی ہرانی قدس سرہ ذخیرۃ الملوک کے چوتھے باب میں
لائے ہیں کہ لڑکوں کو منع کروا دل غزلون اور شعرون کے پڑھنے سے جنہیں ذکر مشق
اور زلف اور خال کا ہوا سوا سٹیل کہ اسکے جتنے اذکے دلیں فساد پڑ گیا اور بلوغ کی وقت
وہ فساد زیادہ ہو جائیگا فرمایا پیغمبر علیہ السلام یاقی فی اخر الزمان قوم
یقرؤن قرآنۃ الشعر و یضربون ضرب الید و یتخذون المغنیات و الدفون
اولئک علیہم لعنۃ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین شیخ الاسلام حضرت ابوالنصر
احمد بن ابوالحسن نامتی فرماتے ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان ہو کل ہی مومن ہو یا

کا فرزا بہرہ یافاسق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمارے منہ سے
 الا وکل اللہ بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک قال نعم
 وکلن شیطان فی اسلم آدمی جو وقت آواز خوش سنتا ہو اسکا شیطان جو اس پر ہو کل ہے
 خوش بین آتا ہو اور اس کے خوش کے یہہ آثار میں کہ آدمی سر ہلاتا ہو یا تہہ اوڑھتا ہے
 کو دتا ہو لغو کرتا ہو آہ آہ ان کرتا ہو اور یہ سب حرام ہی خواہ دیکھ صفا ہو کہ دیکھا
 وانکار اور مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہو خواہ دل کی کہ روت سے ہو کہ غفلت اور نسیان
 اور عصیان سے حاصل ہوتا ہو اس واسطے کہ یہہ بالتحقیق اوسے آواز کی تاثیر سے ہوتے
 ہیں نہ مضمون اشعار سے دیکھو اگر وہی اشعار خوش احوالی سے نہ پڑتی ہو جائیں تو کچھ
 اثر نکرین اور اس کے اثر سے خیال باطلہ اور اوہام فاسدہ ذات متعالیہ حق تعالیٰ میں
 پیدا ہوتے ہیں اور اگر اوس آواز کا اثر نہ ہو تو وہ آہ و فغان کس واسطے ہی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ
 تو محیط ہی کچھ دور نہیں اگر وہ خوش و خوش و جہر حمانی سے ہی تو اوس میں ضبط کرنا اور
 پیمان رکھنا اولیٰ تر ہی اس واسطے کہ نور تجلیات رحمانی سے ہی اور نار تجلیات شیطانی سے
 ہمارے جسم کی حرکت پیدا ہوتی ہو اور نور سے سکوت دل حاصل ہوتا ہو پوشیدہ نری
 کہ آدمی میں ایک جوہر ہے کہ جس طرف توجہ کرتا ہو اپنی استعداد اور حال کے موافق اسکا
 مزہ چکھتا ہو تو چاہئے کہ آدمی رغبت آیات و حدیث کی طرف کرے کہ اسکا مزہ بیشک حمانی
 ہی اشعار اور بیات کی طرف توجہ کس واسطے کرتا ہو کہ بے شبہ ذائقہ اسکا شیطانی ہو اور
 یہہ سب صحبت کا اثر ہی دیکھو ماتمزدہ کے پاس بیٹھنے سے غم حاصل ہوتا ہو اور شادمان
 کی صحبت سے خوشی ایسے ہی بدعتیوں اور ملحدوں کے ساتھ بیٹھنے سے بدعت اور الحاد
 اثر کرتا ہو اور اہل اللہ اور صاحب شریعت کی صحبت سے عجز اور زاری اور توحید حقیقی

اور سلوک حقانی پیدا ہوتا ہے اور کلمات و حدیث اور عقائد شریعت کا مزہ ملتا ہے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ چار آدمی کی صحبت سے دل چار ہو تا ہے عالم بے عمل زاہد بدعتی غنی متکبر صوفی جاہل فرمایا جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحقیقۃ ناظر اسی وجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد کیا من و قرص صاحب بدعة فکانا فسا احان علی ہدم الاسلام اور کمن تبسم فوجہ مبتدع فکانا اعان علی ہدم الاسلام اور فرمایا جو شخص بدعتی کے موئید پر صاحبیت کی رو سے ہنسے تو اس نے گویا اسلام کے ویران کرنے کی مدد کی اور یہی فرمایا کہ جس نے صاحب بدعت کی توہین اور تذلیل کی تو اس کو اللہ تعالیٰ بچاویگا قیامت کو بڑے غم والم سے یہ حدیثین تھمیدین ابوشکور ساجی نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی بین سوال آواز خوش سننے سے ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی ہے چہرہ ناجائز کیوں ہے چوہا پ ہر چند آواز خوش سننے سے ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی ہے لیکن احتمال ہے کہ وہ آواز شیطان ہو آیات و حدیث میں عبادت کیواسے حکم ہوا کہ **وَ اَنْ تَحْبُدُوْنِیْ** لہذا احوط ہے کہ **اَوْ اَنْ تَحْبُدُوْا** اور **اَوْ اَنْ تَحْبُدُوْا** اور مانند اسکے کہیں یہ امر نہیں ہوا کہ آواز خوش سنو تو قرب حق تعالیٰ زیادہ ہو چوہا پ و وسر احوال کذا شروع وجہ سے پیدا ہو وہ شیطانی ہے اور جو شروع وجہ سے حاصل ہو وہ رحمانی ہے تم نے فرض کیا کہ اوس قوم کے گمان کے موافق وہ حالت رحمانی ہے چہرہ ہی استعار اور مارض ہے اسواسے کہ جبکہ وہ آواز ہی بہ ذوق و حالت ہی ہے اور جب وہ آواز بند ہوئی وہ حال ہی جائز اور عارف کامل پر یہ حال خوب مشکف ہے کچھ کہنے کی حاجت نہیں جو عاشق مساو و مشق رحمانی رکھتا ہے اسکا یہ مقام ہوتا ہے کہ اسکے واسطے ذوق اور حضور اور شاہدائی

ہر وقت موجود رہتا ہے تو سالک کو چاہیے کہ وہی طلب کرے جو واقعی نہ وہ جو عارضی ہو
 محققین کامل اور عارفان واصل نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو ذوق اور حالت اور عشق اور
 معرفت حاصل ہو اور وہ اسکا مطلوب ہو جاوے تو وہ اوسی حالت کا عابد ہی عابد
 حق نہیں اس واسطے کہ وسیلہ مطلوب کا عین مطلوب جاننا کفر ہی سوال دل اسرار الہی
 کا خزانہ ہی آواز خوش سننے سے وہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں جس طرح پر پتھر اور لوہے سے آگ
 ظاہر ہوتی ہے چو اپ اگرچہ اوس قوم کے گمان کے موافق اسرار نہانی ظاہر تے ہیں لیکن
 اسرار نہانی کا ظاہر کرنا کفر ہی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے افتاء اسرار
 الہی بوجہ کفر یعنی اسرار بوجہ کفر کا ظاہر کرنا کفر ہی اور جسکو عشق رحمانی ہے وہ عشق خود
 ظاہر کرے نیز اسرار نہانی کا ہی اور پوشیدہ رکھنا اسکا لازم ہے آواز خوش سننے کی کیا حاجت
 فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من عشق الہ سوال راگ اور باجہ حقیقت
 میں حرام بلکہ جو عشق کا بیمار ہو اسکا علاج ہی اس کے واسطے راگ اور آواز خوش سننا درست
 ہے چو اپ یہ بیماری کیا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء
 راشدین اور تابعین اور علماء مجتہدین کے وقت میں نہ تھے یا انہوں نے اس بیماری
 کا یہ علاج نہ جانتا تھا اس عقیدہ سے انکار خدا و رسول اور خلفاء راشدین اور مجتہدین
 کا لازم آتا ہے اور انکار انکار کفر ہی اللہ تعالیٰ تو دلون کی بیماری کی شفا اور رحمت
 اور قرب حق کا سبب قرآن کو فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ**
مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۵ اور
فَرَمَا وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۶ اور فرمایا قل
هُوَ الَّذِي آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً ۷ کسی آیت و حدیث میں یہ نہیں آیا ہے کہ

پیارے دل کی شناسا آواز خوش ہی یہ سب ہستان اور گراہی اور بداعتقاد ہی ہے۔
 وَحَبَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمُ الْكِنَّةَ اَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِيْ ذٰلِكَ اٰيَةٌ لِّمَنِ هُنَّ اٰلِهِيْنَ كَيْفَ يَرٰ
 ہر نقل ہو کہ ایک گروہ غنا و دست ایک فقیر کے پاس الزام دینے کو آیا اس بیت کے معنی
 پوچھے

بشنواز نے چون حکایت میکند وز جدائی ہا شکایت میکند

فقیر نے کہا کہ نے کیا خوب راست گو ہو کہ شکایت اپنے مطلوب کی جدائی کی کرتی ہو کہ یہ
 اپنے وصل کا احوال بیان نہیں کرتی ہو یعنی یہ نہیں کہتے کہ میں واصل ہوں ہر شخص
 ایک وجہ سے اپنے مطلوب سے جدا ہوا ہو اور وہ ہزار وجہ سے اس واسطے جدائی کی شکایت
 کرتی ہو ایسے ہی شخص ایک طرح پر بعید درگاہ ہو اور شیطان ہزار طرح سے دور پس نے
 احوال دوری کا بیان کرتی ہو شکایت نہ احوال قرب وصال کا اسے عزیز شیطان بہکا
 راہ زن ہو لیکن دو قوم کو زیادہ تر گراہ کرنا ہو ایک وہ گروہ جو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ
 کے عشق و محبت میں مستغرق ہیں شرابین پینے سے ہماری تو کیفیت اور عشق و محبت زیادہ
 ہوتی ہو اور ایک وہ گروہ جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت میں مستغرق ہیں
 اور آواز خوش سننے سے ہمارا عشق و محبت زیادہ ہوتا ہو اور اپنے آپ کو نیست و نابود جانتے
 ہیں کہ وہ آپ ہی کہنے والا اور آپ ہی سننے والا ہو آپ ہی شاہد ہو آپ ہی شہود ہیں
 و نوین گروہ غلطی میں پڑے ہیں کہ اپنے ذوق کی حالت کو انبیاء علیہم السلام اور اصحاب
 اور خلفاء راشدین اور علمائے مجتہدین پر غلبہ دیتے ہیں مفہوم انوکھا یہ ہوا کہ یہ حضرات یہ
 حال نہیں دیکھتے تھے ہم کہتے ہیں جو ہم سمجھتے ہیں اور کوئی نہ سمجھتا تھا اور کہتے ہیں کہ ہم
 یہ حال نصیب نہیں ہو وہ حیوان مطلق ہی واضح ہو کہ ان باتوں اور اعتقادوں سے

یہ دونوں قوم کافر ہو جاتی ہیں نعوذ باللہ ان دونوں قوموں کی راہ شیطان
 اس طرح پرارتا ہے کہ جیسے شراب اور بنگ وغیرہ کے کھانے سے خیالات اور اوہام فاسد پیدا
 ہوتے ہیں ایسے ہی آواز خوش سننے سے اور حسن کے دیکھنے سے خیالات باطل اور اوہام
 فاسد پیدا ہوتے ہیں کہ کسی نے نہ دیکھے اور نہ سنے آجی جانتا ہے کہ یہی عرفان اور محبت
 اور عشق اور جذبہ اور حالت ہی اور زمین ایک بیہوشی طاری ہوتی ہے اور اس سستی
 اور بیہوشی کے عالم میں شیطان طرح طرح کا رنگ اور چیزیں دکھاتا ہے جیہ جانتا ہے کہ یہی
 مشاہد حق تعالیٰ کا ہے افسوس یہ نہیں جانتے ہیں کہ معرفت الہی کا کماحقہ حاصل
 ہونا تو عبادت سے ہی بہت مشکل ہے بدعت اور نامشروع سے کیسے حاصل ہوگی عشق
 اور محبت اور ذوق اور حالت اور یقین اور معرفت کہ یہ حالت روحانی اور روحانی
 ہیں ایک عنایت الہی اور جذبہ ربانی ہے جیہ باتیں کسب اور سبب نہیں حاصل ہوتی ہیں
 جیہ تو مولیٰ اور بندے کے درمیان ایک سرے تجلیات اور انوار الہی سے کہ سوا آدم
 کے مقرب فرشتے بھی اس سرے محروم ہیں بڑے شرم کی بات ہے کہ بدعت اور گمراہی سے
 ان باتوں کا حصول سمجھے دوسری وجہ حرافت راگ اور باجے اور آواز خوش سننے
 کی اندر سے ذوق اور حالت اور واقعات اور تصورات اور طریقت اور حقیقت کی
 یہ کہ آواز خوش میں بہت لذتیں ہیں انہیں سے لذت نفس اور لذت روح ہر نفس
 کی یہ لذت ہے کہ جس شخص کو دنیا کی محبت ہو اور زمین اخلاق و سمیہ جیسے غرور اور
 ریاحصر و ہوا حصہ و کینہ طمع و شغل وغیرہ موجود ہوں اور اس کا دل وابستہ مطلوب
 کو نہیں ہے ہو اس کو آواز خوش سننا مطلوبات کی طرف کھینچتا ہے اور لذت اس کی
 نفس کو بہو بخشی ہو مگر آواز خوش منہاجرام ہے اس واسطے کہ آواز سننے سے تکبر اور نفاق

محبت اور زینت دنیا کی زیادہ ہوتی ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے الخناء منبت النفاق والقلوب
لما بنيت الماء البقل اور جن لوگوں کو لذت روح ہو وہ دوطرح کے ہیں مبتدی
اور متدی اور تیسرا ان کے مقلد ہیں پس مقلدوں کی کیفیت کا حال یہ ہو کہ اونہوں
نے اطوار قلوب اور احوال روح کو تو ہنوز طرہ نہیں کیا اور تیز کیے نفس اور تصفیہ دل
اور تجلیہ روح ہی اونکو حاصل نہیں صرف اونکو آواز خوش سے ایک رقت پیدا ہوتی
ہی اور رقت سے اونکو رونا آتا ہو پس وہ جانتے ہیں کہ یہ رقت اور سرور تو قرآن
مجید کی تلاوت اور نماز روزے اور تسبیح و ذکر میں ہی ہم نہیں پاتے ہیں یہ آواز
خوش ہی کی تاثیر ہے تو آواز خوش کو قرآن اور نماز روزے اور تسبیح وغیرہ سے ہی بہتر
جانتے ہیں اور یہ بہتر جاننا کفر ہی کی طرف کہنچتا ہو اور قریب بہ لعنت کر دیتا ہو فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صوتان ملعونان فی الدنیا والاخرۃ وہما
صوت المذمار عند نفثۃ وصوت العویل عند مصیبة مقلد کا تو یہ حال حسنا
آج نہ کہ مبتدی تو سراپا آتش ہو رہا ہو اندر باہر سے عشق کی آگ تیزی کر رہی ہو آواز
خوش سے وہ آگ زیادہ تر جوش میں آکر اسکے وجود کے ہیزم کو جلا دیگی اور جان بحق
تسلیم کر گیا تو جس طرح نہر قائل حرام ہو ایسے ہی یہ بھی حرام ہو اکثر لوگ اس طرح ہی مر گئے اور
مقصود اصلی اور مقام عشق اور قرب حق تعالیٰ سے کہ نتیجہ عشق کا جو دور ہے مذکور بالا
میں مسطور ہو کہ حضرت شیخ محسن بصری رحمہ اللہ کے ایک مرید تھے کہ جو وقت آیہ کلام مجید
سنتے تھے زمین پر گر پڑتے تھے شیخ نے اونکو منع فرمایا کہ الصبغة من الشیطان حضرت
بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے ایک مرید نے ایک بار نعرہ مارا شیخ نے منع کیا کہ نعرہ مارنا گندہوا

کام ہو کہ سخت کمرہ ہوا انکرا الا صوت لکھوت الچند آب جاننا چاہئے کہ منتی تو
غریق بحر محبت ہو اور قریب بارگاہ عزت مقیم حرم قربت ہو اور بر خور وارغل و صلت
اتسار الہی سے مالا مال اور مست شراب وصل لایزال آو سکوا و از خوش کے سننے اور
حسن کے دیکھنے سے کیا کام چنانچہ سلطان ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہیں رباعی

ایرل چو خند گش رگ جان بکشتوت	سمنائے بکس آن رگ خون آلودت
حی نال چنانچہ نشوند آواز ت	میسوز چنانچہ بر نیاید دودت

اگر کوئی شخص عشق و محبت کے استغراق میں بیہوش ہو جاوے تو اسکی طریقت میں
نقصان ہو اسکو چوب طریقت مارنا چاہئے مخفی نہ ہو کہ اگر سیلاب شوق کے غلبہ سے سیکے
ہوش و حواس زائل ہو جاوین تو اسکی شرع کی دیوار کی سنگ و کلنج منہدم آوڑیا
ہو جاتے ہیں اور اسکا باغ روحانی کہ عرفان اور ایقان کے رنگارنگ میووں سے
آباد ہی ویران ہو جاتا ہو اور حال یہ ہو کہ اس حالت کا اعتبار نہیں اور وہ متغیر و
اور محبت پائدار نہیں ایک طرف سے آئی اور ایک طرف سے گئی لیکن سالک کے حالات
میں اس کے سبب سے ایک کمی ہو جاتی ہو اور ایذا بھی پہونچتی ہو جو حالت کہ ذکر دائمی اور
صغیر دائمی اور شاہدہ دائمی سے حاصل ہوتی ہو وہ بات اصل ہو اور اس عشق
و محبت ذوق کو تو قیام ہو اور سیلاب سے سوا ویرانگی کے اور کیا حاصل ہو اتعیریز عقل و
ہوش اللہ تعالیٰ کے خزانہ کے دروازے ہیں اس عقل و ہوش کی قدر جاننا چاہئے
اور یہ ہوش ہونا نقصان اور خامی کا نشان ہو جب تک یہ ہوش و حواس جان میں ہیں
وصال جاناں کی امید ہو بیہوشی سے راہ نہیں چلی جاتی ہو اور انتہا تک پہونچنے کی
اسکو امید کہ ان اسی سبب سے جملہ نشے حرام ہوئے کہ عقل کو زائل کرتے ہیں اور جو عقل کو

کہو نہ وہ سب حرام ہی اسی عقل سے اللہ تعالیٰ کو پہنچتے ہیں اور وہ خدا کا یہ سر ہوتا
 ہو نہ بی عقلی سے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہر چند مشاہدہ حق تعالیٰ میں
 مستغرق تھے لیکن جب قدر اور حکما استغراق زیادہ ہوتا تھا تو سید قدر عقل و ہوش میر
 ہی زیادتی ہوتی باقی تھی ہی عقل و ہوش ہونا تجلیات شیطانی اور جنون اور شہوات
 کا نشان ہو گا اور شخص سے عجائب و غرائب ظاہر ہوں اس واسطے کہ شیطان کو بہت
 قدرت ہو تو وہ عجائب و کما کے اپنی طرف کیبچتا ہی مثل ازعون و دجال کے مخفی تر ہے
 کہ انسان کے سوا کبھی عقل کامل عنایت نہیں ہوئی جو شخص عقل سے پہلے ہر وہ انسان
 نہیں ہی حدیث میں آیا ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے شب
 معراج میں حضور حق تعالیٰ سے معاشرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے تین جوہر آپ کے سامنے
 کئے جوہر ایمان جوہر حیا جوہر عقل کہ انہیں سے ایک اختیار فرمائیے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سوچے کہ تینوں جوہر بہترین کس کو قبول کیا جائے فیصلہ علیہ السلام
 نے تعلیم فرمائی کہ جوہر عقل کو آپ اختیار فرمائیے کہ باقی دونوں جوہر عقل سے متعلق ہیں
 اگر عقل نہ ہو تو ایمان اور حیا و دونوں فوت ہو جائیں البتہ جوہر عقل کے جوہر کو کہ جس کے
 سبب شریعت کے قواعد اور حیا اور جملہ عبادت کمال کو پہنچتے ہیں اپنے ہاتھ میں لانا
 شریعت کے چرلہ کی روشنی سے طریقت کی راہ کے غار و خس کے ضلالت اور گمراہی ہی دیکھ
 اور عقل اور ہوش کی شعاع سے حقیقت کے میدان کے نشیب و فراز کو دیکھ نہ سالک کو
 چاہئے کہ مشق میں جلدی اور جوش نہ کرے عقل رہی خرویش نہ کرے عشق و معرفت ذوق
 و حالت کی شراب پئے مہوش نہ ہوئے جانان کی مجلس کو شوق و محبت سے آرائش کر اور
 لوح جان سے اوسین نغمہ سرا ہو شرع اور سنت کی شمع سے اس کو روشنی بخشنے اور حضرت

رسالت مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ و اسحابہ وسلم کی متابعت کے عطر اور خوشبو سے مسطر اور
 شہابہ روح کو نور ایمان سے منور کرے اور ہر چیز کا مزہ لے اور طلب زیادتی کی رکے
 نقل ہے کہ ایک مسافر شہر بشیر گاؤں گاؤں بہرتا تھا ایک روز گاؤں میں پہونچا
 ایک گھر میں گیا صاحب خانہ کے لڑکی صاحب جمال اوسکے واسطے کانا لائے مسافر
 اوسکو دیکر بیہوش ہو گیا اور اوسکا ہاتھ اوس گرم کمانے میں کہ آتش تھا پڑ کر
 جل گیا حبیب دیر میں اوسکو ہوش آیا تو اپنی اوسکو خبر نہ ہی اوسکے گھر کے گردیو اندر
 بہرتا تھا ہمسایوں نے رحم کہا کر لڑکی کے والدین سے کہا کہ تم اوسکی شادی آخر کرو گے
 اس نامراد سے بہتر کوئی نہ ملے گا اوتنوں نے قبول کیا جب اوس لڑکی سے پوچھا تو
 منظور نہ کیا شہب پوچھا کہ کیا یہ راز قابل اظہار کے نہیں ہے جب بہت اصرار کیا تب لڑکی
 نے کہا کہ یہ شخص میرے طلب اور عشق میں ناقص اور خام ہے پوچھا کس طرح کہا مجھکو دیکھتے
 ہی بیہوش ہو گیا اور بہوتا ہی میرے حسن کا تماشا کیسے کرے گا اور میرے کلام کی قدر اور
 مزہ میرے ناز و کرشمہ کا کیا جانے گا اور میرے وصل کی تاب اوسکو کیسے ہوگی ایچیز و
 بہت لوگوں کا مرغ جان آواز خوش کے سننے اور حسن کے دیکھنے سے نفس تن سے پرواز
 کر گیا اور آتش عشق نے اکثر وں کے خاشاک وجود کو صاف جلا دیا اور مقصود صلی
 کو کہ وصال دوست ہی نہ پہونچے اسکی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ عشق تو بجا ہے تنم کے
 ہو اور توحید اور معرفت اوسکے شاخ و برگ اور علم الہی اور تجلیات اور عبادہ اوسکا
 کل اور سیوہ ہو اگر تنم زمین میں پوشیدہ نہ کیا جاوے گا تو کیسے اویگا اور شاخ و برگ
 او میں کیسے آوے گا اور سیوہ اور پھول کس طرح لگیں گے اسے ثابت ہوا کہ تنم عشق کا
 پوشیدہ رکھنا اور اوسکی پرورش قواعد شریعت اور طریقت اور حقیقت سے کرنا مضر

ہر جب یہ حال ہو تو اہل سنت و جماعت کے سب مجتہد و کچھ نزدیک از رو اتفاق کے
 راگ اور باجے مثل دف اور طنبور اور بربط اور زباب وغیرہ کے حرام بین یمان تک کہ
 قرآن پڑھنا حلالانکہ عبادت ہو لیکن وہ بھی راگ بین پڑھنا حرام ہو بلکہ اگر کیا خوب کے نام
 ہو جائے اگر کوئی آواز خوش بین قرآن پڑھے اور کچھ کم اور زیادہ احمان بین کرے اور
 کوئی مقام اس سے چوٹ نہ جائے تو بھی مکروہ ہو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے نہ یہو القرآن بحسن الصوت یعنی قاعدہ تجوید اور مخارج حروف کے ادا کرنے
 سے نہ راگ کی آواز سے اگر فرہ برابر آواز خوش بین نفع ہوتا تو مجتہد و ن کے اجتہاد
 میں بلا شک اختلاف ہوتا جب اسکی حرمت باتفاق ثابت ہو تو جو شخص خدا اور رسول
 اور مجتہد و ن کے حرام کئے ہوئے کو مکروہ جانتے سے کافر ہو جاتا ہو تو حلال جہانے والی کا
 کیا حال ہو گا تمہید ابو شکور میں مسطور ہے کہ لہو ولعب ناچ اور راگ کا مکروہ جانتے والا
 کافر ہو جاتا ہو اس واسطے کہ اسکی حرمت بدلائل نص و باجماع امت ثابت اور ہر پیغمبر کے
 وقت میں اسکی نفی محقق ہو ایضاً یہ محبت الہی کا مقام عالی اور حال لازمی جب نبھو
 حاصل ہو تو اسکو پوشیدہ رکھنا چاہئے بموجب حدیث من عشق الخ کے اور نامحرموں
 سے بھی پوشیدہ رہ حدیث قدسی میں ہو اولیائی تحت قبائی لایعرفہ حدیثی اگر تو
 وہ احوال پوشیدہ ظاہر کر لیا تو وہ عتاب میں گرفتار ہو گا ایک یہ کہ جو شخص بادشاہوں
 کے راز کو ظاہر کرنا ہو تو وہ لایق نزدیک شاہوں کے نہیں رہتا ہو تو تو بھی درگاہ سے
 دور پڑے گا تو مگر یہ کہ اسرار نہانی کا اظہار کفر ہو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے افشاء اسرار الربوبیۃ کفر محققین کامل اور عارفان واصل نے فرمایا
 ہو کہ اگر عشق و محبت ذوق و حالت کسی کو حاصل ہو اور وہ اسکا مطلوب ہو جائے

تو وہ عابد اوس ذوق کا ہی نہ عابد حق کا اس واسطے کہ وسیلہ مطلوب کو عین مطلوب
جائنا کفری فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من احب الله لبه فهو
بشرک بالباری فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ مایہ من اکثرہم یا اللہ لا وہم مشرکون
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ اللہم انی اعوذ
بک من الشرک الخفی چنانچہ اللہ تعالیٰ آپکی صفت میں فرماتا ہے کہ ما نراغ البصو وطمع
پس سالک کا احوال باطنی کی طرف متوجہ ہونا بغاوت اور طغیان ہی سبحان اللہ کیا خوا
فرمایا ہے رب پاجی

آنرا کہ فنا شیوہ و فساد آئین ست	نے کشف و یقین نہ معرفت نے دین ست
رفت اوز میان یہیں خدا ماند خدا	الفقر اخذ اتو هو اللہ این ست

ایضاً

و نیاجم را و قیصر و خاقان را	شیخ فرشتہ را صفار ضوان را
و زنج بدر اہشت مرپاکان را	جان مارا و جان ما جانان را

تمام ہوئی عبارت ہدیۃ السنی ترجمہ ہدایت الاعلیٰ کی جو دو باب بارہویں اور تیرہویں
میں لکھی ہیں واللہ اعلم بالصواب اور کتاب اخبار الاحیاء تصنیف شیخ محدث دہلوی رحمہ
میں بیان حال شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ میں مرقوم ہے کہ طریق انکاساع بین ہی
نزدیک اسی طریق کے تھا کہ مرید و ساجد اسکے عمل پر راضی نہ تھے اور نہ فعل مشائخ پر انکا
کرتے تھے شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ہمارے ملک میں یہ رسم
ساع کی عجائب متعارف اور مروج ہی اور اگر کوئی اوس سے بچے اور پرہیز اور انکار کرے
تو اسکو تمام مخلوق سے مخالف ہونا چاہیئے اور سب لوگ اوس سے متناسل ہو سکیں بدستور

بین اور اسپرقت مخالفت مشایخ کی کرتے ہیں آدمی کیا کام کرے فرمایا کہ اگر کسی ہاتھ
 یاروں موافق اور اہل معنی اور ہر کے کوئی غزل یا چکر نہ آتا تو مضائقہ نہیں ہے
 تیسرے عرض کی کہ وہاں اجتماع اور محافل کرتے ہیں اور اہل اور نااہل اور فاضل اور
 صالح اور ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایسا ایسا کرتے ہیں جیسا کہ ملک ہندوستان
 میں دیکھا ہوگا اسکا کیا حکم ہو فرمایا کہ یہ خود اصلاً اور بالکل جائز نہیں ہے اور نہ کرنا چاہیے
 اور بچنا اور پرہیز کرنا اور اس وقت طالب حق سے اس صورت میں قطعاً سہل و آسان
 اور درگزر نہ کی فقط اور اسی کتاب میں حال شیخ نصیر الدین محمود رحمہ اللہ میں ترجمہ
 ہے کہ ایک روز بعض مریدان شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے مجلس کی تھی اور وہ
 زنون سے سرو بستے تھے شیخ نصیر الدین جو مجلس میں تھے اٹھے کہ نکلیں یا روئے کی تکلیف
 پیش کی کہ انہوں نے کہا کہ یہ خلاف سنت ہے یہی یا روئے کہا کہ تم سماع سے منکر ہو
 اور شریعت سے پرہیز جواب دیا کہ یہ کچھ نہیں ہے بلکہ دلیل کتاب اور سنت سے ہونا
 چاہیے بعض اہل غرض نے یہ بات شیخ تک پہنچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہیں شیخ سوان کا
 سچا بجا ماہ معلوم تھا فرمایا کہ وہ سچ کہتے ہیں حق یہی ہے کہ جو انہوں نے کہا اور میرا اولیاء
 لکھا ہے کہ مجلس شیخ نظام الدین رحمہ اللہ میں مزامیر نہ ہوتا تھا اور نہ تصفیق اور دستک
 اور تالی سجاتے تھے اور اگر کوئی یہ خبر کسی یار کی پہنچاتا تھا کہ وہ مزامیر نہ ہوتا تھا تو کوئی
 منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوب اور اچھا نہیں کرتا اور خیر المجالس میں کہا کہ ایک عزیز
 خدمت شیخ نصیر الدین میں آئے اور یہ بات شروع کی کہ جانے ہو گا کہ مزامیر جماعت میں
 ہوا اور وہ اور نے اور باب سجاوین اور صوفی لوگ رقص کریں خواجہ نے فرمایا کہ
 مزامیر ساتھ اجماع کے مباح نہیں ہے اگر کوئی طریقت سے گرا تو بارے شریعت میں رہا

اور اگر شریعت سے بھی گرتا تو اب کہاں جاویگا اول تو سماع میں اختلاف ہی نزدیک علماء کے
 ساتھ کتنی شرطوں کے اوسکے اہل کو مباح ہی مگر مزایر باجماع حرام ہی انتہی من اخبار الاخیار
 اور کتاب مخزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار میں جناب خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ معرفت
 چودہویں کے آخر میں کتاب مطبوعہ مطبعہ نشتی نو لکھنؤ واقعہ کانپور کے صفحہ ایک سو اسی
 میں فرماتے ہیں کہ بعضے نارسیدگان قرب حضرت بیچ استقامت عمارت عالم ناسوت و
 ثبات قدمی عبادت عقبی کی بحالت سوگنا ناستے ہیں اور واسطہ نموداری خلافت
 کے رقص کرتے ہیں پس سوگنا استقامت تربیت جذبہ عشق و حرانیت و سوگنا معرفت
 استغراق کمال سکر محبت کے عالم ناسوت میں بحالت سوگنا حرام ہی اور اگر ساک
 مجذوب بیچ معرفت جذبہ اصلاح باطن اور اطاعت عالم حیرت و استقامت تربیت تلاوت
 حفظ قلوب پاسبانی قرب حضرت کی ثابت قدمی اور سکر محبت حاصل ہی تو بحالت ہست
 سستی سکر محبت و مقام محو کے عالی قدر مراتب سستی عشق محبت کے بعض کو سماع حلال ہے
 اور بعض کو مباح ہی اور معرفت اکیسویں میں جو بیان سماع میں ہی صفحہ ۸۷ اسے صفحہ
 ۹۷ تک میں ہی کہ آگاہ ہو کہ شرط اصلی سماع کی وہ ہے کہ زبان و مکان اور انخوان کا
 لحاظ چاہئے رکنا زبان اوسکو کہتے ہیں کہ بصوت دل مشغول کسی چیز کا ہو یعنی غسل
 و استنجا و وضو یا نماز یا خورش طعام وغیرہ کے کہ دل مقام حالی سے پرگندہ ہو سماع
 کچھ اثر نہ کرے گا مکان وہ ہے کہ راہ گذر ہو یا جائے تاخوش و تارک یا خانہ ظالم یا خانہ
 غصہ ناک یا خانہ بے نمازی ہو کہ وہ اسلام سے خبردار نہ ہوئے اگر اسوقت طبیعت ہی
 کداز ہوئے مگر سماع اثر نہ کرے گا انخوان وہ ہے کہ حضار محفل اہل سماع سب ہمہ یکا یک پیہر کے
 ہوں یا معتقد ایک خاندان کے ہوں کہ اثر زیادہ ہو و یا درویش ایک صفت

یعنی سب صوفی ہوں یا سب رند یا قلندریا سید رہی ہوں کہ وہ بہر حال ایک دوسرے کے بہائی ہیں اور اگر کوئی مشکبہ دنیا دار یا زنا بد ریا کار مجلس میں حاضر ہو کہ ساتھ تکلف کے حالت لاوے اور رقص کرے تو سماعت ہوشیاری سماع ہرام ہو دیا تو الٰہی غفلت ویسے رخصت و یا تارک الصلوٰۃ حاضر ہوں دیا خلافت بہر جائے دیکھتی ہو تو یا عورتیں جو ہوں یا جوان اگر شریک یا اہل مجلس ہوں اہل غفلت کے کہ شہوت انہیں لہتا ہو سماع طہم ہو کہ واسطے کہ آگ شوق کی طرح مرد و عورتوں کی غالب آتی ہو اور فسق و فساد پیدا ہوتا ہو پس ایسا راگ سننا بالکل ضرر پہنچاتا ہے شرط دوسری وہ ہے کہ سب مردم اہل سماع بھی نگاہ رکھیں اور ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں اور بائیں کرنا حرام جائیں اور پانی نہ پئیں اور سر نہ ہلاتیں اور بناویک سے کچھ حرکت نہ کریں بلکہ دوزانو بیٹھیں اور دل ساتھ خدا کے لگا لگائیں اور منتظر اس امر کے رہیں کہ غیب سے ولیمین کیا آگلتا ہے بسبب اس سماع کے اور اپنے کو سنبھالنا چاہیے کہ تا باختیار خود کمرے ہو کر حرکت نہ ہونے اگر کوئی شخص بیچ قلب و جد کے کمرہ ہو تو اہل سماع اس کی موافقت کریں حتیٰ کہ اگر کپڑی اوسکی گر جاوے تو پہرہ و ٹاکرا اس کے سر پر رکھیں اور نگہبانی کریں اگر چہ پتہ امر بدعت ہی مگر جہہ بدعت بتی نیک ہے اور بدوہ ہی کہ مخالف سنت ہوں دل مردم کا خوش کرنا شریعت میں محمود ہے اور ایک قوم کی یہ عادت ہو کہ انہوں کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں وہ بیچ اخلاق کے اسکی بد خوئی ہو اور اسی معرفت میں صفحہ ۸۰ میں ہے کہ اور اس زمانہ میں ایک گروہ گراہوں کا ہے کہ فاسقوں کے سماع میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سماع حق سے سنتے ہیں وہ فاسق ہیں کہ واسطے کہ وہ ان کے سماع میں موافقت کرتے ہیں اور فسق و فجور پر حرص زیادہ کرتے ہیں کہ تا خود اور وہ دونوں ہلاک ہوں اور معرفت جو بیسویں صفحہ ۱۰ میں

کہ دل اور سماع کے نزدیک اس حالت میں کہ رغبت ہو مگر مقام سرگت و صحبت مستی
استغراق کمالیت محو میں کہ واسطے کہ سماع عالم سہو میں درست نہیں ہے اور صرف چھپو
صفحہ ۲۲۲ میں ہے کہ اور عوام لوگوں کے سماع میں حاضر ہو کہ واسطے کہ سماع ساتھ اہل
سماع کے مباح ہے انتہی میں گنج الاسرار فاضل ہو کہ یہ بیان اور وصایا میں ہے کہ جو
جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کئے ہیں اور واضح ہو کہ اس کتاب میں جو چند مقام پر لفظ
سہو کا بسین اور ہا کے لکھا ہے ظاہر سہو کا تب ہے کیونکہ مقامات سلوک میں کوئی حالت سہو
کی نہیں ہے سہو غفلت ہے اور غفلت کفر طریقت ہے بلکہ یہ لفظ صحیح صحیح و صفا و جملہ اور جاری
حلی کے معلوم ہوتا ہے جو مقابل سرگاہی اور سہو اور سرگد و حال میں مشارف سلوک
کے سہو کے معنی ہوشیاری کے ہیں اور سرگد کے معنی مغلوب احوال اور بیہوش ہونا ہیں
واللہ اعلم و علماہ اندرو اکمل و احکم

خاتمے بیان قول فیض

باب سماع میں

مختصر یہ ہے کہ حکم جائز ناجائز ہونے سماع کا علی الاطلاق روایات کتب مذکورہ سے بخوبی
معلوم ہو گیا خصوصاً ایسا راگ اور سماع جو مروج اہل زمانہ ہے اور بالخصوص ایسا سماع
کہ جو بلا لحاظ شرائط اور آداب کے بہتر نہ طاعت اور عبادت کے واسطے تقرب الی اللہ کے
مستعمل ہوتا ہے تو اب ہر چند حاجت اس کے حکم کو تشریح اور تصریح کی اصلاح نہیں ہو سکتی
جامع اور اقحامہ اللہ تعالیٰ عن الشقاق والنفاق خلاصہ روایات مطولہ کو مختصر
کر کے احکام کلی اور مفید تشریح کرنا چاہتا ہے اور ہمیں صریح طبیعت اور فہم پر مدد

نہیں رکھتا بلکہ اقوال علماء رحمہ اللہ پر کہ ہادیان شریعت اور متفقان طریقت ہیں اتنا
 کرتا ہی اور جو کہ منطوق فقیر تحقیق مسئلہ اور متفق مقام پر لہذا رعایت طرفین منع وجہ ان کے
 مناسب سمجھے کیونکہ دلائل منع اور اباحت کے خود متعارض ہیں آویں اقوال سلف اور خلف
 کے مختلف ہیں اور ہر جانب میں اباحت اور منع سے فضلاء سے کلام اور کلام سے فضلاء
 میں قطع کرنا ایک طرف پراور سختی اور ورستی کرنا کسی جانب میں بلا شک راہ تصعب اور ناانصاف
 کی چلنا ہے کہ وہ میں پیشہ گستاخی اولیاء اللہ اکرام کی اور سوراہی علماء انام کی واقع
 ہوا اور اس خواہش اور دعا کے مطابق میں نے وہ تحقیق پائی جو کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی
 نے کتاب مارج النبوۃ میں لکھی ہے تو اسی کا فرم و نقول کرنا مناسب اور معقول منقول
 لہذا اس کو باتمام تحریر کر کے کتاب نہ اتمام کو پہونچائی و ارجو من اللہ الکریم القبول
 والاستعاۃ والهدایۃ الی الطریق القویم بفضلہ العظیم و تجاہ نبیہ قسمیم
 نسیم و سیم علیہ واللہ و اعیانہ الصلوۃ و التسلیم

منقول کتاب مارج النبوۃ سے

وصل اور جو کہ کلام متفق بالقرآن میں ہوا تو اگر کوئی مسئلہ سماع پر اشارہ کیا جاوے تو وہ
 نہیں پس جان کہ اس مسئلہ میں اختلاف بہت آیا ہے قدیم و جدید قول و فعل میں تفسیر و
 اباحت پر متوقف اور تردد و دبیہ میں اور کیا ہے کہ یہ کام ہی نہیں کرتے اور انکار ہی نہیں
 کرتے اور جان کہ وہ سماع کہ جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے بدیل قول حق تعالیٰ کا لہذا
 یَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ تَوَّسَّطَهُ دِلُّ اس آیت شریف کے و ارجو من اللہ
 مَا أُرِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَمَّاءَ فَوْا رَيْنَ الْحَيِّ

تو کتاب عوارف المعارف میں کہنا ہے کہ یہ سماع ہی کہ اتفاق ہی اسکی حقانیت پر اور خلاف
 نہیں کیا اس میں کسی دشمن نے اہل ایمان کو اور یہ سماع کہینچتا اور جلب کرتا ہی حرمت پروردگار
 کریم کو اور وہ کہ جو مختلف فیہ ہی وہ سماع اشعار اور قصائد کا ہی کہ جو ساتھ الحان نظر بقوت
 کے ہوا اور اسی سماع میں ہر کثرت اقوال کی اور بغایت احوال کی بعض اسکے بالکل منکر ہیں
 اور اسکو ساتھ فسق اور مجور کے ملتی رکھتے ہیں اور بعض اسکے حریص ہیں اور اسکو عین شہرت
 شمار کرتے ہیں اور یہ دونوں طائفہ طرین افراط اور تقریط میں ہیں انتہی اخلاصہ کلام
 آگاہ اس مقام پر تین طریقے ہیں ایک مذہب فقہاء کا ہی اور یہ اسکا انکار شدید کرتے
 ہیں اور چلتے ہیں راستہ تعصب اور عناد کا اور الحاق کرتے ہیں اوسکے کہ نیکو ساتھ
 گناہ اور کبار کے اور اوسکے اعتقاد کو ساتھ کفر اور زندہ اور الحاد کے اور یہی افراط
 ہی اور فروج ہی طریقہ اعتدال اور انصاف جسے کہ نچا ہے اسپر حرات کرنا مخصوصاً محل
 خلاف میں البتہ منقول ہی علما مذہب سے وہ جو دلالت کرتا ہی حرمت اور کراہت پر اور
 دوسرا طریقہ محدثین کا ہی اور یہ فرماتے ہیں کہ ثابت نہیں ہی اسکی تحمیم میں کوئی حدیث
 صحیح اور نص صریح بلکہ اسباب ہیں جو کہہ کہ وارد ہوا ہی احادیث سے یا موضوع ہیں یا
 مطعون اور اسیطرح آیات قرآنی اگرچہ تفسیر کیا ہی اوسکو بعض اہل تفسیر نے ساتھ اسی
 چیزوں کے کہ وہ دلالت کرتے ہیں حرمت غنا پر لیکن اوسکی تاویلات اور محامل دوسرے
 ہی ہیں کہ ذکر کیا ہی اوتکو غیر کے نے علماء اور جبکہ ثابت نہ ہوئی حرمت تو ثابت ہی محل
 اور اباحت ساتھ دلیل اس قول الہی تعالیٰ کے کہ **وَأُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ** اور
 بعض نے کہا کہ ثابت نہیں ہی نہ حرمت پر نہ اباحت پر کوئی دلیل قطعی شرعی ہے مسئلہ
 بنی ہوگا اس قاعدہ پر کہ اصل اشیا میں کیا ہی یعنی حشر یا اباحت یا حشر طریقہ سادہ

صوفیہ کرام کا جو اور مذہب انکا اس بارہ میں مختلف اور افعال متنازعہ فیہ آئے ہیں
بعضوں نے اجتناب کیا جو اور بعض ایکے باشر ہوئے ہیں اور درباب اجتناب کا انکار چاہا
کہ شدید اور اجتناب اور تشدید قوی تر ہو کیونکہ مذہب انکا متسک ہی ساتھ عمر بیت
اور احتیاط کے افعال اور اقوال میں ایچ تمام اوقات اور احوال کے لیکن اور بعض ان
کے غالبہ حرص اور شوق اور سکر اور محبت اور صغہ حال اور وجد اور عیان اور
حکم ایسوں کا حکم والہ و سکران کا جو اور شک نہیں جو تاثیر کرنے نعمون میں بیچ نفوس کے
اور قریب قلوب کی اور ثمارت باطن کی اور یہ معلوم ہو ساتھ بشاہدہ اور عیان کہ
تیا شک کہ حیوانات اور بیوقوف اور لاکو نہیں شامل ہونا ان چیزوں کا اور یہ لوگ
بعض نائب ہیں اور برباط حکم اور یکے بار سوخ قدم اور بعض مسکون میں اہل شوق سے
وگرگون ہولے والے اور تڑاتے والے ساتھ غلبہ و جد کے شیفتگی کے اور بعضے عاریت
کہا جو کہ سماع واسطے اہل تجلیات صفات کے درباب مواجید سے ہو کہ گذرتے ہیں انہر احوال
مختلفہ اور صفات متباہنہ لیکن اہل تجلیات ذاتی ہیں مقام انکا جو سکا پردہ کے ہے اور
تحقیق کی جو اسی طائفہ نے شرائط اور ادب اور سکی اور کافی جو طالب متبع کو کہ جو جامع
ہو در بیان احکام اور معارف کے نظر کرنا کتاب عوارث المعارف میں کہ ضبط کیا ہے
اور میں ایک باب کو رد اور انکار میں اور ایک باب قبول اور ایثار میں اور ایک باب
ترفع اور استغفار میں سماع سے اور ایک باب دوسرا ذکر تادب اور اعتنائیں واللہ اعلم
اور صاحب کتاب الامتارح باحکام السماع نے کہا جو کہ غناد و قسم ہی ایک قسم ہے جو کہ جاری
ہو عادتوں میں کہ استعمال کیا جاتا ہو واسطے نشاط قلوب اور مبلنے اعمال اور تحمل افعال
اور قطع کرنے سید انون کے راہج میں اور یہ صفت کعبہ شریفہ اور زمزم اور مقام کے اور

راہ جہاد میں بیچ و صف کرنے اور جنگ اور مبارزت کے مانند حدی اور نصیب اور رکبانی
 کے اور مانند راکگ عورتوں کے واسطے تسکین بچوں کے اور شل انکے کے اور یہ تمام اقسام
 راکگ کے مباح ہیں اگر انہیں ذکر فواحش اور محرکات کا نہ ہو بلکہ مستحب ہیں کیونکہ یہ سب نشاط
 کے ہیں اعمال مرفوع پر دوسری قسم راکگ کی وہ ہے کہ استعمال کرتے ہیں اور سکا مضی لوگ
 کہ جو جانتے ہیں اس فن کو اور اختیار کرتے ہیں اشعار رقیقہ کو اور سخن کرتے ہیں ساتھ
 تلخیصات رقیقہ کے کہ وہ ہوجان میں لاتے ہیں نفس کو اور طرب اندوز کرتے ہیں اور کو
 اور یہ قسم مختلف فیہ ہو درمیان علما رحمہم اللہ کے ایک جماعت نے مباح رکھا ہی اور کیا
 قوم نے حرام کہا ہی اور ایک گروہ نے مکروہ ٹھہرایا ہی اور کہتے ہیں کہ صحیح تراویح و تہجد
 امام مالک اور امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ سے قول ساتھ
 حرمت کے ہی اور اطلاق حرام کا بھی آیا ہی اور نقل کیا ہی قاضی ابوالطیب رحمہ اللہ نے
 حرمت کو امام ابو حنیفہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ سے اور کتاب عوان
 میں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ ٹھہراتے تھے غنا کو ذنوب اور معاصی سے اور اس طرح نقل کیا
 ہی قاضی ابوالطیب نے حرمت کو عام شعبی اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی اور فاکہی سے
 ساتھ اپنی سند کے اور روایت کیا ہی سفیان ثوری سے کہ سوال کیا گیا ان سے غنا کا
 پس کہا انہوں نے کہ وہ مثل ایک ہوا کے ہو کہ اس کان سے آوے اور اس کان
 دوسرے جاوے اور کہا ہے کہ یہ اشارہ ہی اونسے طرف اباحت او سکی کے اور نقل
 کی گئی ہے حرمت او سکی ہی اہل کوفہ اور اہل مدینہ اور اہل عراق سے اور ایک طائفہ
 اباحت کے گیا ہی اور مطلق کیا ہی قول اوسین بغیر تفصیل کے درمیان مرد و عورت
 اور مرد کے اور مساوات اور برابری کی ہو درمیان اوسکے لیکن بشرط اس کے فتنہ

اور وقوع اس کے سے اور یسینوں نے فرق کیا ہو درمیان تھوڑے اور بہت اور
 مرد اور عورت کے اور کہا ہو قائلان اباحت نے کہ روایت کیا گیا راگ اور سنا اور سکا ایک
 جماعت کثیر صحابہ اکابر سے کہ انہیں ہیں چند عشرہ ہمشہرہ سے اور جم غفیر تابعین اور
 تبع تابعین اور اتباع تبع اور دوسرے علماء محدثین اور علماء دین سے کہ جو اباب زہرہ
 اور تقویٰ اور علم اور حرافت کے ہوئے ہیں اور منقول ہیں اس باب میں ان سے
 روایات اور حکایات کہ کفایت ہو اور ہیں اور بے شک معلوم ہوتا ہو کہ ائمہ دین اور
 اکابر اہل یقین مختلف ہیں انہیں لیکن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سناراک کا اور
 مشہور اور مستفیض ہے اور نقل کیا ہو اسکو جسے کہ غرض کیا ہو اس مسئلہ میں اعتبار اور
 حفاظت اور زیارت تو اس سے اور ابن عبد البر نے کتاب استیعاب میں کہا ہو کہ نہیں جانتے
 تھے یہ حضرت عثمان بن کثیر رضی اللہ عنہ اور تھے ایلم المؤمنین اور زمانہ کے چچا ان کے حضرت علی
 بن طالب رضی اللہ عنہ اور جایا کرتے تھے وہ طرف گراہی جلیلہ کے کہ وہ مغنیات سے تھی
 اور اسے قسم کہانی تھی کہ راگ ٹکڑے واسطے کسی کے گراہنے گہرین پس راگ گایا اسے
 واسطے ان کے اور چاہا کہ آدے ان کے گہرین اور سناوے آد کو راگ اور کفارہ ادا
 کرے اپنی قسم کا پس منع کیا ان رضی اللہ عنہ نے اسکو اس سے اور کہا ہو کہ تمہیں واسطے عبد اللہ
 بن جعفر رضی اللہ عنہ کی چوکریاں کہ راگ گاتی تھیں واسطے ان کے اور عود بخالی تھیں واسطے
 ان کے اور کہا ہو کہ سفید بن السائب کہ جو افضل تابعین سے ہیں اور ضرب المثل ہیں ویر
 اور تقویٰ میں سناراک تھے راگ کو اور لذت پاتے تھے اس کے سماع سے اور اس طرح مسلم
 بن عبد اللہ بن عمر اور قاضی شریح رضی اللہ عنہم سے تھے مٹنا کو چوکریوں کے باوجود
 قدر اور کبر سس کے اور سعید بن جبیر نے کہ اعظم تابعین سے ہیں سنا ایک چوکری کو کہ

وہ غنا کرتی تھی اور وف بجاتی تھی اور اس طرح عبدالملک بن ہریرج کہ علما اور حفاظ اہل
 فقہاء و عباد سے ہیں اور اجماع ہی انکی عدالت اور جلالت پرستے تھے غنا کو اور سمجھتے تھے الحجاز
 کو اور ابراہیم بن سعد جو ایک شخص تھے پیشوا اپنے زمانہ کے فقہ میں اور روایت نہیں سنتے
 تھے طالبو کو حدیث کی جب تک کہ نہیں سنوا لیتے تھے انکو راگ اور فتویٰ دیا مجلس
 ہارون الرشید میں ساتھ حلال ہونے غنا کے اور پوچھا انہی احوال امام مالک کا پس
 کہا اونہوں نے کہ خبر پہنچی ہے مجھے کہ نبی یربوع میں دعوت تھی اور لوگوں کے ساتھ
 وف اور عودتے کہ راگ گاتے تھے اور لعب کرتے تھے ساتھ انکے اور ساتھ مالک کے بھی
 دن مریج تھا کہ بجاتے تھے اسکو اور تعنی کرتے تھے والله اعلم اور حکایت کی ہے صاحب کتبہ
 نے کہ بوجہ گیا حضرت امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ سے حال غنا کا پس کہا دونوں
 حضرات نے کہ نہیں ہی راگ کیا کرتے اور نہ اسور صغار سے اور منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ
 کا ایک ہمسایہ تھا کہ ہر رات کو اوٹھ کر راگ کیا کرتا تھا اور حضرت امام صاحب کان رکھا
 کرتے تھے اس کے راگ پر اوٹھنا کرتے تھے ایک رات آواز اسکی نہ سنی پس پوچھا اس کے
 لواحق سے کہ آجکی رات کیا سبب ہوا کہ آواز اسکی نہ آئی جواب دیا کہ وہ باہر نکلا تھا
 آجکی رات پس پکڑ لیا اسکو اور قید کر دیا پس پنا امام نے حمامہ اور گئے نزدیک امیر کے
 اور سفارش کر کے رہا کر دیا اسکو اور پوچھا امیر نے کہ نام اسکا کیا ہے کہا کہ نام اسکا
 عمر ہے پس چوڑو یا قید سے ہر عمر نام کو اور کہا امام نے اس شخص کو کہ کیا کر جو کچھ کہ کیا
 کرتا تھا تو ہر رات اور جبکہ کان رکھا امام صاحب نے اس کے راگ پر اور منع نہ کیا اسکو
 تو دلالت کی اسنے مباح ہونے راگ پر نہ کیا انکے اور سننا اوٹھ کر رات کو باوجود
 اس وسع و تقویٰ کے کہ آپکا تھا محمول نہیں ہوتا مگر اباحت پر پس وہ جو وار دہوا

نے ہمراہ لیا مجھے طرف ایک مجلس کے کہ وہیں ایک عورت تھی کہ گاتی تھی اور جبکہ فارغ ہوئی
 وہ تو کہا شافعی نے آیا خوش اور پسند کیا تو نے اسکو تو نے کہنا کہ نہیں پس فرمایا آپ
 کہ اگر سچ کہا ہے تو نے تو نہیں ہی تیری جس صحیح یعنی پسند کرنا اور خوش رکھنا غنا کا نشان
 سلامتی طبیعت اور جس کی ہر اور ناخوش آتا اور کا نشان ہی کج طبیعت اور نقصان است
 اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دلیل شرعی حرمت اور کراہت اسکی پر نہیں ہی اور دلیل
 ہوتی تو خوش رکھنا طبیعت کا اسکو کیا فائدہ رکھتا تھا اور تاثیر کرنے نعمہ میں بیچ
 طبائع کے کسی کو کلام نہیں ہی یہاں تک کہ حیوانات میں بھی موجود ہی کیا مقام آدمیوں کا
 اور منقول ہے حضرت شافعی رحمہ اللہ سے کہ غنا ہو کر وہ ہر شایہ جو ساتھ باطل کے
 اور کہا ہی کہ ہو سکتا ہے کہ مراد دیکر وہ وہ ہو کہ ترک کرنا اور کا اولی ہی کیونکہ اطلاق اور
 اس معنی پر آیا ہو اور امام غزالی نے کہا ہے کہ دلالت نہیں ہی اسکو حرمت اور کراہت پر
 بلکہ اگر باطل کہا ہوتا تب ہی دلالت نہوتی اور حرمت کے کیونکہ معنی باطل کے یہ ہیں کہ
 او میں فائدہ نہوا اور وہ مباح ہو فائدہ اور کہا ہی کہ حل کیا جاتا اور سکا جو وارہ
 ہوئے ہیں ایسے الفاظ سے کہ دلالت رکھتے ہیں اور غلطت اور شدت کے ایسے غنا پر
 کہ جو مقترن ہو ساتھ فحش کے یا منکر کے پس تحریم بھت عارض کے ہوتی نہ بھت اوس
 معنی کے کہ ذات غنا میں جو خلاصہ کلام آنکہ ساتھ تحقیق کے صحیح ہوئی ہی قول اور فعل
 حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے وہ چیز کہ صریح ہی اباحت میں اور نہیں ہی نص تحریم
 میں اور لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پس صحیح ہوئی ہی روایت کہ او میں نے
 سنا ہی راگ کو نزدیکی بیٹے اپنے کے کہ نام اور کا صالح ہی روایت ہی ابو العباس زرغانی
 سے کہ کہتے تھے سنا میں نے صالح بن احمد بن حنبل سے کہ کہتے تھے کہ میں دوست رکھتا تھا

سماع کو آتے والد سیر کہ ناغوش رکھتے تھے اور سکو پس وعدہ کیا میں ابن جنادہ کہ ہر ایک
 رات نزدیک میرے پس رہے وہ نزدیک سیر یہاں تک کہ جانا میں کہ سو گئے والد سیر میں شروع
 کیا ابن جنادہ نے غنا اور سنائے آواز پاؤں کا جیت پر سوچا مابین اوپر جیت کے آؤ کیا
 میں اپنے والد کو کوٹنے پر کہ سنتے تھے غنا کو اور اس نے پھر بغل اونکی کے تھے اور وہ پر شا
 تے جیت پر گویا کہ رقص کر رہے تھی اور شل اسی قصہ کے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے یہی قول
 ہے اور یہ وہ دالت رکشا ہی اباحت سماع پر نزدیک اولن رحمہ اللہ کے اور وہ جو منقول ہے
 اونسے برخلاف اسکے پس وہ محمول ہو اور غنا سے مذموم کے جو مقرر اور شامل ہو ساتھ
 فحش اور منکر کے اور روایت کیا گیا ہی انہیں رحمہ اللہ سے کہ سنا اونوں نے ایک حال
 کو نزدیک بیٹے اپنے صامح کے اور انکار نہ کیا پس کہا اونکے بیٹے نے کہ یا حضرت آیا نہیں
 آپ کہ انکار کرتے تھے اسکا اور مکر وہ رکھتے تھے اسکو جواب دیا کہ مجھ کو پوچھا یا پھر کہ استعمال
 کرتے ہیں ساتھ اسکے منکر کو اور حکایت کیا ہی داؤد طائی رحمہ اللہ سے کہ وہ حاضر
 ہوتے تھے سماع میں اور سید ہی ہو جاتی تھی بیٹہ اولن کی سماع میں بعد اسکے کہ طبرستان
 ہو گئی تھی بوڑھا پے سے اور تھے وہ رحمہ اللہ عالم فقیہ حنفی شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ
 کو فی رحمہ اللہ کے اور کہا ہی فقیہ عالم نام الدین ابو الیراسکندی رحمہ اللہ نے اپنے
 کتاب میں کہ سماع اگر ہو اپنی شرط سے اپنے محل میں اپنے اہل سے تو صحیح ہے اور اختیار
 کیا ہی اس قول کو ثناء ہے ابو بکر حلال صاحب جامع اور صاحب ابوعبید العزیز
 نے اور حکایت کیا ہی اسکو صاحب ستوعب نے جماعت اونکی سے اور نقل کیا ہی سماع کو
 صامح اور عبد اللہ دویطون امام احمدیہ سے اور اختیار کیا ہی حافظ ابو الفضل مقدسی وغیرہ
 طاہرہ سے اور ذکر کیا ہی اسکو ابو محمد بن حزم نے اپنے مصنفات میں اور انکا ایک سال

و خاص اسی باب میں اور تصنیف کیا جو ابن طاہر نے اور نقل کیا جو اجماع صحابہ اور
 تابعین کا اسپر اور سوق کیا ساتھ اؤن سندوں کے کہ جو ان کے نزدیک ہیں اور
 نقل کیا جو شیخ تاج الزمیں فراوی شافعی شیخ دمشق اور مفتی اوسکا و ابن قتیبہ نے اجماع
 اہل حرمین کا اسپر اور نقل کیا جو ابن قتیبہ نے اکثر اہل عراق سے اور روایت کیا جو ابن
 طاہر نے ساتھ سند اپنی کے کہ جب دیکھتے تو اہل مدینہ کو کہ اجماع کیا ہے کسی چیز پر پہنچانے
 کہ وہ سنت ہے اور روایت کیا جو یونس بن عبد الاعلیٰ نے کہ پوچھا میں امام شافعی رحمہ اللہ
 سے حال آیا محتاہل مدینہ کا سماع کو تو فرمایا اونہوں نے کہ نہیں جانتا میں کسی ایک کو
 علم ارجاز سے کہ مکر وہ رکھا ہو سماع کو مکر وہ جو اوصاف میں ہو اور ذکر کیا ابو یعلیٰ جنبل نے
 کہ توسع بن یعقوب کو ماجشون اور بہائی ان کے رخصت کرتے تھے اور اجازت دیتے تھے سماع
 کی اور کہا یحییٰ بن یعین نے جو بڑے علمائے حدیث سے ہیں کہ ہمارے میں یوسف بن ماجشون
 کے نزدیک ہیں وہ حدیث سناتے تھے ہکا اپنے گھر میں اور چوکریان ان کی بجائی تھیں
 معارف کو دوسرے گھر میں اور یہ علماء ثقات اور اہل حدیث کے ہیں کہ مخرج ہیں صحاح
 میں اور کہا جو عبد العزیز بن سلمہ نے کہ ماجشون جو کہ مفتی اہل مدینہ کے تھے اور روایت
 کرتے ہیں ان سے ائمہ حدیث اور تخریج کی ہیں ان سے صحیحین میں اجازت دیتے تھے بجائے
 عود کے اور نقل کیا جو صاحب نہایہ نے شرح ہذا یہ ہیں حنفیہ سے بقدر نقل کرنے ان کی کہ
 تخریم کو بعض ان کی سے اباحت کو جبکہ تعنی کرے یا استفادہ کرے ساتھ اوسکے نظم
 توانی کو تاکہ ہو فصیح زبان اور کہا ہو لا باس بہ اور بعض حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر تنہا ہو
 اور تعنی کرے واسطے وقع کرنے وحشت کے اپنے نفس کی تو لا باس بہ ہے اور اسکا اخذ
 کیا ہے من الائمہ سرخسی نے اور استدلال کیا ہے اسکا ساتھ اس طرح کے کہ تھے انس بن مالک

رضی اللہ عنہ کہ کرتے تھے اور سکو اپنے گھر میں اور عین کرتے تھے اور سکو بطریق اللہ کے اور
 کہا ہے کہ جو کوئی کہ قائل ہو ساتھ کہ راستہ مطلق کے تو وہ عمل کرتا ہی حدیث انس کو اور پھر
 اشعار سباحہ کے اور بزم کیا ہی صاحب بدائع نے حنفیہ سے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا
 ہو خمس الائمہ نے اور تعلیل کی اس طرح پر کہ سننا لاگ کا نرم کرتا ہی دیکھو اور صاحب بیہ
 نے حنفیہ سے نقل کیا ہے بعض سے یہ کہ لا باس ہے ہر اعراض میں یعنی شادیوں میں اور
 بعض نے کہا ہے کہ لا باس ہے ہر تمام ایام عید اور سب اوقات سرور سباحہ میں اور انبیاء
 کیا ہو اور سکو علماء شیعین سے شیخ الاسلام ابو محمد بن عبد السلام اور صاحب ان کے شیخ محمد بن
 دقیق العین نے اور کہا ہے صاحب ابتاع نے کہ تحقیق تھے موفیہ کرام میں جماعت اہل فتنہ
 اور حدیث اور معرفت انواع علوم شرعیہ کے مثل اور ستاد ابو القاسم مشیری اور شیخ ابوالحسن
 مکی کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے ذکر کیا ہے انکو اپنے رسائل اور تصانیف میں
 اس طرح کہ کرتا ہی دلالت اور پر اباحت سماع کے قولاً اور فعلاً اور تھے بنید رحمہ اللہ فقیہ کہ
 فتویٰ دیتے تھے اور مذہب ابو ثور کے اور حکایت کی ہوا تھے امام قشیری اور سہروردی
 وغیرہ ہاتھ کہ کہا انہوں نے کہ نزول کرتی ہر رحمت الہی اس طائفہ پر تین مقام میں ایک
 وقت کہانیکے کیونکہ یہ لوگ نہیں کہاتے مگر نزدیکیا فاد کے اور دوسرے وقت ہمیشہ اور
 ہر کلامی کے کیونکہ کلام کرتے ہیں مقامات صدیقین اور انبیاء مرسلین میں اور تیسرے وقت
 سماع کے اس واسطے کہ سنتے ہیں یہ ساتھ وجد اور شہو و حق کے اور حکایت کی ہر علمایا جماعت
 صحابہ سے اس معاملہ میں بہت حکایات کہ اکثر وہ مذکور ہیں کتب قوم میں و وصل جان کہ
 صاحب ابتاع نے ذکر کیا ہے کہ سماع میں تین قول ہیں حریت اور کہ راستہ اور اباحت
 اور ذکر کیا ہے دلایل ہر مذہب کو اور ترجیح دینی ہر مذہب اباحت کو جیسا کہ مدعا اور سکا ہے

اور جواب دیا ہی استدلال اور تمسکات حرمت اور کراہت کا اور طول کیا ہی اثبات نہ پہنچا
 اباحت میں اور ثبات کیا ہی اوسکو ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کے اور
 وجہ قیاس کی یہ ہے کہ جب ثبات ہو گیا سنت صحیحہ میں جائز ہونا نفی بالقرآن کا تو اشعار
 میں ہی جائز ہو گا بدلیل جامع اسکے کہ نفی قرآن میں اور باری ہی حزن اور شوق کو
 اور کش کرتی ہی خشوع اور خضوع کو اور یہ بات ایسے اشعار میں ہے کہ وہ شوق دلائلوں
 ہوں طاعات اور مباحات کے اور زہد کے دنیا سے اور خست کی طرف آخرت کے اور شرف
 اور زیادہ محبت الہی تعالیٰ و تقدس کے اور متابعت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم کے تو یہ بھی جائز ہی اور بعض نے قیاس کیا ہی اوپر صدی اور نصیب اور نشیہ اور
 اور اقسام و حکم پر کہ جو جائز اور مباح بالاتفاق ہیں اور یہ تمام اوس تقدیر پر صورت
 پذیر ہو تا ہی کہ نص قطعی حرمت اور کراہت غنا پر ثابت نہ ہو ورنہ قیاس کرنا مقابلہ نص پر
 لازم ہو گا اور یہ باطل ہے اور قائل اباحت کے کہتے ہیں کہ کوئی نص اوس جانب وارد
 نہ ہوئی ہی اور اگر ہے تو صحت کو نہ پہنچی ہی کہما حضرت شیخ محدث دہلوی مصنف کتاب الحج
 رحمہ اللہ نے کہ مقصود کاتب احرون کا نقل کرنے اقوال اباحت سے یہ ہے کہ نامعلوم ہو کہ
 مسئلہ مختلف فیہ ہی جزم اور یقین کرنا کسی ایک جانب کا اور ترجیح دینا اوسکا اور تعصب
 کرنا اوس میں مناسب طریقہ اختلاف کے نہیں ہی اگر کسیکو صلاح وقت اس میں معلوم ہو کہ وقت
 کرے اور لحاظ احتیاط کا کرے اور ورطہ خلافت اور نزاع میں نہ پڑے اور سلامتی حال
 اپنی کے اس میں جانے اور احتیاط اور تقویٰ اس میں اندیشہ کرے تو یہ اوسکو مبارک ہو مگر
 چاہئے کہ زبان حال اور قال کے طعن اور تشنیع اور تفصیل اور تفسیح بزرگوں سے اور ان کے
 پیچھے پڑنے سے باوجود متعارض ہونے دلیلوں کے اور متغائر ہونے طریقوں کے اور

موجود ہونے علما اور فقہاء اور عرفا کے اوس جانب دوسری میں قطع نظر راجع اور مرجع
ہونیکے کوتاہ اور نگاہ رکے اور شریعت انسان کو نہ پہنچے

صحت و عافیت گرجہ خوش یافتہ و ایدل | جانب عشق عزیزست فرو گذارش

اور قائلان اباحت کو بھی مناسب نہیں ہے کہ تعصب کریں اور شکر اقوال علما کے ہوں
خصوصاً ایسے لوگ کہ جو کلمہ طریقہ دیانت اور نصیحت کے ہوں وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَتَقَبَّلُوا مَا نَكُونُ الْخِيَارَاتِ اور ہر دو دون کر وہ کو چاہئے کہ رعایت طریقہ تمیز اور
تفصیل کو نہ چورین کیونکہ توقف اور احتیاط کرنا سب کاموں میں محمود اور بہتر ہے اور
افراط اور تغیر ہر جگہ مذموم اور بد ہے وَاللَّهُ الْمَوْفِقُ وَهَذِهِ الْعِصْمَةُ اور اسطرح
مصاب امثال نے آلات اور مزامیر میں بھی کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ مشہور مذاہب ائمہ
اربعہ رحمہم اللہ میں حرمت مزامیر کی ہے اور باوجود اسکے بعض علما مذہب شافعی اور
احباب تلواہر اور امام غزالی اور امثال انکی نے خلاف بہت نقل کئے ہیں اور اقسام آلات
اور مزامیر کو ذکر کیا ہے لیکن وہ سبنا سو یہ ممکن فیه ہے بعض نے مطلق مباح کہا ہے اور
بعض نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض نے فرق کیا ہے جہاں دار اور غیر اسکے میں اور حلال
مباح ہونا اور سکا ہی ممکن ہیں بلکہ بعض نے اعلان اور سکا ساتھ دن کے مستحب کہا ہے اور
شبانہ جو بعضی فرقے ہر آئین ہی اختلاف ذکر کیا ہے دوسرے ایک قسم مزامیر سے عود ہے کہ جسکو
بربط ہی کہتے ہیں اور تار رکھا ہے کہ جنکو زیر و بم کہتے ہیں اور اس میں بھی اختلاف بہت
ذکر کئے ہیں اور کہا ہے کہ مشہور مذاہب اربعہ میں یہ ہے کہ سبنا اور سننا اور سکا حرام
ہے اور گئے میں ایک گروہ ملاکیطرن جو اس کے کے اور نقل کیا ہے سننا اور سکا عبد اللہ
بن جعفر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حکایت کیا گیا ہے کہ تشریف لکھ عبد اللہ

بن عمر نزدیک عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پس پائی نزدیک اونکے چوکری کہ سجائی تھی
 وہ عود پس کہا عبداللہ بن جعفر نے عبداللہ بن عمر سے کہ آیا دیکھتے ہو تم اس میں مضائقہ تو کہا
 اونہوں نے کہ نہیں اس میں کچھ مضائقہ اور نقل کیا ہی سننا اوسکا عبداللہ بن زبیر اور
 معاویہ بن ابوسفیان اور عمرو بن العاص اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم سے اور
 غیر صحابہ سے عبدالرحمن بن حسان اور خارجہ بن زید سے کہ جو فقہائے مدینہ منورہ سے
 ہیں اور نقل کیا ہی اوستاد ابونصور نے زہری اور سعید بن المسیب اور عطاء بن ابی
 رباح اور شعبی اور عید اللہ بن ابی عقیق اور اکثر فقہائے مدینہ مطہرہ رضی اللہ عنہم
 سے اور حکایت کیا ہی حلیلی نے عبداللہ بن ماجشون سے کہ وہ شخصت اور اجازت
 دیتے تھے عود کی اور حکایت کی ہی ابن سمعان نے طاؤس سے اور حکایت کی ہی ابراہیم بن
 سعد سے کہ اُن میں نزدیک رشید کے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں عود پس کہا رشید نے کہ
 آیا عود انگلیٹی کا چاہتے ہو یا عود بجانے کا کہا نہیں بلکہ چاہتا ہوں عود بجانیکو پس
 طالب کیا رشید نے عود کو اور بجا یا اوسکو ابراہیم بن سعد نے اور فتویٰ دیا اباحت
 غنا اور عود کا اور نقل کیا ہی فاکسی نے تاریخ مکہ معظمہ میں ساتھ اپنی سند کے کہ ہوسے
 موسیٰ بن المغیرہ جمحی سے کہ بلایا اونہوں نے عطاء بن ابی رباح کو پس آئے وہ اور تھے
 وہاں ایک اگر وہ کہ بجاتے تھے عود کو اور غنا کرتے تھے سو جبکہ عطا لو آتے ہوئے دیکھا تو
 ٹھیر گئے اوس سے پس کہا اونہوں نے کہ میں نہ بیٹھو گا جب تک کہ تم عود اور غنا نہ کرو
 طرف اوسکے کہ جو کر رہے تھے پھر بیٹھے اور کہنا نہ کیا اور صاحب امتناع نے اسی عود کو
 اصل رکھا ہی اور دوسرے امیر کو اس پر قیاس کیا ہی اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ یعنی صاحب
 امتناع کا اسباب میں وسعت اور فراخی سے خالی نہیں ہی اور اجتماع آلات اور مزاج

ہی نقل کیا ہوا اور کہا ہوا کہ اختلاف ہی درمیان قائلین حریت کے کہ آیا وہ کبیرہ ہی یا
 سفیرہ اور متاخرین شائع ہوا ہے کہ یہ سفیرہ ہی کہما حضرت شیخ محدث دیوبند
 نے کہ یہ چند کلمہ کتاب مذکور کے نقل کئے گئے اور ذمہ اور عمدہ اس کا کتاب والہ پر ہے
 اور غرض اسکی نقل کرنے سے بچا اسکے نہیں ہو کہ اگر ناگاہ اس گروہ سے کچھ اوسین کی
 بات نقل کیا دے تو مبالغہ تشدید اور تحمیل اور تشبیح اور تفسیق اور تضلیل میں نکرین
 اور چپا نا عیوب اور لغزش قوم کا شیوہ اپنا کریں اور عوام کو نہ چوڑیں کہ پیروی
 انکی کریں فالجی احوالان بیع واللہ اعلم وحملہ احکم کہا شیخ محدث دیوبند رحمتہ
 نے کہ اس ضعیف نے اس سلسلہ میں کلام مواضع متعدد میں کیا ہے اور سب میں طریقہ
 تفصیل اور تردید اور توسط کو نگاہ رکھا ہے ساتھ اولیٰ میل کے طعن حریت یا کراہت
 کے اور اس کتاب میں یعنی مارج میں نقل کرنا اقوال جانب اباحت کا غالب پڑا ہے کیونکہ
 وہ جانب دوسرے یعنی حریت یا کراہت کے مشہور اور مقرر ہو اذبان میں حاجت نقل کی
 نہیں رکھتا اور نیت وہی ہے کہ جو کھی گئی ۷

عیب می جسدہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت کمین از بہر دل عامی چند
--------------------------------	----------------------------------

اللہم ارننا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ
 الامین اور جاننا چاہئے کہ ہنر نامہ میں ابتداء حال سے تا امروز جو کوئی کہ طعن اباحت
 غنا اور سماع اسکی کے گیا ہے قولاً یا فعلاً تو انکار اور استبعاد وطن اس کے متوجہ ہوا
 ہے جیسا کہ حکایات اور روایات سے کہ جہاں باب میں آئی ہیں روشن اور ظاہر ہے
 اور مشکوٰۃ خیرین میں لائے ہیں کہ ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ کہ انکو بدیری ہی
 کہتے ہیں یا بسبب نسبت اس بات کے کہ یہ غزوہ بدر میں حاضر تھے یا بسبب اسکے کہ سکن

انکا بد رہی اور ایک صحابی دوسرا عیان صحابہ سے رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے تھے اور
 سماع غنا کا کرتے تھے ایک شخص دوسرے کے حاضر تھے سننا انکے راگ کو اونپر گراں ہوا اور انکا
 کیا اور کہا کہ اے دونوں مصاحبو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 کے تم سرود سنے ہو انہوں نے کہا کہ اگر تم ہی سننا چاہتے ہو تو آؤ بیٹھو اور سنو نہیں تو
 جاؤ اور حکم دیا یہی بہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ سنیں ہم
 اسکو اور یہ معاملہ عروسی میں تھا کہ تغنی اوسمین بالاتفاق سباح ہی بڑھ کر یہ کہ عجب اللہ
 بن جعفر رضی اللہ عنہ کہ اس کام کے حریص اور شغوف تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ
 ہی انکے شریک اور موافق تھے اور دوستی اور محبت رکھتے تھے تو بی بی جناب معاویہ
 نے انہما راٹھار کا کیا عہد اللہ پہا ور عیب پکڑا اونپر اور کہا معاویہ نے کہ حال اونکا یہ ہے
 تو امکا کیا اعتقاد کرتی ہو دوسرے روز کہ عبد اللہ بن جعفر معاویہ کے آئے اور نماز بہت کی
 اور بندگی بہت کی تو معاویہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ انکو دیکھو کیا کرتے ہیں پس وہ
 بی بی انکار سے باز آئیں اور حقیقت حال کی اور نشا اختلان کا یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ سرود سننا اور آلات اور مزامیر بجا نا زمانہ قدیم میں کاروبار فاسقوں اور
 شرابخواروں وغیرہا کا تھا اور اسی سبب سے حدیث صحیح میں آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بیجا گیا ہوں میں اور حکم کیا گیا ہوں
 کہ مشادوں اور نابود کردوں آلات لہو اور مزامیر کو اور منع کروں شراب خمو
 ونا سے اور اصل میں نام غنا لہو اور فوکر اسکا باب ملا ہی میں کرتے ہیں اور بعد
 محو ہوجانے اور مشا جانے آثار ان امور کے اور جاتے رہنے اور رفع ہونے ان منکرات
 کے جبکہ وہ رسم اور عادت نہ رہی مسلمان صالح اور پارسا ہی اوسمین پڑ گئے اور اس سے

محفوظ ہونے بغیر ملائکہ کے ساتھ فسق اور شکرانہ کے اور بظاہر اختلاف کے ساتھ اہل فسق و فجور کے اور ایک جماعت نے جب دیکھا کہ یہ عادت فاسقوں کی اور نشانی بقیہ کی ہے اور شایعہ الیون کے حال سے رکھتی ہو تو بتوفیق اسکے کہ مبادا کہین سر نکالے اس سے بچنا اور اجتناب کیا اور دوسروں کو بھی تخویف و تحذیر فرمائی اور شایعہ سے بھی اگر بایں لحاظ منع اور تحذیر اور وعید صادر ہوئی ہو تو دور نہیں اور وہ جو محدثین رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ منع اور نہی شایعہ سے ثبوت کو نہ پہنچی اور کوئی حدیث اس باب میں صحت کو نہ پہنچی تو بعد تقریر اسکے کہ دائرہ صحت کلاچ اصطلاح اس طائفہ کے متعلق مراد یہ ہوگی کہ نئی راگ کی مطلقاً اور حرمت اس کی لذات ثابت نہیں ہوئی ہو جیسے کہ غمر اور دنا اور مثل اس کی کے اور وہ جو بعض اہل ظواہر نے کہا ہے کہ جو کوئی حدیث ہی نہیں وارد ہوئی تو یہ بات خالی مکابرہ نہیں ہے اور مثال اس حال کی تنقید ظروف اور ادانی اور برتنوں کا ہے کہ جسکو حلقہ اور مقررقت اور فقیر اور دبا نام رکھا ہے کہ وقت مباح ہونے غمر کے انکو استعمال کرتے تھے اور شراب اوسین پیتے تھے اور جبکہ شراب حرام ہوئی تو استعمال اس قسم کے برتنوں کا اور کھانا پینا دوسرے مشروبات مباحہ کا اوسین چند ایام حرام کیا بھیہ محو کرنے اور شانے آمار شراب کے اور جو کہ حرمت شراب کی ثابتہ اور مقرر ہو گئی اور حاجت قلع اور قمع آثار اور علامات اوسکی کے نہی تو منع کرنا اور نہی کرنا اور ظروف اور برتنوں کا بھی نہی اور باوجود اسکے علماء اور ائمہ دین رحمہم اللہ دو فرقہ ہو گئے ایک فرقہ طرف منع کے گیا استعمال کرنے اوس آدائی سے اور دوسرا فرقہ طرف حرام کے جیسے کہ یہ مذکور ہے اپنے مقام میں آواز ماخن فیہ یعنی معاملہ راگ میں ہی مانند اسکے دو فرقہ ہوئے ایک بنظر عادت شریف قدیم کے کہ یہ صورت نشانی اہل فسق کا

ہی تو یہ لوگ منع اور رسم احتیاط کے گرفتار ہوئے اور دوسرے فرقہ نے نظر اور پرستی اور
 حقیقت حال کے رکھی کہ اگر وہ راگ ساتھ ملا بست اور مخالفت فسق اور منکرات کے ہی
 تو حرام ہی ورنہ مباح ہی واللہ اعلم وعلہ اتم واحکم اور پھر بعد اسکے تعصب اور تشدد و
 درمیان میں آیا کہ ادھر تو منع کر نیوالوئے افراط اور زیادت کی کہ راگ کے کہ نیوالوئے
 کو مطلقاً منسوب طرف فسق کے اور کفر اور زندقہ کے رکھا اور ادھر ہی مباح کہنے والوں
 نے جو جب اپنے گمان کے او سکھو طاعت صرف اور عبادت محض ٹھہرایا اور بالکل ایسا
 کو مشغول اوسکا کیا اور جمع اور متحرکہ ٹھہرائے اور دونوں فریق نے فرق درمیان
 اہل اور ناباہل کے نہ کیا اور شیعہ انصاف کا کہ معنی اوسکے نصف علی و نصف علی کا ہے
 کا تہ سے چھوڑا اور طریقہ ادب کو کہ حقیقت اوسکی نگاہ رکنا حد ہر چیز کا ہی نگاہ نہ رکھا
 اور ایک نشا اختلاف کا یہ ہو کہ ایک جماعت کی نظر اور تاثیر اور تصرف فقہ کے بواطن
 میں پڑی اور اپنے مقام سے گئے اور ایک جماعت کو جو اہل اور عدم جواز فقہی نظر میں
 آیا اور یہ اپنی جگہ پر رہ گئے اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تاثیر نعمت
 کی بالذات اور پر روح حیوانی کے ہو کہ حرکت اور اضطراب کرنا کام اوس کی کا ہی اور روح
 انسانی منزہ ہے کیونکہ وہ بمقام وارد ہونے معانی کا ہی اور سکون اور سخیل ہونا اور
 تانی صفت اوسکی سے لیکن اس مقام میں کسی کو پہونچتا ہے کہ کے مات البتہ
 تاثیر نعمت کی بالذات اور پر روح حیوانی کے ہو مگر سبب ہمسائیگی اور اتصال کے کہ جو درمیان
 روح حیوانی اور روح انسانی کے ہو حال اس ایک کا اوس دوسرے میں تسلط کرے
 تو کیا اور کون مانے ہی اور یہی شیخ کہتے ہیں کہ نشان تاثیر کرنے قرآن مجید کا باطن
 میں یہ ہے کہ ساتھ غنا اور بغیر غنا یکسان اور برابر ہوا اور اگر نعمت سے تاثیر کرے تو

وہ تاثیر قرآن کی نہیں ہو بلکہ یہ تاثیر نعمت کی ہے نہ قرآن کی تو یہ بات بھی غالی محکمت
 سے نہیں ہو اس واسطے کہ نعمت جلیہ اور زیور ہی قرآن مجید کا جیسا کہ حدیث شریفہ میں
 آیا ہے کہ زینت و دو تم قرآن مجید کو اپنی آواز و آواز اور کیسا ان ہونا و دونوں حال کا
 یعنی نعمت اور بلا نعمت کا خارج دائرہ امکان ہے مگر وہ شخص کہ جس کا شعور اور کشف مجرد
 ذات اور صفت الہی قائل کا ہو قائل کہ صاحب امتناع نے کہا ہے کہ اختلاف کیا ہے
 اس میں کہ اول کس شخص نے تعنی کی ہو غنائے عربی میں پس کہا ہے ابو بلال عسکری نے
 کہ اکثر اہل علم کے اسپر ہیں کہ نام اور سکا طویس تھا اور یہ معاملہ اس طرح پر ہوا کہ جب ابن
 زبیر رضی اللہ عنہ نے بناگی کعبہ شریفہ کی تو بتاتے تھے اور سکا اہل فارس اور اہل روم
 کے اور تعنی کرتے تھے ساتھ امان لہنی کے اور سنا اور سکا مغنیان عربیہ اور نقل کیا اور سکا
 غولی میں اور پہلا وہ شخص کہ شروع کیا اور سکا طویس تھا اور طویس کو مشیوم کہتے ہیں جو
 بمعنی نامبارک اور منحوس کے ہے بسبب اسکے کہ پیدائش اور سکا روز وفات آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہوئی اور نظام یعنی دو وہ چھوڑنا اور سکا روز
 وفات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھا اور بالغ ہونا اور سکا روز موت عمر رضی اللہ
 عنہ کے تھا اور نکاح کیا اور سکا روز قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اور پیدا
 ہوا اور سکا پنیار و روز موت علی رضی اللہ عنہ کے اور کہتے ہیں کہ پہلے نقل ہوئے اس غنائے
 موسیقی کے عرب میں اقسام غنا اور غوش آوازی تھی مثل نصیب اور نشید اعراب
 اور صدی اور رکبانی کے اور یہ اقسام تمام سباح ہیں کیونکہ اس میں خلان نہیں ہے اور
 انہیں اقسام پر عمل کرتے ہیں ہر غنائے موسیقی کو وہ لوگ کہ قائل ہیں ساتھ حرمت اور
 جو بمنقول ہے صحابہ اور تابعین وغیرہم اسلاف رضی اللہ عنہم سے جیسا کہ اخبار اور آثار

گذشتہ سے ظاہر ہوتا ہی البتہ بعض صحابہ مثل عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے سنا غنائی
 موسیقی کا بھی چوکریون سے مروی ہو اور کہتے ہیں کہ وہ رضی اللہ عنہ مغنیات
 ہی سنتے تھے اور معنی اور حقیقت میں اقسام غنائ کے سب ایک ہیں اور راجع ہیں طرف
 حسن صوت اور خوش آوازی کے اور اس میں کچھ تفاوت نہیں ہی تان قرأت
 قرآن مجید میں تفاوت ہوتا ہی اس واسطے کہ غنائ موسیقی میں تمطیط اور تغیر بہت
 ہو یہ تمام کہا گیا لیکن تعنی اور اس کے سننے میں بحیثیت اتباع جناب سید المرسل
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اقتضائے اصحاب اور اتباع آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بطریق تقرب اور تبعید کے کہ اس پر اجتماع کیا ہو خلجان باقی
 نیچے جو آب وہی ہی کہ محل اور مقام جناب آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا
 بلند اور عالی ہو دوسروں کی وضع اور مشرب مختلف ہی بعض بیطرف وسیع اور تقویٰ
 کے غالب ہو اور احتیاط واسن گیر وقت کے ہی اور ذوق اور جمیعت عبادات اور
 طاعات کے حاصل ہو اور بعض پر سکر اورستی نے غلبہ کیا ہو اور ذوق انکساع میں
 پڑا ہو مدعا یہ ہی کہ راگ ایک امر ہے مختلف فیہ اور مختلف فیہ میں عیب ایک دوسرے
 کا نہ چاہئے کرنا اور ہر ایک کو جمال خود چھوڑنا چاہئے قرآن مجید اَعْلَمُ کَیْفَ مِنْ هُوَ اَهْدُ
 سَبِيلًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْظُّوْبِ وَالْیَکِ الْمَرْجِعُ وَالْمَا بَ وَصَلَّى اللّٰهُ
 تَعَالٰی اَعْلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ کَیْفَ عَیْنُ
 هِدَاةٍ کَرِیْمٍ اَلْحَمْدُ وَفَوْجِ عُلُومِ الدِّیْنِ ط آمین آمین شہداء آمین
 حضرت شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ خیبر میں بیان حدی اور غنا
 کا مختصر لکھا ہی فقیر اس کو یہی نقل کرتا ہی وہ یہاں شریفیہ جان کہ ایک اقسام غنائ سے

مدی ہو کہ مباح ہی سننا اور سکا بالاتفاق اور سنا ہوا و سکوٹا منھضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ و اصحابہ وسلم نے اور پسند رکھا ہوا و سکوٹا چنانچہ جا سجا معلوم ہو چکا ہے اور آپ کے ایک
 مدی خوان تھے کہ نام اونکا انجشہ تھا اور نہایت خوش آواز اور صحن صورت رکھتے
 تھے اور معنی مدی کے تھیں رجز مباح بہ آواز نرم اور شیرین بین واسطے تخفیف محنت سفر
 اور کشش نشاط نفس کے ہی اور قطع کرتا ہوا وٹ ساتھ اس کے بیا بانوں کو اور اوٹھا
 ہی بارہا گران کو اور ایک قسم دوسری ہی کہ اسکو رکبانی کہتے ہیں اور اسکو ہوارین
 میں واسطے تخفیف تکلیف سفر کے پڑھتے ہیں اور یہ بھی مباح ہی اور امیر المومنین عمر
 رضی اللہ عنہ سفر میں اسکو بہت سنتے تھے اور ایک قسم دوسری اور ہی کہ اسکو نشید
 کہتے ہیں اور یہ پڑھنا اشعار اور قصائد کا ہی ساتھ آواز خوش کے اور محل خلافت
 کا بلند کرنا آواز پے درپے کا ہی ساتھ ترتیب خاص کے معایت قواعد موسیقی اور کلن
 کے اس میں اور کلام امین بہت دراز ہی آخر باب عبادت میں کچھ امین کا گزر چکا ہے
 تمام ہوا ترجمہ کتاب مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا واللہ اعلم
 بالصواب اور ہی مولانا محدث دہلوی نے اپنی کتاب مکتوبات کے مکتوب چھٹے میں جبکا
 نام قرع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ و احوالہم فی السماع ہی تحقیق اس مسئلہ کی فرمائی ہے
 اور اسکا خلاصہ اس تنبیہ میں جو درج کتاب ہذا ہی تحریر کیا ہے مجھے فقط اسی تنبیہ کا ترجمہ
 کر کے تتمہ اور یکجہ خاتمہ قول فیصل باب سماع کا کر کے کتاب کو اسی پر تمام کیا ومن اللہ التوفیق
 علی الخاتمة بالحسن والايمان وهو هذا تنبیہ واضح ہو کہ افعال اور اقوال مشایخ
 طریقت رحمہ اللہ کے معاملہ سماع میں مختلف اور متعارض ہیں اور شک نہیں امین بہت معتقد
 اختلاف اور تعارض کا بالطبع توقف اور تردد کرتا ہی اور غالب کرتا اور راجع کرنا ایک جانب

اور کسیرف کا ساتھ کسی باعث اور کسی سبب سے ہوتا ہے اور اس معاملہ میں باعث اور
 سبب چند چیز ہیں ایک ساتھ بطالت وقت اور نیکو اس کا طبیعت اور مشورت کے اور
 پہلے ہی کے ساتھ احکام شرع اطہر کے اور نیکو نیت کے بیچ عزیمت اور اتباع
 اسن اور عمل بالادلے اور اس کے ہوتا ہے تو یہ خارج بحث سے ہے اس واسطے کہ جب کا
 یہ حال ہے وہ بیچ حکم چار پاپون اور انعام کے ہیں کہ ان کے افعال کو ضبط نہیں ہے
 بلکہ اخص بلکہ ایسے لوگ بہائم سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہیں اور دوسرے ایک گروہ
 ہیں از باب نفس سے کہ جو ذوق طاعت اور عبادت سے اور لذت ذکر اور تلاوت
 سے اور مخلوات اور مناجات سے محروم ہیں انہیں کے بعض تو بسبب اصل پیدائش
 کے اور بعض بسبب عادت اور صحبت از باب سستی و راحت کے ایسے ہیں کہ جیادنگو
 سستے نعمت سے کہ بالبطح حرکت دینے والا باطن کا اور جمع کرنے والا پریشانی خاطر کا ہر
 لذت اور سرور اور شہور اپنے مطلوب پر حاصل وقت آگیا ہوتا ہے تو بسبب عادت کے
 بلکہ وہ دوسرے ہیں اور فریب کھاتے ہیں اور صرف اسی حالت کو غنیمت شمار کر کے تمام
 زمینت دینے اور فریب نفس اور شیطان کے اسکو عبادت اور ریاضت پر یہی ترجیح
 اور فضیلت دیتے ہیں اور اہل ریاضت کا انکار کرتے ہیں اور ذوق اور لذت
 عشق سے محروم جانتے ہیں تو ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ وہ ہر روز راہ دین اور دنیا
 سے بیگانہ تر اور دور تر ہوتے ہیں اور جس حال میں کہ ہیں نہک اور غالب تر ہوتے ہیں تو
 غارت سے بچر اور ٹھنڈے بیٹے کے انکو نصیب نہیں ہے اور پہر وہ بھی ساتھ رہا اور کف کے
 اور خوف بجز اور باگوئی غلاب کی کرتے ہیں تہا خک کہ شدہ شدہ لو بیت اس پر ہونگی
 کہ وہ بھی ترک ہوتی ہے اگر ایسے لوگوں کے نزدیک خوش آوازی ساتھ خوبورتی

جمع ہوئے ہوں کہ عورتیں مہینہ کے ہر ماہ است ذوق اور شوق رنگ کی سبب موجود ہوتی
 حالت صوری اور راوی کے کا بلتر ہوتی ہوا اور بڑا اس کوئی ذوق نہیں ہوتا اگر
 کوئی چیز کے باعث اعتدال مزاج طبعی کے اور عیوان توای جوانی کے بچل میں لایا
 تو خود ایک دوسری قیامت کا قائم ہونا ہے اور پرائیج ایک وہ گروہ ہے کہ ساتھ خوش
 طبعی اور سخن رسی اور ذوق حکایات اور اشعار اور رموز اور اشارات اور اسرار کے
 کہ جو طائفہ وجودیہ اور باطنیہ کے کہتے ہیں موصوف ہیں تو یہ گروہ خود عارف زمانہ
 کے اور کامل روزگار کے اور پیشوا طریقہ ان شریرون کے ہیں مرتبہ حال کے کاموں
 گمان اور پندار انکی کے برتر اور بالا ہے اوس سے کہ ہم علما اور زیادہ اور عباد کی
 اوسکو پہنچی معاذ اللہ عن المکر والامتناع ساج کا شکے یہ ذوق اور حال اور صورت
 خود ہرگز نہوتا اور فقط ساتھ نماز اور روزہ خشک کے کہ جو دین عباد کا ہی سوانقت کر
 کر ایک صورت ایمان کی اس عالم ثانی سے ہمراہ اپنے لیجاتے تو حقیقت میں یہ گروہ بھی
 خارج بحث سے اور باہر دائرہ اعتبار سے ہیں اور بڑا ہر شبہ اور غشی تر اشتباہ کا
 اس مقام میں پیروی پیرون کی ہی یعنی کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے بزرگوں اور پیران
 نے کیا ہے اور کرتے آئے ہیں وہ ہم ہی انکے اتباع میں کرتے ہیں اور عیوان ایک جماعت ہے
 کہ احکام شریعت کو نہیں جانتی اور احادیث اور اقوال علما کے کسی نہیں سمجھتے ہیں تو
 یہ لوگ نادان اور جاہل ہیں انکو تعلیم کرنا اور حقیقت حال کو انہی ظاہر کرنا چاہئے اور
 ایک گروہ دوسرا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہکو شریعت سے کیا کام ہے بلکہ ہم ملوک پیرون کے
 ہیں اور ہاتھ تسک کا انکے دامن عزت پر مایا ہے تو کسرت چاہے کچھ ہو تو یہ کہنے والے
 لوگ کافر ہیں انکو تعلیم کرنا چاہئے اور حد ارتداد کی قائم کرنا چاہئے اور ایک جماعت

ایسی ہی کہ کہتے ہیں اگرچہ ظاہر سنت کا تو خود ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن جو کہ یہ کام
 بزرگوں نے کیا ہے تو یہ سند اور بغیر دلیل کے منوگا اگرچہ وہ سند ہو کہ معلوم نہیں ہے
 تو یہ بات کہ کہتے ہیں کہ عالم اعتقاد پیری اور مریدی میں وجہ رکنتی ہے اور عذر
 کے لاین ہی لیکن ان لوگوں میں یہ کہنا چاہئے کہ بزرگوں نے جو کہ یہ کہ کیا ہے ساتھ غلبہ
 حال اورستی اور بخود ہی کے کیا ہے اور وہ ہی کہی کہی کیا ہے اور یہ سبب معلومت وقت
 اور مقتضائے حال اور ایسے ہی ساتھ نیت اور شرط اور آداب سے کہ جو کہتے تھے
 اوسکو کیا ہے اور اسکو طریقہ اپنا نہیں ٹھہرا اور دوسروں کو بھی اسکا حکم نہیں کیا اور
 بعض قبیلہ انکا سازوق اور حال کہان ہے اور ایسی صلاح اور نیت کی ہے الکتبہ
 یہ بات ہے کہ اگر انکی سی صفات اور احوال اور آداب ہمارے ہی ہیں اور تم خود
 مع دوسروں کے کہ جو ایسی مجالس اور جماع میں حاضر ہوں اگر اپنے آپ میں یہ معنی
 خواہ یقین یا یگانہ دیکھتے ہو تو خدا مبارک کرے تم بیشک تابع بزرگوں اور پیروں کے
 ہو واللہ خیر بما تعاون اور ایک جماعت دوسری ہے کہ جو رہے ثابت کرنے اس
 عمل سماع کے ساتھ احادیث اور اخبار اور آثار کے میں تو یہ طریقہ ہی خالی مکلف سے
 نہیں ہے اور حدیث قصہ لحد لست حیۃ الہوی کی دی الہ خود نزدیک محدثین
 اور محققین مشائخ کے موضوع اور بے اعتبار ہے اور حدیث اذن و وجاہہ کی کہ جو
 روز عید کے تثنی کرتی تھیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بسبب علم سابق
 کے کہ جو اسکی کراہت اور حرمت کا دین میں رکھتے تھے یا بسبب قیاس اور اجتہاد اپنے
 کے کہ ساتھ دیکھنے صورت لہو اور لب کے اوسکا اعتقاد کیا تھا اوںکو منع کیا جناب ازہر
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مبارک خواب سے اٹھایا اور فرمایا کہ آج کارو

مید کا جو انکو منع مست کرو یعنی اس قدر پیش اور سرور و عید کے مجوز اور صلاح و حرم
 ہی آئین سہولت کرو اور غنا کرنا اور رون بجانا اعراض اور اعیاد اور ولایم میں کلام
 ہوا اور تجویز ہو مگر ٹکڑا سے بے شامی زمانہ اس کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے وہ عورتیں کو
 تئیں اور کیا پڑھتی اور کیا سرو کر تی تئیں وہ وہ لوگ یاں تئیں کر کی کہ بعض دلائل
 جو درمیان قوم آؤں اور غریب کے گذر تے ساتھ آواز بلند کے پڑھتی تئیں اور
 وہ کچھ گانے والیاں تئیں صحیح بخاری شریف میں آیا ہے کہ گانا تغنیان لیستنا
 ہفت پتہ تئیں یعنی وہ جو کار ہی تئیں کچھ گانیاں لیاں اور یہ ہمیشہ کہ فیو الیاں تئیں تئیں
 اس سے نہایت کار جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تغنی مطلق حرام نہ تو اس قدر مسلم ہے مگر یہ
 اجتماع خاص ساتھ ایک کیفیت مخصوص کے کیا ہے بیان ایک فرقہ ہے کہ اگر غریب انہیں غور
 کریں تو پیروں کا نام لینا انکا محض بیان اور مجرد ایک حیلہ ہے کیونکہ اگر یہ واقعہ میں
 معتقد پیروں کے ہیں تو کیا باعث ہے کہ تمام طریقے پیر و نہیں سے نہ ہی سماع اور
 حضور اسکی مجالس کا پکڑ لیا ہے اور باقی سب کو فنا اور برباد کیا ہے رع بدنام کنندہ ہو
 نامے چند ہو جکتے ہیں وہ یہی ہیں جماعت اے ایسے لوگوں کو ساتھ پیروں کے کچھ نہایت اور
 پیر و نکو ایسے پیر و نہایت ہو بلکہ پیر و گاہل حق ہیں اور ارباب صدق کے ہیں تو ایسے
 نفیس لوگ اہل باطن اور کذب کی راضی ہوتے ہیں انکے فعل کی بنیاد و نفسانیت انہیں
 برہم پریشانک کہ اگر کسی فقید اور مشرع کو دیکھتے ہیں تو برعکس اسکے اور زیادہ کہنے ہیں اور
 نیز اور تشدد ہوتے ہیں گو یا کہ اس جماعت سے دشمنی رکھتے ہیں اور اپنا دین خیر رکھتے ہیں
 ان ایک جماعت ہیں مریدوں سے کہ انہوں نے قدم راہ سلوکیں رکھا ہے یا تہ
 فعل اور تشدد کے احوال صوفیہ میں مداخلت کی ہے اور لباس و روشنی اور اہلیت کا

یلانی کے پناہ اور دُور دور کی جگہی اور معتقد شائع کے ہوئے ہیں اور اسید و
 ان کے حالات کے ہو کر اگر مطلق انکار کرتے ہیں تو خوفناک ہیں کہ مبادا اس میں انکار اور وقعت
 ان بزرگوں کی لازم ہو اور اگر انکار نہیں کرتے لیکن اجتناب اور احتراز کا کرتے ہیں
 تو ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ جو اولوں نے پایا ہو کہیں ہم اس سے محروم رہیں اور جیسے کہ اس
 معاملہ میں پیروی پیروں کی کرتے ہیں دوسرے کاموں میں بھی موافقت رکھتے ہیں اور
 ریاضت کینچے ہیں اور جان کنی کرتے ہیں تو اگر وجد نہیں تو بارے تو اجہ اور اگر تحقیق
 تو گرتیہ باقی ہے تہہ اگر تعصب نکرین اور عادت نہ پکڑیں اور غلو نکرین اور روع اور قوی
 رہتے نہ دیوین اور احتیاط کو کام میں رکھیں تو بیشک درویش ہیں اور بے نشان اہلیت
 نہیں ہیں پھر چند کہ بے لگا و نفسانیت کے نہوں مگر آریا احوال اور اذواق اور اصحاب
 معارف اور مواجد کے آریا قلوب اور اہل دل سے کہ جو شائے بناوٹ اور قطع اور نفسا
 سے بالکل عاری اور دریا وجد و شرب اور سرگرمین مستغرق اور متواسے ہیں یہ لوگ اور
 ای ہیں پھر ایک گروہ دوسرا ہے کہ جو شائے نفس بلکہ قلب قابی ہے باہر میں اور صرف مقام
 اور تکین اور تحقیق میں تقیم اور تقیم ہیں اور سب بالآخر میں اُولَئِكَ عَلٰی اٰخِرَتِیْ قٰیْمٌ
 وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی یہی لوگ ہیں راہ راست پر اپنے پروردگار اور یہی لوگ ہیں
 فلاح پانے والے وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ جَمِیْعٍ عِبَادَہُ الصّٰدِقِیْنَ وَ رَزَقْنَاہُمْ وَ تَبَاعُوْہُمْ وَ سَقٰنَا
 مِنْ مَّشَارِبِہِمْ اَلْمَعِیْنِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ اَسَاطِہُ الْکُلِّ اِمَامٍ
 اَہْلِ سَیْدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ جَمِیْعِیْنَ بِرَحْمَتِہٖ یَا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِ اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن

تَمَامُ مَشْرِطِہٖ

صحت نامہ کتاب تحفۃ الامیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	حبوب	حبوب	۲۹	۵	سب و نونین	سب و نونین
۲۸	۷	سیدنا	سیدنا	۵۰	۱۰	ورنمارکا	ورنمارکا
۳	۱۰	دارالقائل	دارالقائل	۵۳	۱۱	تغنی کے	تغنی
۶	۱۸	من یغنی	من یغنی	۷	۱۷	الموہو	الموہو
۷	۶	زینو القرآن	زینو القرآن	۵۳	۱۰	بانت سعاد	بانت سعاد
۱۰	۲	کما گیا	کما گیا ہی	۵۵	۱۳	فعللہ	فعللہ
۱۷	۱۹	خوشی ہوئے	خوش ہوئے	۵۶	۶	اوس لفظ	اوس لفظ کی
۲۲	۱۷	دلیل ہی	دلیل ہی	۵۹	۲	جنگ میں	جنگ میں بغیر
۲۷	۱۵	تشرابہ	تشرابہ	۶۲	۱۸	القران العربی	القران العربی
۱۵	۱۱	مجاہد رشک کر	مجاہد رشک کر	۶۸	۱۶	علوم	علوم
۳۳	۱	شعبہ لایا	شعبہ لایا	۷۰	۷	اقسی	اقسی
۷	۹	ابو فضل ہوئے	ابو فضل ہوئے	۷۲	۳	قوم طریق کے	قوم طریق کے
۳۷	۱۵	خاص ہے وہ	خاص ہے کہ وہ	۷۷	۶	ابن خیازہ	ابن خیازہ
۴۰	۲	بندر کے	بندر کے	۸۱	۲	راگ کو	راگ کو ستا ہی
۴۸	۱۸	انتہی باقی	انتہی باقی	۸۸	۱۳	میری پڑی	میری پڑی
۷	۱۹	معدو کی بن	معدو کی بن	۸۹	۱۷	کا لگانا	کا لگانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۴	اور نغاث مین	نغاث مین	۱۴۵	۱۲	دو آواز	دو آواز کا
۹۳	۵	موقوفوں سرور	موقوفین سرور	۱۸۱	۵	تمسخر	تسخیر
۱۰۱	۲	بات کہ	بات ہے کہ	۱۸۲	۱	ابوسعید خراز	ابوسعید خراز
۱۰۲	۱۸	عظیم الایمان	عظیم الایمان	۱۹۴	۱۲	اور روو	اور رو ورو
۱۱۵	۱۸	اور زور سے	اور زور سے	۲۰۱	۱۶	یتھے	جھٹھے
۱۱۶	۸	سوار ہونا	سوار ہونے	۲۰۲	۷	ور و میرا	ور و میرا
۱۲۱	۱	اوسکا شریک	اوسکے شریک	۲۰۳	۲۱	تطمین	تطمین
۱۲۰	۱۸	نفیر مین	نفیر مین	۲۰۴	۱۱	بین اور نوبیا	بین فرمایا
۱۲۵	۷	یہا تک کہ	یہا تک کہ	۲۰۵	۱۶	آواز اور	آواز کی اور
۱۵۵	۵	جیسے قرآن	جیسے قرآن	۲۰۹	۶	چھپا رہی	چھپا رہی
۱۶۰	۱۷	منکسر ہو	منکسر ہوا	۲۱۶	۷	اسواسطے	اسواسطے کہ
۱۶۴	۱۹	جعفر پاس	جعفر کے پاس	۲۱۸	۱	اوسکی بدوگا	اوسکا بدوگا
۱۶۸	۷	اوسکونام	اوسکا نام	۲۲۲	۱۸	مین جو کر است	مین کر است
۱۷۳	۷	کرم	اکرم	۲۲۳	۵	اوا یک	اوا یک
۱۷۴	۱۲	بغاٹ	بغاٹ	۲۲۸	۱۰	رسوم	رسوم کا
				۲۳۱	۱۲	جامع	جامع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۹	ہدیۃ السنی	ہدیۃ السنی	۲۹۲	۱۸	علماء کی طرف	علماء کی طرف
۲۴۶	۱۲	روشنی سے	روشنی سے	۳۰۰	۱۹	نشان	نشان
۲۶۹	۱۳	ہدیۃ السنی	ہدیۃ السنی	۳۰۲	۱۶	سند کا	سند کا
۲۸۲	۵	شہوت کی طرف	شہوت کی طرف	۱۷	۱۷	ہدایہ	ہدایہ
۲۸۵	۱۵	مماثل	مماثل	۱۷	۱۷	طریقہ اُمی و محی	طریقہ اُمی و محی
۲۸۶	۸	چیز و کما	چیز و کما	۳۰۸	۲	اعباد	اعباد
۲۹۵	۱	استدلال	استدلال	۱۵	۱۵	اہل باطن	اہل باطن
۴	۴	رہنما کی طرف	رہنما کی طرف	۱۵	۱۵	اہل باطن	اہل باطن

اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۹۷۷ء داخل ہی گورنمنٹ
پریس ہو گئی ہے کوئی ضابطہ بغیر اجازت مصنف کے تصدیق طبع

نفر مائیں

۵۶۹۷

فقط